آموزش دین

« بہ زبان سادہ »

حصّہ دوّم

مؤلف

آیۃ اللہ ابراہیم امینی

مترجم

شیخ الجامعہ مولانا الحاج اختر عباس صاحب

عرض ناشر

کتاب تعلیم دین سادہ زبان میں حوزۂ علمیہ قم کی ایک بلندپایہ علمی شخصیت حضرت آیۃ اللہ ابراہیم امینی کی گراں مایہ تالیفات میں سے ایک سلسلہ "آموزش دین درزبان سادہ" کا اردو ترجمہ ہے

اس کتاب کو خصوصیت کے ساتھ بچوں اور نوجوانوں کے لئے تحریر کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے مطالب اعلیٰ علمی پیمانہ کے حامل ہیں اس بناپر اعلیٰ تعلیم یافتہ اور پختہ عمر کے افراد بھی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں

بچوں اور جوانوں کی مختلف ذہنی سطحوں کے پیش نظر اس سلسلۂ کتب کو چار جلدوں میں تیار کیا گیا ہے۔ کتاب ھذا اس سلسلۂ کتب کی چوتھی جلد کے ایک حصہ پرمشتمل ہے جسے کتاب کی ضخامت کے پیش نظر علیحدہ شائع کیا جارہا ہے

اس سلسلۂ کتب کی امتیازی خصوصیات درج ذیل ہے۔

● کتاب کے مضامین گوکہ اعلیٰ مطالب پرمشتمل ہیں لیکن انھیں دل نشین پیرائے اور سادہ زبان میں پیش کیا گیا ہے تاکہ یہ بچوں کے لئے قابل

فہم اور دلچسپ ہوں۔

- اصول عقائد کے بیان کے وقت فلسفیانہ موشگافیوں سے پرہیز کرتے ہوئے اتنا سادہ استدلالی طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ نوعمر طلبا اسے آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔
- مطالب و معانی کے بیان کے وقت یہ کوشش کی گئی ہے کہ پڑھنے والوں کی فطرتِ خدا جوئی بیدار کی جائے تاکہ وہ از خود مطالب و مفاہیم سے آگاہ ہوکر انھیں دل کی گہرائیوں سے قبول کریں اور ان کا ایمان استوار پائیدار ہوجائے۔
- ہماری درخواست پر حضرت حجۃ الاسلام والمسلمین شیخ الجامعہ الحاج مولانا اختر عباس صاحب قبلہ دام ظلہ نے ان چاروں کتابوں کا ترجمہ کیا۔

ان کتابوں کو پہلا ایڈیشن پاکستان میں شائع ہوا تھا اور اب اصل متن مؤلف محترم کی نظر ثانی کے بعد اور اردو ترجمہ حجۃ الاسلام جناب مولانا نثار احمد ہندی کی نظر ثانی اور باز نویسی کے بعد دوبارہ شائع کیا جارہا ہے اپنی اس ناچیز سعی کو حضرت بقیۃ اللہ الاعظم امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت میں ہدیہ کرتا ہوں

- ہماری دلی آرزو ہے کہ قارئین گرامی کتاب سے متعلق اپنی آرا، اور قیمتی مشوروں سے مطلع فرمائیں

والسلام

ناشر محمد تقی انصاریان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

نام کتاب ــــــــ تعلیم دین ۔ سادہ زبان میں

تالیف ــــــــ آیۃ اللہ ابراہیم امینی

ترجمہ ــــــــ شیخ الجامعہ مولانا الحاج اختر عباس صاحب

نظر ثانی ــــــــ حجۃ الاسلام مولانا نثار احمد صاحب

کتابت ــــــــ جعفر خان سلطانپوری

ناشر ــــــــ انصاریان پبلیکیشنز قم ایران

طبع ــــــــ صدر قم

تعداد ــــــــ سہ ہزار

تاریخ ــــــــ ۱۴۱۴ھ

فہرست

پہلا حصّہ ــــــــــ خداشناسی		۹
○ پہلا سبق	خدا منبع پیدائش	۱۰
○ دوسرا سبق	خدا کی بہترین تخلیق پانی	۱۶
○ تیسرا سبق	سیب کا درخت خداشناسی کا سبق دیتا ہے ۔	۱۹
○ چوتھا سبق	نباتات کے سبز پتّے	۲۲
○ پانچواں سبق	تجربے کی روش خداشناسی کا سبق دیتی ہے	۲۵
○ چھٹا سبق	اللہ کے آثار اور علامتیں	۳۰
○ ساتواں سبق	خدائے عالم و قادر	۳۷
○ آٹھواں سبق	خدا جسم نہیں رکھتا	۴۰

نواں سبق	کیا خدا غیر مرئی ہے	۴۳
دسواں سبق	موحدین کے پیشوا	۴۵
حصّہ دوم	**معاد**	۵۰
پہلا سبق	کیا اچھائی اور برائی برابر ہیں	۵۱
دوسرا سبق	پھول کی تلاش	۵۴
تیسرا سبق	جہاں آخرت	۶۰
چوتھا سبق	مردے کیسے زندہ ہوں گے	۶۴
پانچواں سبق	کس طرح ؟	۶۷
حصّہ سوم	**نبوت**	۷۱
پہلا سبق	صراط مستقیم	۷۲
دوسرا سبق	کمال انسانی	۷۵
تیسرا سبق	راہنما کیسا ہونا چاہیئے	۷۸
چوتھا سبق	پیغمبر کو کیسا ہونا چائیے	۷۹
پانچواں سبق	اجتناب گناہ کا فلسفہ	۸۰
چھٹا سبق	پیغمبر آگاہ اور معصوم رہنما ہیں	۸۱
ساتواں سبق	اسے کیسے پہچانتے اور اس سے کیا چاہتے ہیں۔	۸۴
آٹھواں سبق	رسالت کی نشانیاں	۸۷
نواں سبق	نوجوان بت شکن	۹۰

دسواں سبق	حضرت موسیٰؑ خدا کے پیغمبر تھے ۔	۹۹
گیارہواں سبق	حضرت محمدؐ قریش کے قافلے میں	۱۰۷
بارہواں سبق	مظلوموں کی حمایت کا معاہدہ	۱۱۱
تیرہواں سبق	پیغمبر اسلامؐ کی بعثت	۱۱۵
چودہواں سبق	اپنے رشتہ داروں کو اسلام کی دعوت	۱۲۰
پندرہواں سبق	صبر اور استقامت	۱۲۶
سولہواں سبق	دین اسلام کا تعارف	۱۳۰
سترہواں سبق	مظلوموں کا دفاع	۱۳۵
اٹھارواں سبق	خدا کے آخری پیغمبر حضرت محمدؐ	۱۴۱
انیسواں سبق	قرآن اللہ کا کلام ہے	۱۴۵
بیسواں سبق	قرآن پیغمبر اسلامؐ کا دائمی معجزہ ہے ۔	۱۴۹
اکیسواں سبق	ایک سبق آموز کہانی (دو بھائی)	۱۵۲
	ایک تربیتی کہانی ۔ ظالم حریص قارون	۱۵۵
چوتھا حصہ	**امامت**	۱۶۲

پہلا سبق	پیغمبر کا خلیفہ اور جانشین کون ہو سکتا ہے ۔	۱۶۳
دوسرا سبق	پیغمبر کا جانشین امام معصومؑ ہوتا ہے ۔	۱۶۵
تیسرا سبق	عید غدیر	۱۶۷
چوتھا سبق	شیعہ	۱۷۲
پانچواں سبق	آٹھویں امام حضرت امام رضاؑ	۱۷۵
چھٹا سبق	اسراف کیوں ؟	۱۷۸
ساتواں سبق	نویں امام حضرت امام محمد تقیؑ	۱۸۲
آٹھواں سبق	گورنر کے نام خط	۱۸۵
نواں سبق	دسویں امام حضرت امام علی نقی علیہ السلام	۱۸۸
دسواں سبق	نصیحت امام	۱۹۰
گیارہواں سبق	گیارہویں امام حضرت امام حسن عسکریؑ	۱۹۵
بارہواں سبق	امام حسن عسکریؑ کا خط	۱۹۷
تیرہواں سبق	بارہویں امام حضرت حجّت امام زمان حضرت امام مہدیؑ	۲۰۱
چودہواں سبق	شیعہ کی پہچان	۲۰۵
پندرہواں سبق	اسلام میں رہبری اور ولایت	۲۰۸

پانچواں حصّہ	فروغ دین	۲۱۲
○ پہلا سبق	باپ کا خط اور مبارکبادی	۲۱۳
○ دوسرا سبق	نجس چیزیں	۲۱۵
○ تیسرا سبق	نماز کی اہمیت	۲۱۸
○ چوتھا سبق	نماز آیات	۲۲۱
○ پانچواں سبق	قرآن کی دو سورتیں	۲۲۳
○ چھٹا سبق	روزہ ایک بہت بڑی عبادت ہے ۔	۲۲۵
○ ساتواں سبق	اسلام میں دفاع اور جہاد	۲۲۸
○ آٹھواں سبق	امر بالمعروف ونہی عن المنکر	۲۳۳
○ نواں سبق	زکات عمومی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہوتی ہے	۲۳۸
○ دسواں سبق	خمس دین کی تبلیغ اور اس کے انتظار کرنے کا سرمایہ	۲۴۲
○ گیارہواں سبق	حج کی پر عظمت عبادت	۲۴۵
چھٹا حصّہ	اخلاق و آداب	۲۴۹
○ پہلا سبق	معاہدہ توڑا نہیں جاتا	۲۵۰
○ دوسرا سبق	مذاق کی ممانعت	۲۵۳
○ تیسرا سبق	گھر کے کاموں میں مدد کرنا	۲۵۵

چوتھا سبق	اپنے ماحول کو صاف ستھرا رکھیں	۲۶۰
پانچواں سبق	جھوٹ کی سزا	۲۶۵
چھٹا سبق	سڑک سے کیسے گزریں	۲۷۰

حصّہ اوّل

خداشناسی

پہلا سبق

خدا ـــــ خالق کائنات

جب میرے ابا جان نے کھانے کا آخری لقمہ کھایا تو کہا الحمد للہ رب العالمین ۔ میں نے کہا : ابا جان ! الحمد للہ رب العالمین کا کیا مطلب ہے کیوں آپ ہمیشہ کھانا کھانے کے بعد یہ جملہ کہتے ہیں ؟

میرے ابا نے کہا : بیٹے میں اس جملہ سے خداوند عالم کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس کی نعمتوں کا شکر بجالاتا ہوں وہ خدا جسنے تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے اور پرورش کرتا ہے یہ تمام نعمتیں خدا نے ہمیں دی ہیں جب ہم ان سے استفادہ کرتے ہیں تو ضروری ہے کہ نعمتوں کے مالک کا شکریہ ادا کریں ۔ ...

احمد جان ۔ اللہ کی نعمتیں اس قدر زیادہ ہیں کہ ہم ان کو شمار نہیں کر سکتے ۔

اسی غذا اور کھانے میں ذرا غور کرو کہ خدا نے ہمیں کتنی نعمتیں بخشی ہیں آنکھ سے غذا کو دیکھتے ہیں، ہاتھ سے لقمہ اٹھاتے ہیں اور منہ میں ڈالتے ہیں

اور لبوں کے ذریعہ منہ کو بند کرتے ہیں اور زبان کے ذریعہ لقمے کو منہ کے اندر پھیرتے ہیں اور دانتوں سے چباتے ہیں اور پھر اندر نگل لیتے ہیں لیکن یہی کام جو بظاہر سادہ نظر آتے ہیں بہت دقیق اور حیرت انگیز ہیں۔ انگلیوں اور ہاتھوں کو کتنا خوبصورت اور مناسب خلق کیا گیا ہے۔ انگلیاں خواہش کے مطابق کھلتی اور بند ہو جاتی ہیں اور جس قدر ضروری ہوتا ہے کھل جاتی ہیں ہاتھ کو جس طرح چاہیں پھیر سکتے ہیں انگلیاں ہماری ضرورت کو پورا کرتی ہیں کبھی تم نے سوچا ہے کہ اگر ہمارے ہاتھ اس طرح ہمارے اختیار میں نہ ہوتے تو ہم کیا کرتے۔

دانتوں کی تخلیق کس قدر دلچسپ اور مشکل ہے۔ آئینے میں اپنے دانتوں کو دیکھو ان میں سے بعض تیز اور غذا کو چبانے کے لئے ہیں اگر ہمارے دانت نہ ہوتے تو ہم کیسے غذا کھاتے اور اگر تمام دانت ایک ہی طرح کے ہوتے تو بھی غذا کو صحیح طریقے سے نہیں چبا سکتے تھے۔

بیٹا سب سے بڑھ کر تعجب خیز لعاب دہن ہے لعاب غذا کو ہضم ہونے کے لئے لازمی ہے اسی لئے نوالہ جتنا چبایا جائے جلدی اور بہتر ہضم ہوتا ہے اس کے علاوہ لعاب لقمے کو تر کرتا ہے تاکہ آسانی سے گلے سے اتر سکے لعاب تین چھوٹے غدوں سے ترشح کرتا ہے ان غدّوں کو لعابی غدّہ کہا جاتا ہے۔ دیکھئے اگر ہمارا منہ خشک ہوتا تو ہم کیا کرتے کیا غذا کھا سکتے تھے ؟ کیا کلام کر سکتے تھے ؟ دیکھو یہی لعاب دہن کتنی بڑی نعمت ہے۔ لعابی غدّے کتنے مفید اور اہم کام انجام دیتے ہیں !!! اب بیٹے بتاؤ کس کو ہماری فکر تھی اور کون جانتا تھا کہ ہمارا منہ تر ہونا چاہیے کون ہماری فکر میں تھا اور جانتا تھا کہ غذا کے ہضم ہونے کیلئے اور بات کرنے کے لئے لعاب ضروری ہے اسی لئے لعابی غدّے ہمارے منہ

میں خلق کردیئے ؟ اسس کو ہماری فکر تھی اور جانتا تھا کہ ہم کو لب چاہیں ؟ کسکو ہماری فکر تھی اور جانتا تھا کہ ہمیں ہاتھ اور انگلیاں درکار ہیں۔ میں باپ کی بات غور سے سن رہا تھا۔ میں نے جواب دیا ابا جان مجھے معلوم ہے کہ خدا کو ہماری فکر تھی وہ ہماری ضروریات سے باخبر تھا۔ جس کی ہمیں ضرورت تھی اس نے بنا دیا۔ میرے باپ نے کہا: شاباش بیٹا! تم نے درست کہا ہے، لعابی غدے خود بخود وجود میں نہیں آئے دانت اور لب اور انگلیاں خود بخود بغیر حساب کئے پیدا نہیں ہوئیں یہ تمام نظم و ترتیب اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی خلقت ایک دانا ذات سے وابستہ ہے اور پیدائش کا سرچشمہ اور منبع خدا ہے۔ میرے بیٹے: جب انسان اللہ تعالیٰ کی بخشش کو دیکھتا ہے تو بے اختیار اس کا خوبصورت نام لیتا ہے اور اس کی ستائش اور تعریف کرتا ہے اور اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ احمد جان الحمد للہ رب العٰلمین یعنی تمام تعریفیں اس خدا کے ساتھ مخصوص ہیں جو ساری کائنات کا پروردگار ہے۔

سوچو اور جواب دو

① ـــــ احمد نے باپ سے کیا پوچھا ؟

② ـــــ احمد کا باپ کھانے کے بعد کیا کیا کرتا تھا کس کا شکریہ ادا کرتا تھا ؟

③ ـــــ کیا اللہ کی نعمتوں کو شمار کر سکتے ہیں ؟

④ ـــــ احمد کے باپ نے کن نعمتوں کا تذکرہ اپنے بیٹے کے سامنے کیا ؟

⑤ ـــــ لعابی غدے پیدا کرنے کی غرض کیا ہے ؟

(۶) جب باپ نے احمد سے کہا دیکھو اور بتلاؤ تو احمد سے کیا تو پوچھا تھا اور احمد نے اس کا کیا جواب دیا تھا ؟

(۷) یہ نظم اور ترتیب جو ہمارے بدن میں ہے کس چیز کی دلیل ہے

(۸) الحمد للہ رب العلمین کا کیا مطلب ہے ؟

(۹) آپ غذا کے بعد کس طرح شکریہ ادا کرتے ہیں اور کیا کہتے ہیں

(۱۰) جب کھانا کھانے لگتے ہیں تو کیا کہتے ہیں ؟ اور کیوں ؟

تجزیہ کیجئے اور غور کیجئے ,,

اپنی انگلیوں کو بند کیجئے اور مٹھی بنائیے اسی حالت میں کہ جب انگلیاں بند ہیں ایک ہاتھ میں پنسل لیجئے اور لکھئے ؟

چمچہ اٹھائیے اور غذا کھائیے

اگر ہم انگلیاں نہ رکھتے ہوتے تو کس طرح لکھتے ؟ کس طرح غذا کھاتے

اگر انگلیاں ہمارے ارادے کے ماتحت کھلتی اور بند نہ ہوتیں تو ہم کیسے کام کرتے ۔

اب آپ انگلیاں کھولیئے اور پھر انہیں حرکت نہ دیجئے اسی حالت میں ان انگلیوں سے پنسل اٹھائیے اور اپنا نام لکھئے ...

چمچہ اٹھائیے اور اس سے غذا کھائیے ... کیا ایسا کر سکتے ہیں

پس ہمارا خدا بہت علیم اور حکیم ہے کہ جس نے انگلیوں کو ہمارے اختیار میں قرار دیا ہے تاکہ وہ ہمارے ارادے اور خواہش پر کھلیں

اور بند ہوں؛ سوائے ذات الٰہی کے کون اتنا عالم اور قادر ہے کہ انگلیوں کو اس طرح بنائے ۔

تجربہ کیجئے اور غور کیجئے (۲)

لبوں کو بغیر حرکت کے رکھیے اور پھر کلام کیجئے ۔ کیا ایسا کر سکتے ہیں کیا تمام کلمات ادا کر سکتے ہیں ؟ جب لبوں کو کھولے رکھیں تو کیا خوراک چبا سکتے ہیں ۔ کیا خوراک آپ کے منہ سے نہیں گر جائے گی ؟ ہم زبان سے کون سے کام انجام دیتے ہیں بات کرتے ہیں غذا کا مزا چکھتے ہیں اور کیا ؟ کیا غذا چباتے وقت زبان کو حرکت نہ دینے پر قادر ہیں ۔ تجربہ کیجئے ۔

زبان غذا کھانے کے وقت جاری کیا مدد کرتی ہے ؟ اگر زبان نہ رکھتے تو کس طرح غذا کھاتے ؟ کس طرح باتیں کرتے ؟ کس نے سوائے ذات الٰہی کے جو دانا اور توانا ہے ہمارے لئے لب اور زبان خلق کی ہے

تجربہ کیجئے اور فکر کیجئے (۳)

زبان کو منہ میں پھیرئیے آپ کیا چیز محسوس کرتے ہیں ۔ ؟
دانت ... تالو .... اور کیا ....

اب لعاب کو نگلیے اور پھر اندر کے حصّہ میں زبان پھیرئیے۔ کیا آپ کا پورا منہ خشک ہوتا ہے؟ یہ تازہ لعاب کہاں سے پیدا ہوگیا؟ کیا جانتے ہیں کہ اگر ایسا نہ ہو تو کیا ہو جائے گا۔

آپ بات نہیں کر سکیں گے غذا نہیں کھا سکیں گے اور آپ کا منہ خشک ہو جائے گا۔

کس ذات نے دانتوں کو آپ کے لئے پیش بینی کر کے خلق کیا ہے سوائے ذات الٰہی حکیم اور دانا کے کون یہ ہمارے لئے بنا سکتا ہے

دوسرا سبق

خدا کی بہترین تخلیق ـــ پانی

جب پیاسے ہوتے ہیں تو کیا کرتے ہیں۔ پانی پیتے ہیں۔ جی ہاں
ہم سب پانی کے محتاج ہیں حیوانات جب پیاسے ہوتے ہیں تو کیا کرتے ہیں ؟
پانی پیتے ہیں۔ جی ہاں حیوانات بھی پانی کے محتاج ہیں۔ کیا نباتات بھی پیاسے
ہوتے ہیں۔ جی ہاں نباتات بھی پیاسے ہوتے ہیں وہ بھی پانی کے محتاج ہیں
لیکن وہ ہماری طرح پانی نہیں پیتے بلکہ پانی کو اپنی جڑوں کے ذریعہ زمین سے
حاصل کرتے ہیں۔

اگر نباتات کو پانی نہ پہنچے تو خشک ہو جائیں گے۔
اگر حیوانات پانی نہ پئیں تو پیاس سے مر جائیں گے۔
اگر پانی نہ ہو تو ہم بھی پیاس سے مر جائیں گے۔
اگر پانی نہ ہو تو گندم اور جو پیدا نہ ہوں گے اور اس وقت ہمارے

پاس روٹی نہ ہوگی کہ کھا سکیں : اگر پانی نہ ہو تو تمام حیوانات مر جائیں گے تو پھر ہمارے پاس نہ گوشت ہوگا اور نہ دودھ نہ پنیر اور نہ ہی ہوگا کہ انہیں کھا سکیں۔ لیکن خدا بہت مہربان ہے میٹھا اور مزے دار پانی پیدا کیا ہے اور ہمارے اختیار میں رکھا ہے تاکہ پی سکیں اور اپنے آپ کو اس سے صاف کر سکیں اور اس سے کاشت کاری کر سکیں۔ اس کو حیوانات پئیں اور ہمارے لئے دودھ اور گوشت مہیا کریں۔ خدا ہم کو دوست رکھتا ہے اسی لئے مزے دار اور میٹھا پانی اور دوسری سیکڑوں نعمتیں ہمارے لئے پیدا کی ہیں ہم بھی مہربان خدا کو دوست رکھتے ہیں اور اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ان کو خدا کے حکم کے مطابق صرف کرتے ہیں

تجربہ کر کے غور کیجئے

تھوڑا سا نمک گلاس میں ڈالیئے تو پانی نمکین ہو جائے گا کیا اسے پیاس دور کرنے کے لئے پی سکتے ہیں۔ نہیں۔ نمکین پانی سے پیاس میں اضافہ ہوتا ہے۔ نمکین پانی کاشتکاری کے لئے بھی اچھا نہیں ہے۔ جی ہاں۔ اگر تمام پانی نمکین اور کڑوے ہوتے تو ہم کیا کرتے؟ روٹی نہ ہوتی دودھ اور گوشت و پنیر نہ ہوتا اس وقت کیا کرتے؟

اگر تمام پانی زمین میں چلا جائے اور ختم ہو جائے تو ہم کیا کریں گے کس طرح زندگی گذاریں گے؟ کیا پھر بھی زندہ رہ سکیں گے؟ پس خدا بہت مہربان ہے کہ جس نے مزے دار پانی پیدا کیا اور ہمارے اختیار میں دیا۔

اگر نباتات کو پانی نہ ملے تو خشک ہو جائیں۔ اگر حیوانات پانی نہ پئیں تو پیاس سے مرجائیں۔ اگر پانی نہ ہو تو ہم بھی پیاس سے مرجائیں۔ خدا بہت مہربان ہے کہ جس نے میٹھا اور مزے دار پانی پیدا کیا اور ہمارے اختیار میں دے دیا تاکہ ہم پئیں اور اپنے آپ کو اس سے دھوئیں اور اس سے کھیتی باڑی کریں حیوانات پئیں اور ہمارے لئے دودھ اور گوشت مہیا کریں۔

سوچئے اور خالی جگہیں پُر کیجئے!

① اگر پانی ــــــ تو اس وقت ــــــ روٹی نہ ہوگی اگر پانی نہ ــــــ تو ہمارے پاس ــــــ میوے ــــــ اگر پانی ــــــ تو اس وقت ہم گوشت دودھ اور پنیر نہ رکھتے ہوں گے ــــــ خدا ہم کو دوست رکھتا ہے اور دوسری سیکڑوں نعمتیں ہمارے لئے ــــــ ہم بھی مہربان خدا ــــــ اور اس کی نعمتوں ــــــ اور ان کو ــــــ صرف کرتے ہیں

تیسرا سبق

سیب کا درخت خداشناسی کا سبق دیتا ہے

سیب مفید اور خوش ذائقہ میوہ ہے شاید آپ نے بھی یہ عمدہ میوہ کھایا ہو سیب میں بہت سے وٹامن ہیں ہمارا جسم ان کا محتاج ہے خدا نے سیب کا درخت پیدا کیا تاکہ ہماری ضروریات کو پورا کرے سیب کے درخت پر پھل لگنے کے لئے ان چند چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

۱ ـــــ پانی

۲ ـــــ معدنی اجزا ر جو مٹی میں موجود ہیں

۳ ـــــ کاربن ڈائی آکسائیڈ جو ہوا میں موجود ہے۔

۴ ـــــ روشنائی اور طاقت جو سورج میں ہے۔

سیب کے درخت کی جڑیں پانی اور معدنی اجزا ر زمین سے لیتی ہیں سیب کے درخت کا جسم اور اس کی شاخیں بہت باریک رگوں سے

پانی اور معدنی اجزا کو اوپر لے جاتی ہیں اور پتوں تک پہنچاتی ہیں کاربن ڈائی آکسائیڈ پتوں کے باریک سوراخوں سے پتوں کے اندر جاتی ہے سورج کی روشنی بھی پتوں پر پڑتی ہے ۔ پتے سورج کی روشنی کی مدد سے پانی اور معدنی اجزا اور کاربن ڈائی آکسائیڈ سے بہت خوش ذائقہ شربت تیار کرتے ہیں اور اس خوش ذائقہ شربت کو بہت باریک رگوں سے درخت کے تمام جسم میں پھیلا دیتے ہیں ۔ سیب کا درخت اس شربت کی کچھ مقدار تو خود ہضم کر کے بڑھتا جاتا ہے اور باقی کو خوبصورت اور خوش ذائقہ میوے کی شکل میں باہر نکلتا ہے ہم اس مزے دار پھل کو کھا کر لذت حاصل کرتے ہیں خوش ذائقہ ہونے کے علاوہ یہ خوبصورت میوے ہمارے بدن میں طاقت پیدا کرتے ہیں ۔ خدائے علیم وقدیر نے اس نظم اور ترتیب کو درخت کی خلقت میں قرار دیا ہے تاکہ ہمارے لئے سیب بنائے اور ہم خوش ذائقہ میوے سے استفادہ کرسکیں تاکہ ہمیشہ آزاد اور سعادت مند زندگی گذاریں ۔

فکر کیجئے اور جواب دیجئے

(۱) سیب کا درخت سیب کے بنانے میں کن چیزوں کا محتاج ہے

(۲) پانی اور معدنی اجزا کس طرح پتوں میں جاتے ہیں

(۳) کاربن ڈائی آکسائیڈ اور آکسیجن کہاں موجود ہے اور کس طرح پتوں میں داخل ہوتی ہے ۔

(۴) پتے کس طاقت کے ذریعہ سیب بناتے ہیں ؟

۵ ـــــــ کس ذات نے یہ ارتباط اور نظم اور ترتیب سیب کے درخت میں ایجاد کیا ہے تاکہ سیب کا درخت ہمارے لئے سیب کا پھل بنائے۔

۶ ـــــــ اگر زندگی میں ہمیشہ سعادت مند اور آزاد رہنا چاہیں تو کس کے فرمان کی پیروی کریں

۷ ـــــــ اللہ کی نعمتوں کو کس طرح اور کس راستے میں خرچ کریں۔

چوتھا سبق

نباتات کے سبز پتے
یا
خدا شناسی کی عمدہ کتابیں

ہم سب کو غذا کی ضرورت ہے بغیر غذا کے زندہ نہیں رہ سکتے درخت اور نباتات ہمارے لئے غذا تیار کرتے ہیں تاکہ کام کر سکیں درختوں کے سبز پتے غذا بنانے کے چھوٹے کارخانے ہیں جو کام میں مشغول ہیں اور ہمارے لئے غذا بناتے ہیں۔ نباتات اور درخت بھی سیب کے درخت کی طرح پانی اور معدنی اجزار جڑوں کے ذریعے زمین سے لیتے ہیں اور چھوٹی نالیوں کے ذریعے پتوں تک پہنچاتے ہیں کاربن ڈائی آکسائڈ ہوا میں موجود پتوں کے بہت باریک سوراخوں سے داخل ہوتی ہے سورج کی روشنی اور شعاعیں دانرجی) بھی پتوں پر پڑتی ہیں اس وقت سبز پتوں والا کارخانہ اپنا کام شروع کر دیتا ہے اور سورج کی روشنی کی مدد سے غذا بناتا ہے نباتات اپنی ضرورت سے زیادہ غذا بناتے ہیں البتہ کچھ مقدار خود ہضم کر لیتے ہیں تاکہ زندہ رہ سکیں اور

زائد مقدار کو ہمارے لیئے ذخیرہ کر لیتے ہیں۔ گائے بھیڑ بکریاں بھی غذا کی محتاج ہیں وہ دانے اور سبز گھاس کھاتی ہیں اور ہمیں دودھ مکھن دہی گوشت اور پنیر دیتی ہیں مرغیاں بھی دانہ کھاتی ہیں اور ہمارے لئے گوشت اور انڈے بناتی ہیں۔ تمام حیوان اور جانور غذا کے محتاج ہیں

ان تمام کی غذا سبز نباتات کے ذریعے بنتی ہے۔ کوئی انسان اور حیوان نباتات کے بغیر اپنی غذا تیار نہیں کر سکتا۔ بلکہ تمام نباتات کے محتاج ہیں۔ انسان نباتات اور حیوانات کا محتاج ہے اور حیوانات نباتات کے محتاج ہیں اور نباتات غذا تیار کرنے میں پانی مٹی اور ہوا اور سورج کی روشنی کے محتاج ہیں۔

اب دیکھیں کہ کس ذات نے سورج کو اس طرح پیدا کیا ہے کہ وہ دنیا پر چمکے اور روشنی اور طاقت (انرجی) دے تاکہ نباتات ہمارے لئے غذا تیار کر سکیں؟ کس ذات نے درختوں اور نباتات کو اس نظم اور ترتیب اور ارتباط سے پیدا کیا اور خوبصورت سبز پتوں کو غذا بنانے کی طاقت عنایت فرمائی ہے۔

وہ دانا اور توانا ذات خدا ہے کہ جو تمام چیزوں کا عالم ہے اور ہر کام پر قدرت رکھتا ہے

وہ عالم اور توانا ذات ہمیں دوست رکھتی ہے کہ ہماری تمام ضروریات کو پیش بینی کرتے ہوئے پیدا کر دیا ہے۔ ہم بھی اسے دوست رکھتے ہیں اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں اس کے فرمان کو مانتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

خدا سے بہتر کون ہے جو ہماری زندگی کے لئے راہنما ہو سکتا ہے ؟

غور کیجئے اور جواب دیجئے

(۱) ——— روٹی کس چیز سے بناتے ہیں

(۲) ——— گندم کا پودا گندم اگانے میں کس چیز کا محتاج ہے

(۳) ——— اگر سورج کی روشنی گندم کے پودے پر نہ پڑے تو کیا گندم وجود میں آسکتا ہے۔

(۴) ——— اگر سبز پتے گندم کا پودا اور دوسری غذا نہ بنائیں تو کیا ہم غذا حاصل کر سکتے ہیں

(۵) ——— کس ذات نے ہماری ضروریات کی پیش بینی کی ہے اور جہاں کو اس نظم وارتباط سے خلق کیا ہے ؟

(۶) ——— ہمارا فریضہ ان نعمتوں کے مقابل کیا ہے ؟

تجربہ اور تحقیق کیجئے

بڑے سبز پتے ہوا کو بھی صاف کرنے کا کام کرتے ہیں : جانتے ہو کس طرح

مشق

(۱) ——— سبق کو ایک دفعہ بلند آواز سے پڑھیں

(۲) ——— اس سبق میں کئی اور سوال بنائیں اور ان کے جواب اپنے دوست سے پوچھیں

(۳) ——— سبق کا خلاصہ بیان کریں اور اس سبق کی غرض وغایت کو بھی بیان کریں

(۴) اوپر کے سوالوں کا جواب خوبصورت خط سے اپنی کاپی میں لکھیں

پانچواں سبق

تجربے کی روش خداشناسی کا سبق دیتی ہے

جب میں گھر آئی تو میری ماں نے کہا مریم! آج عصر کے وقت کون سا سبق پڑھا ہے؟ میں نے علم حیاتیات "بیالوجی" اور بحث نظام ہاضمہ کا سبق پڑھا ہے استاد نے پوچھا جانتی ہو کہ غذا کی نالی کیا ہے: معدہ کہاں ہے؟ آنتوں کا کیا کام ہے۔ غذا کس طرح ہضم ہوتی ہے؟ شاگرد اس کا جو جواب دے رہے تھے وہ درست نہ تھا استاد نے کہا ان سوالوں کے متعلق تحقیق کرو ان کا صحیح اور کامل جواب یاد کرو اور کل اپنے دوستوں سے بیان کرنا میں حیاتیات کی کتاب لائی تاکہ آپ کی مدد سے ان سوالوں کے متعلق تحقیق کروں میری امی بھی اپنی لائبریری سے ایک کتاب لائیں جس میں مختلف اور بہت زیادہ شکلیں موجود تھیں ایک شکل مجھے دکھلائی اور کہا اس تھیلی کو دیکھ رہی ہو ہم جب غذا کھاتے ہیں تو غذا اس تھیلی میں جاتی ہے اس کا نام معدہ ہے

کیا بتلا سکتی ہو کہ غذا کس راستے سے معدہ میں جاتی ہے ؟

میں نے شکل کو دیکھا اور کہا یقیناً اس نالی کے ذریعہ جاتی ہو گی ماں نے کہا ہاں! بالکل ٹھیک ہے اس کا نام غذا کی نالی ہے یہ نالی حلق کو معدہ سے ملاتی ہے۔

ایک اور نالی حلق کو پھیپھڑوں سے ملاتی ہے جب ہم سانس لیتے ہیں تو ہوا اس نالی سے پھیپھڑوں میں جاتی ہے۔ اس کا نام جانتی ہو میں نے شکل کو دیکھا اور کہا یہ ہوا کی نالی ہے ۔ میری امی نے کہا یہ نالی غذا کے گذرنے کے لئے ہے اور یہ نالی ہوا کے گذرنے کے لئے ہے۔ میں نے کہا کہ اگر غذا ہوا کی نالی سے جائے تو کیا ہو گا ؟ امی نے کہا غذا کو اس نالی سے نہیں جانا چاہیے ورنہ ہوا کے جانے کا راستہ بند ہو جائے گا اور ہمارا دم گھٹ جائے گا۔ میں نے کہا پس کس لئے میرا دم ابھی تک نہیں گھٹا مجھے تو علم نہ تھا کہ غذا کو اس نالی سے نہ نگلوں امی نے کہا: بیٹی : غذا نگلنا بہت عمدہ ہے اس شکل کو دیکھو. دیکھو حلق میں چار راستے ہیں ایک راستہ ناک کی طرف اور ایک راستہ منہ کی طرف اور ایک راستہ پھیپھڑوں کی طرف اور ایک راستہ معدہ کی طرف ۔

جب ہم غذا کو نگلنا چاہتے ہیں تو صرف غذا والی نالی کھلتی ہے اسی لئے حلق میں دو دروازے ہماری ضرورت کے لئے خلق کئے گئے ہیں پس ایک دروازہ ہوا کی نالی کو بند کرتا ہے اور دوسرا دروازہ ناک والی نالی کو بند کرتا ہے ہوا کا دروازہ کہلاتا ہے اور وہ دروازہ جو ناک کی نالی کو بند کرتا ہے اسے چھوٹی زبان کہا جاتا ہے ہمیں ان دونوں دروازوں کی ضرورت ہے اگر یہ

نہ ہوں تو پہلے لقمے کے نگلتے وقت گھٹ کر مر جائیں۔ میں نے کہا۔ کیا خوب : میں بھی ایک دروازہ ہوا والا اور دوسری چھوٹی زبان رکھتی ہوں ورنہ گھٹ کر مر جاتی۔

امیّ نے کہا ! مریم جان : کیا تو یہ خیال کرتی ہے کہ چھوٹی زبان اور دوسرا دروازہ خود بخود بے صرف و غرض وجود میں آگئے ہیں میں نے کہا: نہیں چونکہ ان کی غرض و غایت بالکل واضح اور معلوم ہے : ایک ناک کے راستے کو بند کرتی ہے اور دوسرا پھیپھڑوں کو جانے والی نالی کو ان کے کام اور غرض معین اور معلوم ہیں بغیر علّت کے وجود میں نہیں آئے واضح ہے کہ کس ذات عالم نے ان کو ہمارے لئے خلق کیا ہے۔ امیّ نے کہا۔ شاباش۔ بالکل ٹھیک کہا تو نے : جس نے ہم کو پیدا کیا ہے ہماری ضروریات کو جانتا تھا اور تمام چیزوں کو جانتا ہے اسے علم تھا کہ ہمیں اس دروازے کی ضرورت ہے چونکہ ہم کو سانس بھی لینا ہے اور غذا بھی کھانا ہے وہ جانتا تھا کہ غذا کو ہوا کی نالی میں نہیں جانا چاہیے اسی غرض کے ماتحت ہوا کا دروازہ خلق کر دیا ہے ۔ جب تک لقمے نگلتے رہیں گے ہوا کی نالی کا دروازہ بند رہے گا اور غذا اس میں نہیں جائے گی۔ ہمیں پیدا کرنے والا خدا عالم اور قادر ہے اسے ہماری تمام ضروریات کا علم تھا اسی لئے ان کو ہماری ضرورت کے تحت خلق کیا۔ مثلاً معدہ کی دیوار میں ہزاروں غدّے خلق فرمائے ہیں تاکہ مخصوص لعاب پیدا ہو کر غذا پر پڑے تاکہ غذا ہضم ہو اور مائع میں تبدیل ہو جائے۔ ہمارے لئے آنتیں خلق فرمائی ہیں تاکہ مائع شدہ غذا معدہ سے آنتوں میں داخل ہو اور وہاں ہضم اور جذب ہو صفراوی پتا اور تلی کو خلق فرمایا ہے تاکہ مخصوص لعاب غذا پر

پڑے تاکہ غذا مکمل طور پر ہضم ہو جائے۔ جب غذا پوری طرح ہضم ہو جائے تو ضروری مواد کو آنتوں کی دیوار سے جذب کرتا ہے اور خون میں داخل ہو جاتا ہے اور تمام بدن تک پہنچتا رہتا ہے۔ پیاری مریم۔ ایک منظم کارخانہ جو نظام ہضم کہلاتا ہے خود بخود بغیر علت اور فائدہ کے وجود میں نہیں آیا بلکہ مہربان اور دانا خدا نے ہمارے لئے ہماری ضرورت کے تحت اسے خلق کیا ہے۔ غذا کھانے سے طاقت اور انرجی بنتی ہے اور پھر ہم زندہ رہ سکتے ہیں۔ خداوند عالم کی مہربانی سے ہمیں توانائی حاصل ہوتی ہے جس کی بدولت ہم زندہ ہیں اور دیگر امور انجام دیتے ہیں۔ ہم بھی اس کے شکر کے لئے اس طاقت کو اس کی اطاعت میں صرف کرتے ہیں اس کے فرمان اور احکام کو قبول کرتے ہیں اور گناہ و نافرمانی اور برے اخلاق سے دور رہتے ہیں تاکہ خدا ہم سے خوش ہو اور دنیا و آخرت میں بہت اعلیٰ اور بہترین نعمتیں عنایت فرمائے۔

یہ شکل اس عظیم کارخانے کی ہے جو منظم اور مرتبط غذا کے ہضم کے لئے بنایا گیا ہے اور نظام ہضم کہلاتا ہے۔ مہربان خدا نے ہماری ضرورت کے تحت اسے خلق کیا۔

کیا سوائے خدا علیم و قادر کے کوئی اتنا بڑا کارخانہ ہمارے لئے بنا سکتا ہے؟

غور کریں اور جواب دیں

(۱) ــــــ ہوا کی نالی کے لئے دروازہ بنانے کی غرض کیا ہے؟

② — چھوٹی زبان کے خلق کرنے کی غرض کیا ہے ؟

③ — اگر یہ دروازے نہ ہوں تو ہم کیسے غذا کھا سکتے ہیں ؟

④ — کیا یہ دروازے خود بخود بے غرض و غایت کے وجود میں آئے ہیں ... اور کیوں ؟

⑤ — ہمارا نظام ہضم کن چیزوں سے بنا ہے ؟

⑥ — ہمارے بدن میں غذا کس طرح ہضم ہوتی ہے ؟

⑦ — کیا نظام ہضم بے ربط اور بے غرض ہے ؟

⑧ — کیا ہم نے اس منظّم و مرتبط کارخانہ کو بنایا ہے ؟

⑨ — نظام ہضم کے منظّم اور مرتبط ہونے سے کیا نتیجہ لیتے ہیں ؟

⑩ — اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ اور عمدہ نعمتوں سے نوازے جائیں تو کیا کریں ؟

⑪ — کیا آپ جانتے ہیں کہ غذا کے نگلنے کے وقت منہ کا راستہ کس طرح بند ہو جاتا ہے ؟

ان سوالوں اور اس کے جوابوں کو خوبصورت خط کے ساتھ اپنی کاپی میں لکھیں !

چھٹا سبق

خدا کی قدرت کے آثار اور اس کی علامتیں

جب میں صبح اسکول پہنچا تو بچے میرے اردگرد اکٹھے ہو گئے گویا کہ انہیں کل رات کے حادثے کا علم تھا گھنٹی بجی اور ہم کلاس میں جا بیٹھے استاد کلاس میں آئے میں نے اپنے آنسو صاف کئے اور کھڑا ہو گیا لیکن میری آنکھیں اشک آلود تھیں لڑکوں نے کل رات کے متعلق جتنا انہیں علم تھا استاد کو بتلایا جب میرے بھائی احمد کو ہسپتال لے جا رہے تھے تو اس کا ہاتھ اور منہ سیاہ ہو گیا تھا شاگردوں نے پوچھا کہ کیوں احمد کا ہاتھ اور منہ سیاہ تھا۔ سانس کا گھٹنا کیا ہے؟ کیوں احمد کے بھائی کا دم گھٹتا ہے کیا وہ ٹھیک ہو جائے گا؟ اس کا کس طرح علاج کریں گے؟ استاد نے کہا بچو! جب تم ان سوالوں کا جواب چاہتے ہو تو ضروری ہے کہ خون کی حرکت اور تنفس کا درس جلدی شروع کر دیا جائے کل حیاتیات کا علم ایک دوسرے کی مدد سے شروع

کریں گے تم میں سے کون ہے جو کل ایک بکرے کا دل اور پھیپھڑا اسکول لائے
دو طالب علموں نے وعدہ کیا کہ ہم کسی بکرے کا دل اور پھیپھڑا اسکول لائیں
گے دوسرے دن بکرے کا دل اور پھیپھڑا اسکول لے آئے استاد نے
چھری سے دل کو چیرا اور اس کے مختلف حصّے شاگردوں کو دکھلائے
اور دل و پھیپھڑے کا کام طالب علموں کو بتلایا تمام طالب علم دل اور پھیپھڑے
کے عمل سے آگاہ ہوئے اور اپنے سوالوں کے جوابات سمجھے پھر استاد
نے اس درس کا خلاصہ اس طرح لکھا اور شاگردوں کے سامنے رکھا

نظام تنفس اور دوران خون

اس درس سے ہم اپنے جسم کے بعض حالات سے باخبر ہو جائیں
گے اور بدن کے کارخانے کی غرض و غایت اور ارتباط کو اچھی طرح جان لیں گے اور
قدرت خدا کے آثار کا مشاہدہ کرنے سے خدا کو پہچانیں گے۔

آپ کو علم ہے کہ خون بدن کی رگوں میں ہمیشہ گردش میں رہتا ہے
کیا آپ خون کی گردش کے فوائد کو بھی جانتے ہیں؟ خون بدن کے تمام خلیوں
کے پہلو سے گزرتا ہے اور انھیں غذا و آکسیجن دیتا ہے۔ خون کے کاموں
میں سے ایک اہم کام بدن کے تمام خلیوں میں آکسیجن کو پہنچانا ہے خلیوں میں
آکسیجن نہ پہنچے تو ہماری موت فوراً ہو جائے۔ بدن میں حرارت اور انرجی

آکسیجن کے ذریعہ سے پوری ہوتی ہے آکسیجن کو پہنچانے میں سرخ خلیے حصّہ دار ہیں سرخ خلیے جو خون میں تیرتے ہیں اور بدن میں پھرتے رہتے ہیں وہ بدن کے تمام خلیوں کو آکسیجن پہنچاتے رہتے ہیں۔

لیکن آپ کو علم ہے کہ خون خود بخود حرکت نہیں کرتا بلکہ ایک طاقتور پمپ اس کام کو انجام دیتا ہے طاقتور پمپ جو برابر یہ کام کرتا ہے اور خون کو تمام بدن میں گردش دیتا ہے کیا اس طاقتور پمپ کو پہچانتے ہیں اس کا نام جانتے ہیں کہ سرخ خلیے کہ جن کے ساتھ آکسیجن ہوتا ہے دل کی دھڑکن سے بدن کی بڑی شریان میں وارد ہوتے ہیں یہ شریان بدن میں جگہ جگہ تقسیم ہو جاتی ہے اور ہر شاخ پھر چھوٹی شاخوں میں تبدیل ہو جاتی ہے ان تمام میں سے باریک تر قسم کی رگیں کیپلری کہلاتی ہیں۔

خون کیپلری سے خلیوں کے پہلو میں سے گزرتا ہے سرخ خلیے جو شاداب ہیں اپنے ساتھ آکسیجن رکھتے ہیں اور خلیوں کو دیتے ہیں اور خلیوں کو سالم و زندہ رکھتے ہیں اور کاربن ڈائی اکسائڈ جو ایک ہوا کی زہریلی قسم ہے اس سے لے لیتے ہیں سرخ خلیے اس ہوا کے لینے سے آدھے سیاہ ہو جاتے ہیں اور اگر چند منٹ ایسے رہیں تو تمام مر جائیں گے جس کے نتیجے میں ہماری موت بھی واقع ہو جائے گی خلیوں کو آکسیجن کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ دوبارہ سرخ اور شاداب ہو جائیں اور اپنے کام کو پھر سے شروع کر سکیں لیکن کہاں سے آکسیجن لیں؟ اور کس طرح اپنا کام دوبارہ شروع کریں اور دل کی طرف لوٹیں ان نیم سیاہ خلیوں کا دل کی طرف لوٹنا دوسری رگوں کا محتاج ہے تاکہ نیم سیاہ خلیے ان رگوں کے ذریعہ دل کی طرف لوٹ سکیں۔

خداوند عالم اس ضرورت کو جانتا تھا لہٰذا دوسری رگیں خلیوں کو دل کی طرف لوٹانے کے لئے ہمارے بدن میں بنائی ہیں۔

تعجب ہے کہ ان رگوں میں دروازے بھی بنے ہیں جو خون کی حرکت کو صرف دل کی طرف ممکن قرار دیتے ہیں دل گندے خون اور سفید خلیوں کو ان سیاہ رگوں کے ذریعہ اپنی طرف کھینچتا ہے سیاہ اور گندہ خون دل کے پاس پہنچ کر کیا تازہ اور شاداب خون کے ساتھ مخلوط ہو جاتا ہے؟ نہیں۔ مخلوط نہیں ہوتا کیونکہ خالق دانا نے دل کے وسط میں ایک قسم کی مضبوط دیوار بنائی ہے تاکہ تازہ خون اس گندے اور سیاہ خون سے مخلوط نہ ہو سکے اور ہر ایک اپنی مخصوص جگہ پر رہے اب جب کہ نیم سیاہ خلیے دل کے پاس پہنچ جاتے ہیں اب دل میں بھی آکسیجن کی ضرورت ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ اپنے آپ کو آزاد ہوا میں پہنچائیں اور آزاد ہوا سے آکسیجن حاصل کریں خالق بزرگ اور دانا نے دل سے ایک راستہ پھیپھڑوں کی طرف بنایا ہے تاکہ خلیے اس راستے سے آزاد ہوا میں اپنے آپ کو پہنچائیں اور آزاد ہوا سے جو پھیپھڑوں میں ہے، استفادہ کریں دل اپنی ایک دھڑکن سے سیاہ خون اور سفید خلیوں کو اس راستے سے پھیپھڑے تک پہنچا دیتا ہے وہ آکسیجن لیتے ہیں اور کاربن ڈائی آکسائڈ کو خارج کر دیتے ہیں۔ کیا آپ کو علم ہے کہ سرخ خلیوں کی تعداد خون میں کتنی زیادہ ہے؟ کیا خلیوں کی تعداد کے مطابق پھیپھڑوں میں ہوا کی مقدار ان تمام کے لئے کافی ہے؟ کیا یہ تمام آزاد ہوا کے نزدیک آسکتے ہیں کہ آکسیجن لے لیں اور کاربن ڈائی آکسائڈ خارج کردیں۔

جی ہاں! ہمارے بزرگ اور دانا خالق نے جو ہماری تمام ضروریات

سے باخبر تھا لاکھوں ہوائی کیسوں کے ذریعہ پھیپھڑوں میں ہمارے لئے پیش گوئی کی تھی اور خلق فرما دیا تھا یہ تھیلیاں ہر سانس لینے سے تازہ ہوا سے بھر جاتی ہیں اور وہی خلیے تازہ ہوا سے نزدیک ہوتے ہیں آکسیجن لے لیتے ہیں اور دل کی طرف لوٹ جاتے ہیں اور اپنا کام پھر سے شروع کردیتے ہیں بدن کے خلیے جو آکسیجن کے انتظار میں ہوتے ہیں آکسیجن حاصل کرتے ہیں اور بدن کی حرارت اور انرجی کو پورا کر دیتے ہیں ۔ کون ذات ہے سوائے خدائے مہربان اور دانا کے جو خلیوں کی تعداد کو جانتی ہو ؟ اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے لاکھوں ہوائی کیسوں کو پھیپھڑوں میں خلق کیا ہے ۔ نظام تنفس اور نظام دوران خون آپس میں مربوط اور ہم آہنگ ہیں اور یہ ایک ہی غرض و غایت کے ساتھ وجود میں آئے ہیں کیا یہ دقیق اور منظم کارخانہ خود بخود بغیر کسی غرض و غایت کے پیدا ہوا ہے ۔ کیا بے شعور اور نادان مادہ اس قسم کا کارخانہ جو دقیق اور بامقصد ہے پیدا کر سکتا ہے ؟ کون ہے سوائے ذات الٰہی حکیم اور قادر کے جو اس قسم کا دقیق اور عمدہ کارخانہ وجود میں لا سکے ؟ ہم تنفس اور خون کی گردش کے اس عظیم منظم کارخانے کے دیکھنے اور مشاہدے سے پیدا کرنے والے خدا کی عظمت کو سمجھ سکتے ہیں اور اس کی بے شمار نعمتوں سے زیادہ واقف ہو سکتے ہیں ۔ اس کو بہتر پہچانتے ہیں اور اس کی بہتر عبادت اور شکر ادا کرتے ہیں :۔

بہت غور سے ان سوالوں کا جواب دیجئے

(١) ــــــ خون کی گردش بدن میں کیا فائدہ رکھتی ہے ؟

(۲) ـــــ سرخ خلیے بدن میں کیا فائدہ دیتے ہیں؟
(۳) ـــــ خون کس ذریعے سے بدن میں حرکت کرتا ہے؟
(۴) ـــــ جب سرخ خلیے نیم سیاہ ہو جاتے ہیں تو کس راستے سے دل کی طرف لوٹ آتے ہیں؟
(۵) ـــــ کیا گندہ اور سیاہ خون دل میں تازہ خون سے مخلوط ہو جاتا ہے
(۶) ـــــ خلیے کہاں سے آکسیجن لیتے ہیں؟
(۷) ـــــ کیا تمام خلیے پھیپھڑوں کی تازہ ہوا سے استفادہ کر سکتے ہیں؟ اور کس طرح؟
(۸) ـــــ اگر خلیوں کو آکسیجن نہ ملے تو کیا ہو گا۔
(۹) ـــــ اگر سرخ خلیوں کا دل کی طرف لوٹ آنے کا راستہ نہ ہو تو کیا ہو گا .... ؟ خلیے کس راستے سے دل کی طرف لوٹ جاتے ہیں؟
(۱۰) ـــــ آکسیجن کس طرح پھیپھڑوں میں داخل ہوتی ہے؟
(۱۱) ـــــ اگر پھیپھڑے اور سانس لینے کا نظام نہ ہوتا تو کیسے صاف ہوا کرتا؟
(۱۲) ـــــ اگر ہوا میں آکسیجن نہ ہوتی تو کیا ہوتا خلیے کہاں سے آکسیجن لیتے اور کس طرح زندہ رہتے
(۱۳) ـــــ کیا خون کی گردش اور نظام تنفس اس ارتباط اور نظم کے ساتھ خود بخود وجود میں آیا ہے؟
(۱۴) ـــــ یہ ہم آہنگی اور دقیق ربط جو بدن کے کارخانہ میں موجود ہے

اس سے کیا سمجھتے ہیں؟

⑮ ——— اللہ تعالیٰ کی ان تمام نعمتوں کے مقابل جو اس نے ہمیں عنایت کی ہیں ہماری ذمہ داری کیا ہے؟

ساتواں سبق

عالم و قادر خدا

سبزیاں اور نباتات ہمارے لیے بہت مفید اور کارآمد ہیں اپنی ضرورت سے زائد غذا بناتی ہیں اور ہمارے لئے ذخیرہ کرلیتی ہیں۔ درختوں میں سے سیب آم گلاب، مالٹے ضرورت سے زائد ہمارے لئے میوہ بناتے ہیں گاجر آلو اور پیاز کے پودے اضافی غذا کو اپنی جڑوں میں ذخیرہ کرتے ہیں۔

جی ہاں اگر نباتات کے سبز پتے نہ ہوتے تو کس طرح غذا بناتے اور اگر سبز پتوں میں باریک سوراخ نہ ہوتے تو ہوا کہاں سے داخل ہوتی لیکن مہربان خدا نے نباتات میں سبز پتے خلق کئے اور پتوں میں چھوٹے چھوٹے خانے اور سوراخ بنائے۔ تاکہ سبز پتے غذا بنا سکیں اور اگر نباتات اپنی ضرورت کے لئے غذا بناتے تو ہم کیا کھاتے؟ حیوانات کیا کھاتے

لیکن احسان کرنے والے خدا نے نباتات کو اس طرح خلق کیا ہے کہ وہ اپنے مصرف سے زیادہ غذا بنا سکیں اور اگر سورج کی روشنی نباتات تک نہ پہنچی تو پودے کس طاقت سے غذا درست کر سکتے تھے ؟ لیکن خدائے علیم اور قدیر نے سورج کو ایسا پیدا کیا ہے کہ اس کی روشنی ضرورت کے مطابق نباتات تک پہنچ سکے تاکہ پتے سورج کی روشنی اور توانائی کی مدد سے غذا حاصل کر سکیں پس خدا تمام چیزوں کو جانتا ہے اور اس پر قادر ہے ! اسے علم تھا کہ ہمیں غذا کی ضرورت ہے اور ہم خود نہیں بنا سکتے اسی لئے نباتات کے سبز پتے خلق کئے اور ان میں سوراخ رکھے تاکہ ہمارے لئے غذا سازی کا کارخانہ بن سکے ۔

اسے علم تھا کہ یہ چھوٹا کارخانہ سورج کی روشنی اور توانائی کا محتاج ہے لہٰذا سورج کو اس طرح خلق کیا کہ سورج کی توانائی اور روشنی جس قدر پتوں کے لئے ضروری ہے اس چھوٹے کارخانے تک پہنچ سکے اگر خدا قادر نہ ہوتا تو ان کو نہ بنا پاتا جو ہمارے لئے ضروری تھیں

اگر خدا بخشش کرنے والا اور مہربان نہ ہوتا تو یہ تمام نعمتیں ہمیں عطا نہ کرتا پس معلوم ہوا کہ خدا عالم ہے، خدا قادر ہے، خدا رحمان یعنی بخشنے والا ہے، خدا رحیم یعنی مہربان ہے :

اس سبق کے متعلق آپ خود سوال بنائیں

(۱) ______ ______ ______ ______

۳ ______ ______ ______ ______

اور مشقیں بھی آپ خود بتلائیں

۱ ______ ______ ______ ______

۲ ______ ______ ______ ______

۳ ______ ______ ______ ______

آٹھواں سبق

خدا جسم نہیں رکھتا

کیا آپ جانتے ہیں جسم کیا ہے ؟

کتاب، قلم، میز، پتھر، درخت، زمین، سورج، اور وہ چیزیں جو ان کی طرح ہوں اور جگہ گھیرتی ہوں انہیں جسم کہا جاتا ہے یہاں تک کہ ہوا بھی جسم ہے اور جسم کو مادہ بھی کہا جاتا ہے ہر جسم مکان کا محتاج یعنی ایک جگہ چاہتا ہے کہ جس میں مستقر ہو کیونکہ بغیر مکان کے جسم وجود میں نہیں آسکتا۔ ہر جسم ایک وقت میں ایک مکان سے زیادہ میں نہیں ہوتا جب وہ ایک مکان میں ہو گا تو اسی وقت دوسرے مکان میں نہیں ہوگا ہم جب مدرسہ میں ہوتے ہیں تو گھر میں نہیں ہوتے اور جب گھر میں ہوتے ہیں تو مدرسہ میں نہیں ہوتے اور جب مدرسہ میں ہوتے ہیں تو وہ کام جو گھر میں ہو رہے ہوتے ہیں انہیں نہیں دیکھ سکتے اور جب گھر میں ہوتے ہیں تو وہ کام جو مدرسہ میں ہو رہے ہوتے ہیں

انہیں نہیں دیکھ سکتے جسم کو آنکھ سے دیکھا جا سکتا ہے اور ہاتھ سے چھوا جا سکتا ہے وہ چیزیں جو آنکھ سے دیکھتے ہیں یا دوسرے کسی عضو سے مس کرتے ہیں تمام کے تمام جسم اور جسمانی ہیں یہاں تک ہوا اور روشنی بھی؟

اب ان دو سوالوں کے متعلق فکر کریں۔

کیا خدا جسم رکھتا ہے؟

کیا خدا کو آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں؟

چونکہ خدا ہر چیز سے بے نیاز ہے اور اس کی قدرت اور دانائی کی کوئی انتہا نہیں اور کسی چیز اور کسی شخص کا محتاج نہیں۔ پس خدا کا جسم نہیں ہے کیونکہ اگر جسم ہوتا تو مکان کا محتاج ہوتا اور چونکہ خدا کسی کا محتاج نہیں ہے کیونکہ اس نے خود مکان خلق کیا ہے لہٰذا خدا جسم نہیں رکھتا کیونکہ خدا اگر جسم رکھتا ہوتا تو یہاں ہوتا اور وہاں نہ ہوتا اور پھر جو چیزیں وہاں ہوتیں انہیں خلق نہ کر سکتا اور نہ دیکھتا۔ خدا جسم نہیں رکھتا اور نہ ہی ایک مخصوص جگہ پر مستقر ہے تاکہ دوسری جگہیں اس سے خالی ہوں ہر ایک شخص اور ہر ایک چیز کو اسی نے پیدا کیا ہے خدا یہاں وہاں یہ مکان وہ مکان نہیں رکھتا اس کے سامنے تمام مکان برابر ہیں تمام کے ساتھ ہے اور تمام جگہوں سے مطلع ہے خدا چونکہ جسم نہیں رکھتا لہٰذا مکان نہیں رکھتا نہ زمین میں نہ آسمان میں خدا چونکہ جسم نہیں ہے آنکھوں سے نہیں دیکھا جا سکتا اور ہاتھوں سے نہیں چھوا جا سکتا خدا یہاں کے نور سے بھی نہیں چونکہ یہ نور جسمانی ہیں اور مکان کے محتاج ہیں لیکن خدا محتاج نہیں اس نے مکان کو پیدا کیا ہے اس نے آنکھ اور ہاتھ کو خلق کیا ہے! اس نے نور کو پیدا کیا ہے!

اللہ کی بے پایاں قدرت ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے وہ تمام چیزوں اور تمام لوگوں سے باخبر ہے۔

فکر کیجئے اور جواب دیجئے،

1. جو تمہارے اطراف میں اجسام ہیں انہیں شمار کرو؟
2. میز جسم ہے یہ کس چیز کی محتاج ہے کیا یہ ممکن ہے کہ یہ کسی مکان میں نہ ہو؟
3. کرسی جسم ہے کیا ہو سکتا ہے کہ ایک وقت میں دو مکان میں ہو
4. کوئی ایسا جسم جانتے ہو کہ مکان کا محتاج نہ ہو؟ اور کیوں؟
5. کیا خدا جسم رکھتا ہے؟ کیا خدا مکان کا محتاج ہے؟
6. کیا خدا کو آنکھ سے دیکھا جا سکتا ہے؟

یہ سوال اور ان کے جواب خوبصورت خط سے اپنی کاپی میں لکھیں

مشقیں

1. اس سبق کو ایک دفعہ بلند آواز سے پڑھیں
2. سبق کو اپنے دوستوں سے بیان کریں
3. اس درس کا خلاصہ لکھیں اور دوستوں کو پڑھ کر سنائیں
4. کئی اور سوال بھی بنائیں اور ان کے جواب دوستوں سے پوچھیں

نواں سبق

کیا خدا غیر مرئی ہے

محمود نقاشی کر رہا تھا اس نے کتنا خوبصورت کبوتر بنایا کیا محمود عقل و فہم رکھتا ہے؟ کیا آپ اس کی عقل و فہم کو دیکھ سکتے ہیں۔ کیا کہہ سکتے ہیں کہ جب محمود کی عقل اور فہم کو نہیں دیکھ پائے لہٰذا وہ عقل اور فہم ہی نہیں رکھتا؟

لازمًا جواب دیں گے کہ عقل اور فہم آنکھ سے نہیں دیکھی جا سکتی لیکن اس کی علامتیں اور نشانیاں آنکھ سے دیکھ رہے ہیں ان ہی علامات اور آثار کے دیکھنے سے درک کرتے ہیں کہ وہ عقل اور فہم رکھتا ہے۔ جی ہاں یہ آپ کا جواب بالکل درست ہے عقل اور فہم کو آنکھ سے نہیں دیکھا جاتا کیوں کہ عقل اور فہم جسم نہیں ہے کہ آنکھ سے دیکھا جائے آنکھ اور دوسرے حواس صرف جسم کے آثار اور نشانیوں کو درک کر سکتے ہیں۔ بہت سی چیزیں

ایسی موجود ہیں کہ جنھیں آنکھ سے نہیں دیکھ سکتے لیکن ان کو آثار سے دیکھ لیتے ہیں اور ان کے وجود کا علم حاصل کر لیتے ہیں خدا بھی چونکہ جسم نہیں ہے لہذا آنکھ سے نہیں دیکھا جا سکتا اور دوسرے حواس سے بھی درک نہیں کیا جا سکتا لیکن اس جہان پر عظمت کی خلقت جو خود اس کی قدرت کے آثار اور علائم میں سے ہے اس سے اس کے وجود کا علم حاصل کیا جا سکتا ہے کہ اس عظیم جہان کا خالق اور انتظام کرنے والا موجود ہے

فکر کیجئے اور جواب دیجئے

١- اپنے دوست کو دیکھیں کہ وہ کیا دیکھ رہا ہے؟

٢- کیا اس کی عقل اور فہم کو آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں؟

٣- کس طرح جانتے ہیں کہ وہ عقل و فہم رکھتا ہے؟

٤- کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ اسکی عقل اور فہم کو نہیں دیکھ سکتے لہذا وہ عقل و فہم نہیں رکھتا؟

٥- ہمارے ظاہری حواس کس چیز کو درک کر سکتے ہیں؟

٦- کیا خدا کو آنکھ سے دیکھا جا سکتا ہے

٧- کیا خدا کو دوسرے کسی حواس سے محسوس کیا جا سکتا ہے اور کیا بتلا سکتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے؟

٨- کیا اب بھی کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ چوں کہ خدا نہیں دیکھا جا سکتا لہذا موجود نہیں ہے؟

دسواں سبق

موحّدین کے پیشوا حضرت ابراہیمؑ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں لوگ نادان اور جاہل تھے پہلے پیغمبروں کے دستور کو بھلا چکے تھے خدا پرستی کے طور طریقے نہیں جانتے خدا کی پرستش کی جگہ بت پرستی کرتے تھے یعنی پتھر یا لکڑی سونا یا چاندی کے مجسمے انسانی یا حیوانی شکل میں بناتے تھے اور ان بے زبان اور عاجز بتوں کے سامنے سجدہ کرتے تھے اور ان کے سامنے زمین پر گر پڑتے اور ان کے لئے نذر و نیاز مانتے اور قربانی دیا کرتے تھے بعض لوگ سورج کی پرستش کرتے تھے اور بعض لوگ چاند یا ستاروں کی پرستش کرتے تھے۔ جاہلوں کا ایک گروہ اس زمانہ میں طاقتور اور ظالموں کی پرستش کرتا تھا اور ان کی اطاعت واجب و لازم سمجھتا تھا اور بغیر سوچے سمجھے ظالموں کے دستور پر عمل کرتا تھا اپنے آپ کو ذلیل کر کے ان کے سامنے زمین پر گرتے تھے اور ان

کے لئے بندگی کا اظہار کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو چنا اور انھیں زندگی کا صحیح راستہ تبلایا اور حکم دیا کہ لوگوں کی تبلیغ کریں اور انھیں خدا پرستی کے طور طریقے تبلائیں

حضرت ابراہیمؑ نے لوگوں سے فرمایا کہ بتوں میں کونسی قدرت ہے کہ تم ان سے محبت کرتے ہو اور ان کی پرستش کرتے ہو یہ مجسمے کیا کر سکتے ہیں یہ نہ تو دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں یہ نہ تو تمہیں کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی تمہیں ضرر پہنچانے پر قدرت رکھتے ہیں۔ تم کیوں اپنے آپ کو ان کے سامنے ذلیل کرتے ہو؟ تم کیوں ان کے سامنے زمین پر گرتے ہو؟ کیوں ان کی عبادت و اطاعت کرتے ہو؟ جو لوگ حضرت ابراہیمؑ کی گفتگو سنتے اور اس کے متعلق فکر نہ کرتے تھے وہ آپ کے جواب میں کہتے کہ ہمارے آباؤ اجداد بت پرست تھے ہمارے دوست اور رفقا بھی بت پرست تھے اور ہم اپنے گزرے ہوئے آباؤ اجداد کی پیروی کریں گے اور ان کے دین پر باقی رہیں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے تھے کہ تمہارے آباؤ اجداد نے اشتباہ کیا کہ وہ بت پرست بنے کیا تم میں عقل و شعور نہیں؟ کیا تم خود کچھ نہیں سمجھتے؟ کیا دیکھ نہیں رہے ہو کہ ان بتوں سے کچھ بھی تو نہیں ہو سکتا۔ کس لئے تم اپنے آپ کو طاقتوروں اور ظالموں کے سامنے ذلیل کرتے ہو وہ بھی تمہاری طرح اللہ کی مخلوق ہیں۔

لوگو! میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور اس کی طرف سے آزادی اور سعادتمندی کا پیغام لایا ہوں۔ میری بات سنو تا کہ دنیا اور آخرت میں سعادت

مند بن جاؤ : لوگو! تمہارا پروردگار اور مالک وہ ہے کہ جس نے تم کو پیدا کیا ہے، زمین اور آسمان کو پیدا کیا ہے، کائنات اور اس میں رہنے والوں کے لئے انتظام کرتا ہے تمام قدرت اسی کی طرف سے ہے دنیا کا نظام چلانا کسی کے سپرد نہیں کیا اور اس کے چلانے میں کسی سے مدد نہیں لی وہ ایک ہے اور قادر مطلق ہے۔ میں ان بتوں سے جن کی تم پرستش کرتے ہو بیزار ہوں اور ان کو دوست نہیں رکھتا اور ان کی اطاعت نہیں کرتا!

خدا کو دوست رکھتا ہوں اور صرف اسی کی پرستش کرتا ہوں کیوں کہ خدا نے مجھے پیدا کیا ہے

بیماری سے شفا اور زندگی اور موت دنیا اور آخرت سب اس کے ہاتھ میں ہے۔

میں امیدوار ہوں کہ قیامت کے دن بھی خداوند عالم مجھ پر مہربان ہوگا اور مجھ پر رحم کرے گا۔

لوگو! ایک خدا کی پرستش کرو کیوں کہ تمام قدرت خدا سے ہے خدا ہے اور ہمیشہ رہے گا تمہاری مدد کرنے والا صرف خدا ہے تمہارا راہنما خدا کا پیغام ہے اسی کی طرف توجہ کرو اور صرف اسی کی پرستش کرو پرستش فقط ذات خدا کے ساتھ مخصوص ہے اس کے سوا اور کوئی لائق اطاعت اور پرستش نہیں ہے۔

غور کریں اور جواب دیں

(۱) ــــــ حضرت ابراہیمؑ کے زمانے میں جاہل لوگ کن چیزوں اور کن لوگوں کی پرستش کرتے تھے؟ اور کن لوگوں کی اطاعت کو ضروری سمجھتے تھے؟

(۲) ــــــ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو کیا فرمان دیا؟

(۳) ــــــ حضرت ابراہیمؑ نے لوگوں سے کیا فرمایا اور کس طرح وضاحت کی کہ بت قابل پرستش نہیں ہیں؟

(۴) ــــــ کیا لوگ حضرت ابراہیمؑ کی گفتگو پر غور کرتے تھے؟ اور آپ سے کیا کہتے تھے؟

(۵) ــــــ لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ کو کیا جواب دیا تھا وہ ٹھیک تھا یا غلط اور کیوں؟

(۶) ــــــ کیا یہ جائز ہے کہ ایک انسان دوسرے کے سامنے بندگی کا اظہار کرے؟

(۷) ــــــ آپ نے بت پرست دیکھا ہے؟

(۸) ــــــ حضرت ابراہیمؑ کی توحید پر کیا دلیل تھی کیوں صرف خدا کو دوست رکھتے تھے اور صرف اسی کی پرستش کرتے تھے؟

(۹) ــــــ سوائے خدا کے اور کوئی کیوں قابل پرستش اور اطاعت نہیں؟

(۱۰) ــــــ کیا جو کسی ظالم کی اطاعت کرتا ہے وہ موحّد ہے؟

(۱۱) ــــــ کس کو موحّد کہتے ہیں موحّد آدمی کی امید کس سے ہوتی ہے؟

(۴) ______ اس سبق سے ایک اور سوال بنائیں اور اپنے دوست سے کہیں کہ وہ اس کا جواب دے ۔

حصّه دوم

معاد

پہلا سبق

کیا اچھائی اور برائی برابر ہیں

آپ اچھے اور بُرے کے معنی سمجھتے ہیں اچھے اور برے انسان میں فرق کر سکتے ہیں جو انسان عدل چاہنے والا سچا، نیک کردار، صحیح با ادب، اور امین ہو اسے اچھا انسان شمار کرتے ہیں، لیکن بد اخلاق، جھوٹا، بد کردار، ظالم بے ادب خائن انسان کو بُرا انسان سمجھتے ہیں کیا آپ کے نزدیک برے اور اچھے انسان مساوی اور برابر ہیں۔ کیا آپ اور تمام لوگ اچھے انسانوں کو دوست رکھتے ہیں اور برے آدمیوں سے بیزار ہیں! خدا بھی اچھے کردار والے آدمیوں کو دوست رکھتا ہے اور برے انسانوں سے وہ بیزار ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بھیجے ہیں تاکہ اچھے کاموں کی دعوت دیں اور برے کاموں سے روکیں!

اب ان سوالوں کے جواب دیں۔

کیا اچھے لوگوں کے لئے کوئی جزا ہوگی اور برے لوگ اپنے اعمال بد کی سزا پائیں گے؟

کیا اچھے اور برے لوگ اس جہاں میں اپنے اعمال کی پوری اور کامل جزا اور سزا پا لیتے ہیں؟

پس اچھے اور برے کہاں ایک دوسرے سے جدا ہوں گے اور کہاں اپنے اعمال کا پورا اور کامل نتیجہ دیکھ سکیں گے؟

اس دنیا کے بعد ایک اور دنیا ہے جسے آخرت کہا جاتا ہے کہ جہاں اچھے اور برے لوگ ایک دوسرے سے جدا ہوں گے اور اپنے اعمال کا ثمرہ پائیں گے اگر آخرت نہ ہو تو اچھے لوگ کس امید میں اچھا کام کریں اور کس لئے گناہ اور برائی سے دور رہیں۔ اگر آخرت نہ ہو تو پیغمبروں کی دعوت بے مقصد اور بیہودہ ہوگی اچھائی اور برائی کے کوئی معنی نہ ہوں گے اگر آخرت ہمارے سامنے نہ ہو تو ہماری زندگی بے نتیجہ اور ہماری خلقت بھی بے معنی ہو گی.
کیا علیم و قادر خدا نے اس لئے ہمیں پیدا کیا ہے کہ چند دن اس دنیا میں زندہ رہیں؟ یعنی کھائیں پئیں، پہنیں، سوئیں اور پھر مر جائیں اور اس کے بعد کچھ بھی نہیں یہ تو ایک بے نتیجہ اور بے معنی کام ہے اور اللہ تعالی بے معنی اور بے فائدہ کام انجام نہیں دیتا۔ اللہ تعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے "ہم نے تمہیں عبث خلق نہیں کیا ہم نے تم کو پیدا کیا ہے تاکہ اس دنیا میں زندگی گزارو اچھے کام انجام دو اور لائق و کامل بن جاؤ اس کے بعد ہم تم کو اس دنیا سے ایک دوسری دنیا کی طرف لے جائیں گے تاکہ اس دنیا میں اپنے کاموں کا کامل نتیجہ پاؤ"

آخرت میں اچھے بروں سے جدا ہو جائیں گے جو لوگ نیک کام

انجام دیتے رہے اور دین دار تھے وہ بہشت میں جائیں گے اور خوشی کی زندگی بسر کریں گے اللہ ان سے راضی ہے اور وہ بھی اپنی اچھی زندگی اور اللہ کی بے پایاں نعمتوں سے خوشنود اور راضی ہیں بے دین اور بدکردار لوگ دوزخ میں جائیں گے اور اپنے برے کاموں کی سزا پائیں گے اللہ ان پر ناراض ہے اور دہ وردناک عذاب کی زندگی بسر کریں گے اور ان کے لئے بہت سخت زندگی ہوگی!

غور کیجئے اور جواب دیجئے

(۱) کون لوگ اچھے ہیں اور کون لوگ برے، ان صفات کو شمار کیجئے

(۲) کیا برے اور اچھے لوگ آپ کے نزدیک مساوی ہیں ؟

(۳) کیا برے اور اچھے لوگ خدا کے نزدیک برابر ہیں ؟

(۴) پیغمبرؑ لوگوں کو کن کاموں کی طرف دعوت دیتے ہیں اور کن کاموں سے روکتے ہیں؟

(۵) کیا لوگ اس دنیا میں اپنے اعمال کی کامل جزا پاتے ہیں ؟

(۶) کہاں اپنے اعمال کا کامل نتیجہ دیکھیں گے؟

(۷) اگر آخرت نہ ہو تو اچھائی اور برائی کا کوئی معقول اور درست معنی ہوگا

(۸) اگر آخرت نہ ہو تو ہماری زندگی کا کیا فائدہ ہوگا ؟

(۹) جب ہم سمجھ گئے کہ اس دنیا کے علاوہ ایک اور دنیا ہے تو ہم کس طرح زندگی گزاریں ؟

دوسرا سبق

پھول کی تلاش

ہمارے خاندان کے کچھ لوگ مری کے اطراف میں ایک دیہات میں رہتے ہیں وہ دیہات بہت خوبصورت ہے وہاں کی آب وہوا معتدل ہے اس کے نزدیک ایک پہاڑ ہے کہ جس کا دامن سرخ اور زرد پھولوں سے بھرا ہوا ہے۔

ایک دن میرے رشتہ دار بچے میرے چچا کے گھر بیٹھے تھے عیدالاضحیٰ کا دن تھا۔ ہم چاہتے تھے کہ کمرے کو پھولوں سے سجائیں میرے والد نے مجھ سے کہا کہ چلیں پھول ڈھونڈ لائیں اور اس کام میں ایک دوسرے کا مقابلہ کریں۔

میں نے پوچھا کس طرح؟

والد نے کہا کہ تم تمام کے تمام پہاڑ کے دامن میں جاؤ وہاں بہت

زیادہ پھول موجود ہیں پھول توڑو اور لوٹ آؤ لیکن خیال کرنا کہ پھولوں کی جڑوں کو ضرر نہ پہنچے مقابلہ کا وقت ایک گھنٹہ ہے تمام اس مقابلہ میں شریک ہو جاؤ پھول توڑو اور لوٹ آؤ جو زیادہ پھول لائے گا وہ زیادہ انعام پائے گا تمام بچّے مقابلہ میں شریک ہونے کے لئے آمادہ ہو گئے۔

صبح کو ٹھیک سات بجے مقابلہ شروع ہوا کچھ بچے تو اس دیہات کے اطراف میں ہی رہ گئے اور کہنے لگے کہ راستہ دور ہے اور ہم تھک جائیں گے تم بھی یہیں رک جاؤ اور ہم یہیں مل کر کھیلیں لیکن ہم نے ان کی باتوں پر کان نہ دھرا اور چلے گئے راستے میں دوڑتے اور ایک دوسرے سے آگے نکلتے تھے تاکہ پھولوں تک جلدی پہنچ جائیں راستہ دشوار آگیا بعض بچے ٹھہر گئے آگے نہ بڑھے اور کہنے لگے کہ ہم یہیں سے پھول توڑیں گے۔

میں میرا بھائی اور چچا کا بیٹا سب سے پہلے پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئے کتنی بہترین اور خوبصورت جگہ تھی زرد اور سرخ پھولوں سے بھری پڑی تھی۔ ہم تینوں نے فیصلہ کیا کہ ایک دوسرے کی مدد کریں اور اکھٹے پھول توڑیں میں اور چچا کا لڑکا پھول توڑتے تھے اور اپنے بھائی کے دامن میں ڈال دیتے تھے اس کا دامن پھولوں سے بھر گیا گھڑی دیکھی تو مقابلہ کا وقت ختم ہونے کے قریب تھا گھر کی طرف لوٹے دوسرے بچّے بھی لوٹ آئے تھے اور جانتے تھے کہ انہیں بہترین انعام ملے گا اور جو تھوڑے پھول توڑ لائے تھے خوش نہ تھے کیوں کہ جانتے تھے کہ مقابلہ میں بہتر مقام نہیں لے سکیں گے اور بہترین انعام حاصل نہیں کر سکیں گے اور جو خالی ہاتھ لوٹ آئے تھے شرمسار اور سر جھکائے ہوئے تھے والد کے پاس پہنچے جس نے جتنے پھول توڑے

تھے انہیں دے دئیے اور انعام لیا لیکن جنہوں نے سستی کی تھی اور والد کے فرمان پر عمل نہیں کیا تھا انہوں نے انعام حاصل نہیں کیا بلکہ شرمسار تھے ان سے والد صاحب بھی خوش نہیں ہوئے اور ان کی کوئی پرواہ نہ کی وہ سر جھکائے اپنے آپ کو کہہ رہے تھے ! کاش ہم بھی کوشش کرتے ! کاش دوبارہ مقابلہ شروع ہو ! لیکن مقابلہ ختم ہو چکا تھا !

جزا کا دن

مقابلہ کے ختم ہو جانے کے بعد ہمارے والد نے ہم سے گفتگو کرنا شروع کی اور کہا " میرے عزیز اور پیارے بچّو ! مقابلہ کے انعقاد کے لئے میرا نظریہ کچھ اور تھا میں اس سے تمہیں سمجھانا چاہتا تھا ! کہ یہ جہان مقابلہ کا جہان ہے ۔ ہم تمام اس جہان میں مقابلہ کرنے آئے ہیں اور قیامت کے دن اس کا انعام اور جزاء حاصل کریں گے ہمارا مقابلہ نیک کاموں اور اچھے اعمال میں ہے ۔ اچھے اور برے کام کی جزا اور سزا ہے اچھے اور برے لوگ اللہ کے نزدیک برابر نہیں ۔ ہماری خلقت اور کام و کوشش کرنا بے معنی اور بے فائدہ نہیں لوگوں کا ایک گروہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا مطیع اور فرمانبردار ہے نیک کاموں کے بجا لانے میں کوشش کرتا ہے وہ ہمیشہ اللہ کی یاد میں ہے اچھے اور صالح لوگوں سے دوستی کرتا ہے ان کی راہنمائی میں بہت زیادہ اچھے

کام انجام دیتا ہے ! نیک کاموں میں سبقت لے جاتا ہے اپنے دوستوں اور ہمسایوں کی مدد کرتا ہے مظلوموں کی حمایت کرتا ہے!

یہ لوگ آخرت میں بہترین انعام اور جزا پائیں گے خدا ان سے خوش ہوگا اور وہ بھی خدا سے انعام لے کر خوش ہوں گے سب سے پہلے بہشت میں جائیں گے اور بہشت کے بہترین باغ میں اپنے دوستوں کے ساتھ خوش وخرم زندگی بسر کریں گے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی تازہ نعمتوں اور اس کی پاک محبت سے مستفید ہوں گے، اور لذت اٹھائیں گے۔ ایک اور گروہ اس جہان میں اچھے کام انجام دیتا ہے وہ اچھے کاموں میں مدد بھی کرتا ہے اور اللہ کو یاد بھی کرتا ہے لیکن پہلے گروہ کی طرح کوشش نہیں کرتا اور سبقت لے جانے کے درپے نہیں ہوتا یہ بھی قیامت کے دن انعام اور جزا پائیں گے اور بہشت میں جائیں گے لیکن ان کا انعام اور جزا پہلے گروہ کی طرح نہیں ہوگا۔ تیسرا گروہ ظالم اور بے دینوں کا ہے وہ اللہ اور اس کے پیغمبرؐ کے فرمان کو قبول نہیں کرتا اور اس پر عمل نہیں کرتا۔ وہ خدا کو بھول گیا ہے، اچھے کام انجام نہیں دیتا، گناہ گار اور بداخلاق، اور بدکردار ہے لوگوں پر ظلم کرتا ہے اور یہ گروہ خالی ہاتھ آخرت میں سامنے آئے گا اچھے کام اپنے ساتھ نہیں لائے گا اپنے برے افعال اور ناپسندیدہ اعمال سے شرمندہ ہوگا۔

جب اچھے لوگ انعام پائیں گے تو یہ افسوس کرے گا اور پشیمان ہوگا اور کہے گا۔ کاش دنیا میں پھر بھیجا جائے تاکہ وہ نیک کام بجا لائے لیکن افسوس کہ دوبارہ لوٹ جانا ممکن نہیں ہوگا اس گروہ کے لوگ جہنم میں جائیں گے اور اپنے برے کاموں کی سزا پائیں گے۔

غور کیجئے اور جواب دیجئے

(۱) کیا ہماری خلقت و کوشش بغیر کسی غرض اور غایت کے ہے اور کیا ہم ان کاموں اور کوششوں سے کوئی نتیجہ بھی لیں گے؟

(۲) یہ جہان مقابلہ کی جگہ ہے، سے کیا مراد ہے؟

(۳) متوجہ اور آگاہ انسان اس دنیا میں کن کاموں کی تلاش میں اور کن کاموں میں مقابلہ کر رہا ہے؟

(۴) کون لوگ آخرت میں بہترین انعام پائیں گے؟

(۵) ان لوگوں نے دنیا میں کیا کیا ہے؟

(۶) ان کے اعمال اور کردار کیسے تھے، ان کے دوست کیسے تھے کن کاموں میں مقابلہ کرتے تھے؟

(۷) آپ کی رفتار اور آپ کا کردار کیسا ہے، آپ کے دوستوں کا کردار کیسا ہے، کن کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اگر آپ کا کوئی دوست آپکو کسی ناپسندیدہ کام کی دعوت دے تو پھر بھی اس سے دوستی رکھتے ہیں؟

(۸) کون لوگ قیامت کے دن شرمندہ ہوں گے کیوں افسوس کریں گے یہ لوگ اس دنیا میں کیسا کردار رکھتے ہیں؟

(۹) دوسرے گروہ کا انعام اور جزا کا پہلے گروہ کے انعام اور جزا

سے کیا فرق ہے اور کیوں؟

<u>ان سوالوں کے جواب خوش خط لکھیں</u>

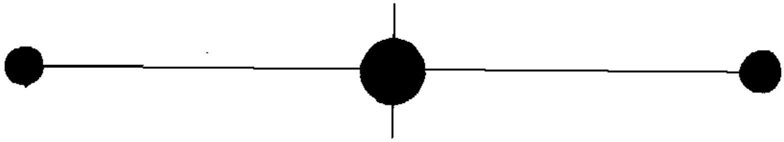

تیسرا سبق

جہان آخرت

عالم برزخ اور قیامت

مرنے کے بعد فنا نہیں ہوتے بلکہ اس جہان سے دوسری دنیا کی طرف جاتے ہیں کہ جس کا نام جہان آخرت ہے، آخرت سے پہلے عالم برزخ ہے اور اس کے بعد قیامت ہے عالم برزخ ایک دنیا ہے جو دنیا و آخرت کے درمیان میں واقع ہے۔ خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ ان کے سامنے برزخ ہے قیامت تک" اور ایک جگہ فرماتا ہے "گمان نہ کرو کہ وہ لوگ جو اللہ کے راستے میں قتل ہو جاتے ہیں وہ مر گئے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار سے روزی پاتے ہیں" خداوند عالم نے ہمیں پیغمبرؐ اسلام کے ذریعہ خبر دی ہے کہ جب انسان مر جاتا ہے اور دنیا کو ترک کرتا ہے۔ اور برزخ

میں جاتا ہے تو عالم برزخ میں اس سے سوال کیا جاتا ہے کہ کتنے خدا کا عقیدہ رکھتے ہو۔ کس کے فرمان کے مطیع تھے خدا کے یا غیر خدا کے، تیرا پیغمبر کون ہے، تیرا دین کیا ہے، تیرا رہبر و امام کون ہے جس نے دنیا میں خدا پرستی اور دینداری اور باایمان زندگی گزاری ہو گی وہ آسانی سے جواب دے گا اور اس کا ایمان ظاہر ہو جائے گا اس مختصر سوال و جواب کے بعد برزخ میں آرام سے اور خوشی سے قیامت تک زندگی گزاریں گے اور عمدہ نعمتیں جو بہشتی نعمتوں کا نمونہ ہوں گی اسے دی جائیں گی لیکن وہ لوگ جو خدا اور اس کے پیغمبر کو قبول نہ کرتے تھے اور اس کے فرمان کے مطیع نہ تھے بے دین اور ظالم تھے برزخ میں بھی خدا اور اس کے پیغمبر کا اقرار نہیں کریں گے ان کا کفر اور ان کی بے دینی ظاہر ہو گی اس قسم کے لوگ برزخ میں سختی اور عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ برزخ کا عذاب ان کے لئے جہنم کے عذاب کا نمونہ ہو گا۔ برزخ میں انسان کی حقیقت ظاہر ہو جائے گی اور اس کا ایمان اور کفر واضح ہو جائے گا جو شخص دنیا میں خدا و قیامت کے دن پیغمبروں پر واقعاً ایمان رکھتا تھا اور نیکو کار تھا برزخ میں اس کا ایمان ظاہر ہو جائے گا۔ وہ صحیح اور صاف صاف جواب دے گا لیکن جو شخص واقعی ایمان نہیں رکھتا تھا اور ظالم و بدکار تھا برزخ میں اس کا کفر ظاہر ہو جائے گا اور وہ صحیح جواب نہیں دے سکے گا

گناہ گار انسان جہنم کے عذاب کا نمونہ برزخ میں دیکھے گا اور اس کے اعمال کی سزا یہیں سے شروع ہو جائے گی پیغمبر اسلام حضرت محمد ابن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو لوگ گھر میں بداخلاقی کرتے ہیں۔ برزخ میں عذاب میں مبتلا ہوں گے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ

جو لوگ چغل خوری کرتے ہیں اور جو لوگ شراب سے پرہیز نہیں کرتے برزخ میں عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

برزخ میں سوال و جواب

برزخ میں سوال و جواب حقیقی ہوگا جو لوگ برزخ میں جائیں گے ان سے حقیقتاً سوال ہوگا وہ یقیناً ان سوال کا جواب دیں گے لیکن برزخ کا سوال و جواب دنیا کے سوال و جواب کی طرح نہیں۔ جو لوگ برزخ میں ہیں سوال کو سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں لیکن اس کان اور زبان سے نہیں جس کے ذریعہ دنیا میں سنتے اور جواب دیتے تھے بلکہ برزخی زبان اور کان سے، ضروری نہیں کہ بولنا اور سننا ہمیشہ انہی لبوں، زبان اور انہی کانوں سے ہو۔ مثلاً آپ خواب میں اپنے دوست سے کلام کرتے ہیں اس کی باتیں سنتے ہیں اور اس سے گفتگو کرتے ہیں کیا اسی کان اور زبان سے؟ یقیناً نہیں۔ کبھی خواب میں کسی ایسی جگہ جاتے ہیں کہ جہاں کبھی نہ گئے تھے لیکن بیدار ہونے کے بعد وہاں جائیں تو سمجھ جائیں گے کہ خواب میں اس جگہ کو دیکھا تھا خواب میں کس جسم کے ساتھ ادھر ادھر جاتے ہیں خواب میں کس آنکھ سے دیکھتے ہیں اور کس کان سے سنتے ہیں کیا اسی کان اور آنکھ سے؟ کیا اسی جسم سے، یقیناً نہیں! کیوں کہ یہ جسم بستر پہ پڑا آرام

کررہا ہے اور آنکھیں بند کی ہوئی ہیں۔

اس قسم کے خواب ممکن ہے کہ آپ نے دیکھے ہوں یا آپ کے کسی دوست نے دیکھے ہوں، برزخ کی دنیا واقعی اور حقیقی دنیا ہے اور اس میں سوال و جواب بھی حقیقی ہیں، ہم نے خواب کو بطور مثال ذکر کیا ہے

غور کیجئے اور جواب دیجئے

① ——— آیا ہماری محنت اور کام بے فائدہ ہیں ہم اپنی کوشش کا نتیجہ کہاں دیکھیں گے ؟

② ——— آخرت سے پہلے کس دنیا میں جائیں گے ؟

③ ——— خدا نے برزخ کے متعلق کیا فرمایا ہے ؟

④ ——— جو شخص دنیا میں خدا اور پیغمبروں پر واقعی ایمان رکھتا ہے برزخ میں کیسی زندگی گذارے گا ؟ اس دنیا کے سوالوں کا کس طرح جواب دے گا ؟

⑤ ——— برزخ میں انسان سے کیا پوچھا جائے گا ؟

⑥ ——— برزخ میں کن لوگوں کا ایمان ظاہر ہوگا ؟

⑦ ——— کفر اور برائی کسکی ظاہر ہوگی ؟

⑧ ——— آیا آخرت میں جھوٹ بولا جا سکتا ہے ؟ اور کیوں ؟

⑨ ——— کون سے لوگ برزخ میں عذاب میں مبتلا ہوں گے ؟

⑩ ——— آیا برزخ کا سوال اور جواب اسی دنیاوی زبان اور کان سے ہوگا ؟

چوتھا سبق

مردے کیسے زندہ ہونگے

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے پیغمبرؑ تھے وہ آخرت اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے تھے انہیں علم تھا کہ آخرت میں مردے زندہ ہوں گے اور حساب وکتاب کے لئے حاضر ہوں گے لیکن اس غرض کے لئے کہ ان کا یقین کامل ہو جائے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ مردوں کا زندہ کرنا انہیں دکھلائے انہوں نے خدا سے کہا معبود تو کس طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے اللہ نے ان سے کہا کیا تم مردوں کو زندہ ہونے پر ایمان نہیں رکھتے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ خدایا ایمان رکھتا ہوں لیکن چاہتا ہوں کہ میرا دل اطمینان حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی درخواست قبول کرلی اور حکم دیا کہ چار پرندے انتخاب کرو اور انکو ذبح کرو اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کردو اور انہیں اچھی طرح کوٹ دو پھر انکو

قیمہ شدہ گوشت اور پروں اور ہڈیوں کو کئی حصّوں میں تقسیم کر دو اور ہر ایک حصّہ کو پہاڑ پر رکھ دو اسکے بعد پہاڑ کے وسط میں کھڑے ہو جاؤ اور ہر ایک پرندے کو اس کے نام کے ساتھ پکارو وہ اللہ کے حکم سے تیرے حکم پر زندہ ہوں گے اور تیری طرف دوڑے آئیں گے اور تم جان لوگے کہ اللہ تعالیٰ عالم و قادر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کیا چار پرندے لئے ایک کبوتر دوسرا کوّا تیسرا مرغ اور چوتھا مور تھا، ان کو ذبح کیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے انہیں کوٹ کر قیمہ بنا دیا اور آپس میں ملا دیا پھر ان کا گوشت تقسیم کر کے ہر ایک حصّہ کو پہاڑ پر رکھا اور اس پہاڑ کے وسط میں کھڑے ہو کر پہاڑ کی طرف دیکھا اور بلند آواز سے مور کو بلایا اور کہا اے مور!! ہماری طرف آؤ: مور کے ٹکڑے پہاڑ سے آنحضرت کی طرف آئے اور آپس میں ملتے گئے اور مور کی گردن، سر، پاؤں اور اس کے پَر دھیں بن گئے اور مور زندہ ہو گیا، اپنے پروں کو ہلایا اور حضرت ابراہیم کے سامنے چلنے لگا اسی طرح کبوتر، کوّا، اور مرغ بھی زندہ ہو گئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مردہ پرندوں کا اپنے اپنے جسم کے ساتھ زندہ ہونا اپنی آنکھوں سے دیکھا،

آپؑ کا ایمان اور یقین کامل تر ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کیا اور آپ کا دل مطمئن ہو گیا اور آپؑ نے سمجھ لیا کہ قیامت کے دن مردے کس طرح زندہ ہوں گے

غور کیجئے اور جواب دیجئے

① خضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ سے کونسی درخواست کی تھی
② اس درخواست کی غرض کیا تھی؟
③ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی درخواست کا کیا جواب دیا؟ اور انہیں کیا حکم دیا؟
④ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان پر کس طرح عمل کیا؟
⑤ کس طرح پرندوں کو زندہ کیا؟
⑥ کس ذات نے پرندوں کے زندہ کرنے کی قدرت حضرت ابراہیمؑ کو دی تھی؟
⑦ حضرت ابراہیمؑ نے اس تجربہ سے کیا نتیجہ لیا؟

پانچواں سبق

کس طرح

آپ کس طرح کام کو یاد کرتے ہیں؟ اور کس طرح کام کرنے کے عادی بنتے ہیں؟ ایک کام کا بار بار کرنا آپ کی جان اور روح پر کیا اثر کرتا ہے، جب ایک کام کو بار بار انجام دیں تو وہ آپ کی روح پر کیا اثر کرتا ہے آہستہ آہستہ آپ اس کے عادی ہو جاتے ہیں اور پھر اس کام کو ٹھیک بجا لاسکتے ہیں مثلاً جب کچھ لکھتے ہیں تو یہ لکھنا آپ پر اثر انداز ہوتا ہے اگر لکھنے میں ذرا محنت کریں صاف اور اچھی طرح لکھیں تو یہ محنت کرنا آپ کی روح پر اثر انداز ہوگا کہ جس کے نتیجہ میں آپ کا خط خوشنما اور خوبصورت ہو جائے گا لیکن اگر لکھنے میں محنت نہ کریں تو یہ بے اعتنائی برا اثر چھوڑے گی جس کے نتیجے میں آپ کا خط بدنما ہو جائے گا ہم جتنے کام کرتے ہیں وہ بھی اسی طرح ہماری روح پر اثر انداز

ہوتے ہیں اچھے کام اچھا اثر اور برے کام برا اثر چھوڑتے ہیں۔

ہماری زندگی کے کام

جب ہم اچھے کام کرتے ہیں تو وہ ہماری روح پر اثر انداز ہوتے ہیں اور ہمیں پاک اور نورانی کردیتے ہیں ہم نیک کام بجالانے سے ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اُنس و محبت کرتے ہیں اور نیک کام بجالانے کے انجام سے لذّت اٹھاتے ہیں صحیح عقیدہ اور نیک اخلاق اور پسندیدہ کردار ہماری روح کو کمال کی طرف لے جاتا ہے اور ہمیں نورانی اور خوش رو کردیتا ہے۔ برے کردار اور ناپسندیدہ اطوار بھی انسان پر اثر چھوڑتے ہیں انسان کی روح کو پلید اور مردہ کردیتے ہیں پلید روح خدا کی یاد سے غافل ہوا کرتی ہے وہ برے کاموں کی عادی ہونے کی وجہ سے سیاہ اور مردہ ہوجاتی ہے اور انسان کو ترقی سے روک دیتی ہے ہماری خلقت بیکار نہیں ہے اور ہمارے کام بھی بیہودہ اور بے فائدہ نہیں ہیں ہمارے تمام کام خواہ اچھے ہوں یا برے ہم پر اثر انداز ہوتے ہیں اور یہ اثر باقی رہتا ہے ہم اپنے تمام کاموں کے اثرات آخرت میں دیکھیں گے بہشت اور اس کی عمدہ نعمتیں صحیح عقیدہ رکھنے اور اچھے کاموں کے کرنے سے ملتی

ہیں اور جہنم اور اس کے سخت عذاب باطل عقیدہ اور ناپسندیدہ کاموں کے نتیجے میں ہمارے تمام کام خواہ اچھے ہوں یا برے ہوں ہماری زندگی کے حساب میں لکھے جاتے ہیں اور وہ ہمیشہ باقی رہتے ہیں ممکن ہے کہ ہم اپنے کاموں سے غافل ہو جائیں لیکن وہ ہرگز فنا نہیں ہوتے اور تمام کے تمام علم خدا میں محفوظ ہیں آخرت میں ہم جب کہ غفلت کے پردے ہٹ چکے ہوں گے اپنے کاموں کا مشاہدہ کریں گے ۔

خدا قرآن میں فرماتا ہے۔ کہ جب انسان کو حساب کے لئے لایا جائے گا اور وہ نامہ اعمال کو دیکھے گا اور اپنے اعمال کا مشاہدہ کرے گا تو تعجب سے کہے گا یہ کیسا نامہ اعمال ہے کہ جس میں میرے تمام کام درج ہیں کس طرح میرا کوئی بھی کام قلم سے نہیں چھوٹا ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہوگا ! تیرے کام دنیا میں تیرے ساتھ تھے لیکن تو ان سے غافل تھا اب جب کہ تیری روح بینا ہوئی ہے تو تو اس کو دیکھ رہا ہے " دوسری جگہ ارشاد الٰہی ہوتا ہے "

جو شخص اچھے کام انجام دیتا ہے قیامت کے دن اسے دیکھے گا " اور جو شخص برے کام انجام دیتا ہے وہ ان کو قیامت کے دن مشاہدہ کرے گا ۔

اب جب کہ معلوم ہوگیا ہمارے تمام کام خواہ اچھے ہوں یا برے فنا نہیں ہوتے بلکہ وہ تمام کے تمام ہماری زندگی کے نامہ اعمال میں درج ہو جاتے ہیں اور آخرت میں ان کا کامل نتیجہ ہمیں ملے گا تو کیا ہمیں اپنے اخلاق اور کردار سے بے پرواہ ہونا چاہیئے ؟

کیا ہماری عقل نہیں کہتی؟ کہ خداوندعالم کی اطاعت کریں اور اس کے فرمان اور حکم پر عمل کریں؟

غور کیجئے اور جواب دیجئے

(۱) ــــ اچھے کام اور اچھا اخلاق ہماری روح پر کیا اثر چھوڑتے ہیں؟

(۲) ــــ برے کام اور برے اخلاق کیا اثر چھوڑتے ہیں؟

(۳) ــــ کیا ہمارے برے اور اچھے کام فنا ہوجاتے ہیں؟

(۴) ــــ کن چیزوں کے ذریعہ سعادت اور کمال حاصل ہوتا ہے؟

(۵) ــــ بہشت کی نعمتیں کن چیزوں سے ملتی ہیں؟

(۶) ــــ جہنم کا عذاب کن چیزوں سے ملتا ہے؟

(۷) ــــ ہمارے کام کہاں درج کئے جاتے ہیں؟

(۸) ــــ کیا ہم اپنے کاموں کو دیکھ سکیں گے؟

(۹) ــــ خداوندعالم ہمارے اعمال کے بارے میں کیا فرماتا ہے؟

(۱۰) ــــ اب جب کہ سمجھ لیا ہے کہ ہمارے تمام کام محفوظ کرلئے جاتے ہیں تو ہمیں کون سے کام انجام دینے چاہیئے اور کسی طرح زندگی بسر کرنی چاہیئے؟

حصّهٔ سوّم

نبوّت

پہلا سبق

صراط مستقیم

اگر زندگی میں کامیاب ہونا چاہیں تو کون سا راستہ اختیار کریں گے ۔؟
دونوں جہانوں میں سعادت مند ہونے کے لئے کون سا منصوبہ آپ کے پاس موجود ہے؟ کیا آپ نے اس کے متعلق فکر کی ہے؟ اگر آپ چاہتے ہیں کہ کامل اور اچھا انسان بن جائیں تو کیا آپ کے پاس ہے؟

کیا آپ دوسروں کو دیکھ رہے ہیں جو راستہ انہوں نے اختیار کیا ہے آپ بھی اسی پر چلیں گے؟

جو پروگرام انہوں نے منتخب کیا ہے آپ بھی وہی انتخاب کریں گے؟

کیا راستے کے انتخاب او مقصود زندگی کے متعلق فکر نہیں کرتے کیا درست پروگرام کے انتخاب میں کبھی نہیں سوچتے؟

شاید آپ کہیں کہ میں خود اچھا پروگرام بنا سکتا ہوں کیا آپ اس جہان اور آخرت کی تمام ضروریات سے باخبر ہیں یا بے خبر؟ تو پھر کس طرح اچھا اور مکمل آپ خود بنا سکتے ہیں؟

آپ شاید یہ کہیں کہ اہل عقل اور دانشور اور علماء میرے لیے زندگی کا پروگرام مہیا کرسکتے ہیں لیکن کیا یہ حضرات آپ کی دنیا اور آخرت کی احتیاجات سے مطلع ہیں کیا یہ لوگ آخرت سے باخبر ہیں؟

پس کون ذات انسان کے کامل اور سعادت مند ہونے کا پروگرام بنا سکتی ہے؟

انسان؟ یا انسان کا خالق؟ البتہ انسان کا خالق!! کیوں کہ اس نے انسان کو پیدا کیا ہے وہ خلقت کے اسرار سے آگاہ ہے صرف وہی انسان کی دنیا اور آخرت میں زندگی کے شرائط سے باخبر ہے اسی لئے صرف وہی انسان کی زندگی کے باکمال اور سعادتمند ہونے کا پروگرام منظم کرنے کا اہل ہے پس سعادت اور کمال کا بہترین پروگرام وہی ہوگا جو اللہ تعالی نے منظم کیا ہو اور اسے اپنے پیغمبروں کے ذریعے انسان تک پہنچایا ہو کیا آپ نے کبھی سوچا ہے؟ کہ زندگی کے لئے کونسا راستہ انتخاب کریں گے؟

غور کیجئے اور جواب دیجئے

۱ــــــ کیا آپ خود دنیا اور آخرت کے لئے پروگرام بنا سکتے ہیں

اور کیوں وضاحت کیجئے؟

(۲) کیا کوئی دوسرا ایسا کر سکتا ہے اور کیوں؟

(۳) پس ایسا کون کر سکتا ہے اور کیوں؟

(۴) خداوند عالم نے انسان کی سعادت کا پروگرام کس کے ذریعہ بھیجا ہے؟

(۵) اگر چاہیں کہ دنیا اور آخرت میں کامیاب اور سعادتمند ہوں تو کس پروگرام کا انتخاب کریں اور کیوں؟

دوسرا سبق

کمال انسانی

جب گیہوں کے دانے کو زمین میں ڈالیں اور اسے پانی دیں تو اس میں کیا تبدیلی آتی ہے؟ کون سا راستہ اختیار کرتا ہے؟ کیا کوئی خاص ہدف اور غرض اس کے سامنے ہے اور کس مقصد کو حاصل کرنا چاہتا ہے گیہوں کا دانا ابتدا ہی سے ایک معین ہدف کی طرف حرکت شروع کر دیتا ہے اس مقصد اور غرض تک پہنچنے کے لئے بڑھتا ہے یعنی ابتداء میں گیہوں کا دانہ زمین میں جڑیں پھیلاتا ہے پھر تنا، اور پھر سبز ہو جاتا ہے اور بتدریج بڑا ہونے لگتا ہے اور خوشا نکالتا ہے گیہوں کا ایک دانہ کئی خوشے بناتا ہے اور پھر یہی خوشے انبار بن جاتے ہیں اور اس انبار سے ہزاروں انسان استفادہ کرتے ہیں تمام نباتات گیہوں کے دانے کی طرح کمال کا راستہ طے کرتے ہیں اور معین اور معلوم غرض و غائت

جو ہر ایک کے لئے معین ہوئی ہے کی طرف حرکت کرتے ہیں آپ اگر سیب کا دانہ کاشت کریں اور اسے پانی دیں اس کی ابتدا ہی سے آپکو معلوم ہو جائے گا کہ چھوٹا دانہ ایک معین غرض و ہدف رکھتا ہے اور اسی کی طرف حرکت شروع کرتا ہے اور اپنے کمال کو پہنچتا ہے یعنی چھوٹا دانہ جڑیں پھیلاتا ہے تنا اور شاخ بناتا ہے سبز ہوتا ہے اور بڑا ہوتا جاتا ہے ہر دن پہلے دن سے زیادہ کمال کی طرف ہوتا ہے بالآخر اس میں شگوفہ پھوٹتا ہے اور یہ خوبصورت شگوفہ سیب بن جاتا ہے اسی ترتیب سے وہ چھوٹا دانہ تکمیل کو پہنچتا ہے اور اپنی حرکت اور کوشش کے نتیجے کو انسان کے اختیار میں دے دیتا ہے اللہ تعالیٰ جو عالم اور قادر ہے اور جس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے اور تکامل کا راستہ بھی انھیں ودیت کر دیا ہے اور اس تک پہنچنے تک وسائل اور اسباب بھی ان کے لئے فراہم کر دیئے ہیں مثلاً دوسرے پودے گیہوں اور سیب کے دانے کی طرح اپنے کمال کے لئے پانی مٹی، ہوا، اور روشنی کے محتاج ہیں اللہ تعالیٰ نے پانی، مٹی، روشنی اور ہوا، ان کے لئے پیدا کر دی ہے تاکہ پودے ان سے استفادہ کریں اور مکمل ہو کر مقصد کو پائیں۔

انسان کو بھی اپنے مقصد خلقت کو حاصل کرنا چاہیے کس طرح اور کس کے ماتحت؟

کون جانتا ہے کہ انسان کا جسم اور روح کن چیزوں کے محتاج ہیں اور کس طرح کمال حاصل کریں گی، البتہ صرف خدا جانتا ہے کیوں کہ تنہا وہی ذات ہے جو انسان کی خلقت کے اسرار سے آگاہ ہے اور وہی ذات

ہے جو آخرت میں انسان کی ضرورت سے باخبر ہے اسی لئے خالق اور مالک نے تمام دنیا کی چیزوں کو اکمل بنایا ہے اور انسانیت کی معراج کے لئے پروگرام بنائے ہیں اور پیغمبروں کے وسیلے اور ذریعہ سے انسان تک پہنچائے ہیں۔ آخری اور اہم ترین پروگرام آخری پیغمبر جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کے وسیلے سے تمام لوگوں کے لئے بھیجا ہے اس پروگرام کا نام کامل دین اسلام ہے!!

غور کیجئے اور جواب دیجئے

(۱) تھوڑا سا گیہوں کسی برتن میں ڈالیں اور اسے پانی دیں دیکھیں گیہوں کا یہ دانہ کس طرح اپنے لئے راستہ معین کر لیتا ہے اور کس غرض کی طرف حرکت کرتا ہے؟

(۲) سیب اور تمام پودے اور نباتات کے لئے غرض اور ہدف ہے، اس جملے کے کیا معنی ہیں؟

(۳) نباتات کو کامل ہونے کے لئے کن کن چیزوں کی ضرورت ہے؟

(۴) انسان کی معراج کا پروگرام کون بنا سکتا ہے؟ اور کیوں

(۵) خدا نے انسان کی معراج کا پروگرام کنکے وسیلے سے ان تک پہنچایا ہے

(۶) آخری اور مکمل ترین پروگرام ہمارے لئے کون لایا ہے؟

(۷) اس آخری پروگرام کا کیا نام ہے؟

تیسرا سبق

راہنما کیسا ہونا چاہیئے

جو بچہ اپنا گھر بھول گیا ہو اسے کسکے سپرد کریں گے کون اس کی راہنمائی کر سکتا ہے اور اسے اس کے گھر پہنچا سکتا ہے؟ کیا وہ آدمی کہ جس نے اس کا گھر نہیں دیکھا اسے اس کے گھر پہنچا سکتا ہے؟ کیا وہ آدمی جو امین نہ ہو اس پر اعتماد کر کے بچے کو اس کے سپرد کر دیں گے اور کیوں؟ اس کو جو اس کے گھر کو نہیں جانتا یا راستوں سے بھٹک جاتا ہے اسکی رہنمائی کے لئے انتخاب کریں گے؟ اور کیوں پس راہنما کو چاہیئے کہ راستے کو ٹھیک جانتا ہو نیک اور امین ہو اور غلط راہنمائی نہ کرتا ہو پیغمبر وہ انسان ہوتا ہے جو امین اور نیک ہوتا ہے اللہ تعالی نے اسے لوگوں کی راہنمائی کے لئے چنا ہے اور اسے دنیا اور آخرت کی زندگی کا راستہ بتلایا ہے اور انسانوں کی رہبری اسی کے سپرد کی ہے ۔

چوتھا سبق

پیغمبر کو کیسا ہونا چاہیے

جب آپ کسی دوست کی طرف پیغام بھیجنا چاہتے ہوں تو یہ پیغام کس کے سپرد کرتے ہیں اس کے سپرد کرتے ہیں جو آپ کے دوست تک پہنچادے یا جھوٹے اور غلط آدمی کو پیغام پہنچانے کے لئے منتخب کرتے ہیں یا کمزور حافظے اور غلطی کرنے والے کو ان میں سے کس کو پیغام پہنچانے کے لئے انتخاب کرتے ہیں؟

جی ہاں! پیغام پہنچانے کے لئے سچا اور صحیح آدمی ہونا چاہیئے تاکہ پیغام کو بھول نہ جائے اسکے سننے اور پہنچانے میں غلطی نہ کرے خدا بھی اپنا پیغام پہنچانے کے لئے سچے اور صحیح آدمی کو چنتا ہے اور اس کو پیغام دیتا ہے پیغمبر خدا کے پیغام کو صحیح حاصل کرتا ہے اور اس پیغام کو لوگوں تک پہنچاتا ہے

پانچواں سبق

اجتناب گناہ کا فلسفہ

میلے کچیلے کپڑوں کو ایک طشت میں دھویا ہو تو کون ہے جو اس میلے پانی کو پیئے گا؟ اگر وہی پانی کسی اندھے یا بے خبر انسان کو دیں تو ممکن ہے کہ وہ اسے پی لے۔ لیکن آنکھوں والا اور انسان کیسے ...... جو شخص اس کی گندگی اور خرابی کو دیکھ رہا ہو اور اس کے باخبر اثرات کو جانتا ہو ایسے پانی کو دیکھے تو کیا اسے پیئے گا؟ جی ہاں ہر وہ شخص جو بینا اور آگاہ ہو وہ کوئی گندی اور خراب چیز سے اپنے آپ کو آلودہ نہیں کرے گا بلکہ اس سے نفرت اور بیزاری کرے گا اسی طرح پیغمبر بھی گناہ سے نفرت کرتے تھے وہ گناہ کے بجالانے پر قدرت رکھتے تھے لیکن کبھی گناہ نہیں کیا کیونکہ وہ گناہ کی پلیدی اور برائی کو دیکھ رہے تھے یہ اطلاع اور آگاہی ان کو خداوند عالم نے عطا فرمائی تھی۔

چھٹا سبق

پیغمبر آگاہ اور معصوم راہنما ہیں

خداوند عالم نے اپنا پیغام پہنچانے کے لئے ایسے انسان کا انتخاب کیا جو امین ہیں انہیں دین کا کامل نمونہ قرار دیا ہے تاکہ ان کا کردار اور گفتار لوگوں کو خدا کی طرف راہنمائی کرے پیغمبر انسانوں میں بہترین اور کامل ترین فرد ہوتا ہے علم و اخلاق اور کردار میں تمام مردوں سے افضل ہوتا ہے خدا اس کی تربیت کرتا ہے اور پھر اس کا انتخاب کرتا ہے تاکہ لوگوں کا پیشوا اور نمونہ ہو۔ پیغمبر دنیا اور آخرت کی سعادت کے راستے اچھی طرح جانتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے جو تبلایا ہے پیغمبر خود ان راستوں پر چلتا ہے اور لوگوں کو ان راستوں پر چلنے کی راہنمائی اور اس کی طرف دعوت دیتا ہے پیغمبر خدا کو اچھی طرح پہچانتا ہے اور اسے بہت دوست رکھتا ہے، دنیا اور آخرت جہنم اور بہشت سے پوری طرح آگاہ ہوتا ہے

اچھے اور برے اخلاق کو اچھی طرح پہچانتا ہے وہ گناہ کی پلیدی اور بدنمائی کو دیکھتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ گناہ انسان کی روح کو آلودہ اور کثیف کر دیتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ جو عالم اور قادر ہے اس نے یہ علم پیغمبر کے اختیار میں دیا ہے پیغمبر اس آگاہی اور علم سے گناہ کی گندگی اور بدنمائی کا مشاہدہ کرتا ہے اور جانتا ہے کہ خدا گناہ گاران کو دوست نہیں رکھتا اور اس سے ناراض ہوتا ہے اسی لئے پیغمبر ہرگز گناہ نہیں کرتا بلکہ گناہ سے نفرت کرتا ہے ۔

پیغمبر خدا کے پیغام کو بغیر کسی کمی و بیشی کے لوگوں تک پہنچاتا ہے اور اس سے غلطی اور نسیان نہیں ہوتا ۔ اور چونکہ گناہ اور غلطی نہیں کرتا لوگ بھی اس پر اعتماد کرتے ہیں اور اس کے کردار اور گفتار کو نمونہ قرار دیتے ہیں ۔ ایسے ہی انسان کو معصوم کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبر معصوم ہوتے ہیں یعنی گناہ نہیں کرتے اور ان سے غلطی اور نسیان نہیں ہوتا وہ نیک اور امین ہوتے ہیں ۔

پیغمبر لوگوں میں سے عالم اور معصوم ہوتے ہیں اللہ کے پیغام کو پہنچاتے ہیں اور ان کی راہنمائی کرتے ہیں اور اللہ کی طرف اور دائمی سعادت کی طرف راہنمائی کرتے ہیں ،

غور کیجئے اور جواب دیجئے ۔

(۱) —— راہنما کے لئے کون سی صفات ہونی چاہئیں ؟

(۲) خدا کسے، انسان کی راہنمائی کے لئے انتخاب کرتا ہے؟

(۳) پیغمبر میں کون سی صفات ہونی چاہیئے؟

(۴) خداوند عالم کیسے انسانوں کو پیغام پہنچانے کے لئے انتخاب کرتا ہے؟

(۵) پیغمبر کیوں گناہ سے آلودہ نہیں ہوتے اور گناہوں سے دور رہتے ہیں؟

(۶) یہ فہم اور فراست پیغمبروں کو کس نے عطا کی ہے؟

(۷) یہ علم و فراست کیسے پیغمبروں کے لئے عصمت کا موجب ہو جاتی ہے؟

(۸) دین کا کامل نمونہ کا کیا مطلب ہے؟

(۹) دین کا کامل نمونہ کون انسان ہے

(۱۰) جو شخص گناہ سے آلودہ ہو جاتا ہے کیا وہ دین کا کامل نمونہ ہو سکتا ہے؟

(۱۱) کب پیغمبر گفتار اور رفتار میں لوگوں کے لئے کامل نمونہ بن سکتا ہے؟

(۱۲) اگر پیغمبر غلطی اور نسیان کرتا ہو تو کیا لوگ اس پر پورا اعتماد کر سکتے ہیں؟

(۱۳) معصوم کسے کہتے ہیں؟

ساتواں سبق

اسے کیسے پہچانتے ہیں اور اس سے کیا چاہتے ہیں

آپ کے دوست محمود کا بیگ آپ کے گھر میں ہے ایک شخص کہتا ہے کہ میں محمود کی طرف سے آیا ہوں اور اس نے مجھے بھیجا ہے تاکہ اس کا بیگ آپ سے لے لوں اگر آپ اس انسان کو نہ جانتے ہوں تو اس صورت میں آپ کیا کریں گے فورًا اعتماد کر کے اسے بیگ دے دیں گے ؟ یا اسے کیسے پہچانیں گے ؟ کیا معلوم کریں گے کہ واقعًا اس کو محمود نے آپ کے پاس بھیجا ہے کیا اس کے پہچاننے کے لئے آپ اس سے خاص علامت کا مطالبہ نہیں کریں گے ؟ یقینًا آپ اس سے کہیں گے کہ نشانی بتلا دو اور بیگ لے جاؤ وہ اگر نشانی بتلائے اور مثلاً کہے کہ محمود نے کہا تھا کہ میرا بیگ مہمان خانے والے کمرہ میں پڑا ہے اور اس کے اندر ایک حساب کی کتاب ہے اور دوسری دینی علوم کی کتاب ایک اس میں آبی رنگ کا پن ہے اور ایک سرخ رنگ کی پنسل اور گھڑی

ہے اگر اس کی یہ نشانیاں اور علامتیں درست ہوئیں تو آپ اسے کیا سمجھیں گے اور کیا کریں گے؟

اگر اس کی نشانیاں ٹھیک ہوئیں تو آپ سمجھیں گے کہ واقعی اسے محمود نے بھیجا ہے اور یہ اس کا معتمد ہے آپ بھی اس پر عمل کریں گے اور اس کا بیگ اسے دے دیں گے اس مثال پر توجہ کرنے کے بعد آپ کہہ سکتے ہیں کہ پیغمبر کو کیسے پہچانا جائے پیغمبر بھی خدا کا بھیجا ہوا ہوتا ہے اپنے تعرف کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخصوص نشانیاں اور علامتیں لاتا ہے تاکہ لوگ اسے پہچان جائیں اور اس کی دعوت کو قبول کریں اگر پیغمبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص علامتیں نہ لائیں تو لوگ اسے کیسے پہچانیں گے؟ کس طرح جانیں گے کہ واقعی خدا کا پیغمبر اور اسی کا بھیجا ہوا ہے اگر خدا مخصوص علامتیں جو معجزے کے نام سے موسوم ہیں پیغمبروں کے اختیار میں نہ دے تو لوگ اسے کس طرح پہچانیں گے؟ اور کس طرح سمجھیں گے کہ ان کا خدا کے ساتھ خاص ربط ہے؟ اور کس طرح ان پر اعتماد کر سکیں گے کس طرح ان کی دعوت کو قبول کریں گے؟ پیغمبری کی مخصوص علامت اور نشانی کا نام معجزہ ہے یعنی ایسا کام انجام دینا کہ جس کے بجالانے سے عام لوگ عاجز ہوں اور اسے نہ کر سکیں۔ وہ کام خدا اور اس کے مخصوص بھیجے ہوئے انسان کے سوا اور کوئی اس طرح انجام نہ دے سکے جب دعوی کرے کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں اور خدا سے خاص ربط رکھتا ہوں اور پھر معجزہ بھی لے آیا ہوں تو حق طلب انسان سمجھ جائے گا کہ وہ واقعی پیغمبر اور خدا کا بھیجا ہوا ہے اور خدا سے خاص ربط رکھتا ہے امین ہے اور اللہ کا مورد اعتماد ہے حق طلب

لوگ بھی اس پر اعتماد کریں گے اور اس کی دعوت اور حکم کو قبول کر لیں گے اور کہیں گے چونکہ یہ وہ کام کرتا ہے جو صرف خدا کر سکتا ہے یعنی اس کے پاس معجزہ ہے لہذا واقعی پیغمبر ہے اور خدا کے ساتھ خاص ربط رکھتا ہے آگاہ اور حق طلب لوگ پیغمبروں کو معجزہ کی وجہ سے پہچانتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ یہ خدا کے بھیجے ہوئے ہیں ۔

●

آٹھواں سبق

رسالت کی نشانیاں

آپ پڑھ چکے ہوں گے کہ پیغمبروں کے معجزات کیسے ہوتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہوں گے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے ہاتھ کو گریبان میں لے جاتے اور جب اسے باہر نکالتے تو وہ ایک خوبصورت ستارے کی طرح چمکتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اللہ کے حکم سے ایک زبردست سانپ بن جاتا اور اسی عصا نے اللہ کے حکم سے دریا کے پانی کو اسی طرح چیر دیا کہ اس کی زمین ظاہر ہو گئی۔

خداوند عالم نے ان کا اور دیگر کئی ایک معجزات کا ذکر قرآن میں کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے کہ مادر زاد اندھوں کو اللہ کے حکم سے بغیر کوئی دوا استعمال کئے شفا دے دیتے تھے۔

مردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کرتے تھے مٹی سے پرندے

کی صورت بناتے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس میں پھونک مارتے تو اس میں روح آجاتی تھی اور وہ پرندہ ہوجاتا تھا، اور اڑ جاتا تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسرار سے واقف تھے مثلاً جس شخص نے گھر میں کوئی چیز کھائی ہو یا اس نے گھر میں کوئی چیز چھپا کر رکھی ہو تو آپ اس کی خبر دیتے تھے آپ جب گہوارے میں تھے تو لوگوں سے باتیں کرتے تھے نمرود کی جلائی ہوئی آگ اللہ کے اذن اور حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے سرد ہو گئی اور آپ سالم رہے اور کوئی حرارت آتش آپ کو نہ پہنچی ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے بھی بے شمار معجزے تھے آپ کے معجزات میں سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے آگے چل کر پیغمبر اسلامؐ کے معجزات کے بارے میں بیان کیا جائے گا

اب ہم یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ معجزہ کس طرح اور کس کی قدرت سے انجام پاتا ہے

اللہ تعالیٰ اپنی بے پناہ قدرت سے جو کام انجام دینا چاہئے بجا لاسکتا ہے خدا کے سوا، کون ہے جو خشک لکڑی کو سانپ بنادے۔ خدا کے سوا کون ہے جو ایک اشارے سے دریا چیر دے۔ خدا کے سوا، کون ہے جو مادرزاد اندھے کو شفا دے دے اور وہ بینا ہوجائے۔ خدا کے سوا کون ہے جو ایک بے جان مجسمہ کو زندہ کردے اور اس کو پر و بال آنکھ اور کان عطا کردے خدا کے سوا کون ہے جو غیب سے مطلع ہوسکتا ہے پیغمبر اس قدرت اور طاقت کے ذریعے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عنایت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ کے اذن سے ایسے کام انجام دیتے ہیں تاکہ حق طلب لوگ ان امور کے

دیکھنے اور مشاہدہ کرنے سے سمجھ جائیں کہ ان کا تعلق اور خاص ربط خدا سے ہے اور اسی کے چنے ہوئے ہیں اور اسی کی طرف سے پیغام لائے ہیں. اس قسم کے کاموں کو معجزہ کہا جاتا ہے معجزہ ایسا کام ہے کہ جسے خدا کے علاوہ یا اس کے خاص بھیجے ہوئے بندوں کے علاوہ کوئی بھی انجام نہیں دے سکتا جب خدا کسی کو پیغمبر بنا کر بھیجتا ہے تو کوئی نشانی اور معجزہ اسے دے دیتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ پہچانا جائے اگر پیغمبر اللہ تعالی کی طرف سے واضح نشانی نہ لائیں تو لوگ انہیں کس طرح پہچانیں اور کس طرح جانیں کہ واقعی یہ خدا کا پیغمبر ہے

سوالات

١- کیا پیغمبر کے پہچاننے کے لئے کسی خاص نشانی کی ضرورت ہے اور کیوں؟

٢- پیغمبر کی نشانی کا کیا نام ہے؟

٣- حق طلب لوگ کس ذریعہ سے پیغمبر کو پہچانتے ہیں؟

٤- معجزہ کسے کہا جاتا ہے؟

٥- مشاہدۂ معجزہ کے بعد کس طرح سمجھا جاتا ہے کہ اس کے لانے والے اللہ تعالی کے پیغمبر ہیں؟

٦- معجزہ کس کی قدرت سے انجام پاتا ہے؟

٧- پیغمبروں کو یہ قدرت کون عنایت کرتا ہے؟

نواں سبق

نوجوان بت شکن

حضرت ابراہیم علیہ السلام جس دن کے انتظار میں تھے وہ دن آپہنچا کلہاڑا اٹھا کر بت خانہ کی طرف روانہ ہوئے اور مصمم ارادہ کر لیا کہ تمام بتوں کو توڑ ڈالیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم تھا کہ یہ کام بہت خطرناک ہے اور انہیں علم تھا کہ اگر انہیں بت توڑتے دیکھ لیں یا بت توڑنے کی آواز سن لیں تو اس وقت لوگ ان پر ہجوم کریں گے اور انہیں ختم کر دیں گے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام وقت شناس تھے اور جانتے تھے کہ کون سا وقت بت توڑنے کے لئے منتخب کریں لہٰذا جس دن شہر کے تمام لوگ عید منانے کے لئے بیابان میں جانے لگے تو انہوں نے چاہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی اپنے ساتھ لے جائیں لیکن آپ ان کے ساتھ نہ گئے اور کہا کہ میں مریض ہوں لہٰذا شہر ہی میں رہوں گا۔

جب تمام لوگ بیابان کی طرف جا چکے تو حضرت ابراہیمؑ ایک تیز کلھاڑے کو لے کر بت خانہ کی طرف گئے اور آہستہ سے اس میں داخل ہوئے وہاں کوئی بھی موجود نہ تھا بت اور چھوٹے بڑے مختلف اشکال کے مجسمے بت خانہ میں رکھے ہوئے تھے جاہل لوگوں نے ان کے سامنے غذا رکھی ہوئی تھی تاکہ بتوں کی نذر کی ہوئی غذا بابرکت ہو جائے اور جب وہ بیابان سے واپس آئیں تو اس غذا کو کھائیں تاکہ بیمار نہ ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک نگاہ بتوں پر ڈالی اور جاہل لوگوں کی اس حالت پر افسوس کیا اور اپنے آپ سے کہا کہ یہ لوگ کس قدر نادان ہیں کہ پتھر اور لکڑی سے بت بناتے ہیں اور پھر جنہیں انہوں نے خود بنایا ہے اس کی پرستش کرتے ہیں اس کے بعد آپ نے بتوں کی طرف نگاہ کی اور فرمایا کہ کیوں غذا نہیں کھاتے؟ کیوں کلام نہیں کرتے؟ یہ جملہ کہا اور طاقتور ہاتھ سے کلہاڑا اٹھایا اور بتوں کی طرف گئے اور جلدی جلدی بتوں کو زمین پر گرانا شروع کیا صرف ایک بڑے بت کو باقی رہنے دیا اور کلہاڑے کو اس کے کندھے پر ڈال کر بت خانہ سے باہر نکل آئے غروب آفتاب کے قریب لوگ بیابان سے واپس آئے اور بت خانے کی طرف گئے پہلے تو وحشت زدہ مبہوت اور متحیر کھڑے بتوں کو دیکھتے رہے اس کے بعد بے اختیار چیخے روئے اور اشک بہائے اور ایک دوسرے سے پوچھتے کہ کس نے ان بتوں کو توڑا ہے؟ کس نے اتنا بڑا گناہ کیا ہے؟ بت غضب ناک ہوں گے اور ہماری زندگی بدنصیبی سے ہم کنار کر دیں گے بت خانہ کے پجاری نے یہ تمام رپورٹ نمرود تک پہنچائی نمرود غضب

ناک ہوا اور حکم دیا کہ اس واقعہ کی تحقیق کی جائے اور مجرم کو پکڑا جائے۔۔ حکومت کے عملے نے تحقیق و تفتیش کی اور خبر دی کہ ایک نوجوان جس کا نام ابراہیم ہے ایک زمانے سے بتوں کی بے حرمتی کی جسارت کرتا رہا ہے ممکن ہے کہ یہ بھی اسی نے کیا ہو اور وہی مجرم اور گناہ گار ہو نمرود نے حکم دیا کہ اسے پکڑا جائے جناب ابراہیم علیہ السلام پکڑ کر نمرود کی عدالت میں لائے گئے

حضرت ابراہیمؑ نمرود کی عدالت میں

عدالت لگائی گئی جج اور دوسرے ارکان اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عدالت میں لایا گیا۔ جج اٹھا اور کہا کہ ہم سب کو معلوم ہے کہ تہوار کے دن بڑے بت خانہ کے بت توڑ دیئے گئے ہیں اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر کہا! اے ابراہیمؑ تمہیں اس واقعہ کے متعلق کیا علم ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک گہری نگاہ اس کی طرف کی اور کہا کہ یہ سوال مجھ سے کیوں کر رہے ہو۔ جج نے کہا کہ میں یہ کس سے پوچھوں ابراہیم علیہ السلام نے بڑے ٹھنڈے انداز میں فرمایا کہ بتوں سے پوچھو؟ جج نے تعجب سے کہا! کہ بتوں سے پوچھوں؟ ٹوٹے ہوئے بت تو جواب نہیں دیتے؟ ابراہیم علیہ السلام نے جج کی بات کو سنا اور تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ دیکھو کہ بتوں کو کس چیز سے توڑا گیا ہے

جج کو غصہ آیا اور اپنی جگہ سے اٹھا اور غصہ کے عالم میں کہا کہ بتوں کو کلہاڑے سے توڑا گیا ہے لیکن اس کا کیا فائدہ ہم تو چاہتے ہیں کہ معلوم کریں کہ بتوں کو کسنے توڑا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آرام و سکون سے فرمایا کہ سمجھنا چاہتے ہو کہ کسنے بتوں کو کلہاڑے سے توڑا ہے دیکھو کہ کلہاڑا کس کے ہاتھ میں ہے اور کس کے کندھے پر ہے؟ جج نے کہا کہ کلہاڑا تو بڑے بت کے کندھے پر ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بات کو کاٹتے ہوئے فرمایا کہ جتنا جلدی ہو سکے بڑے بت کو عدالت میں حاضر کرو کیونکہ وہ خود تو ٹوٹا نہیں ہے۔ جج غصہ میں آ کر کہنے لگا اے ابراہیم کیا کہہ رہے ہو کتنے نادان ہو؟ بت تو بات نہیں کرتے نہ ہی کوئی چیز سنتے ہیں؟ پتھر سے تو کوئی تحقیق نہیں کی جا سکتی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اس نتیجے کے منتظر تھے۔ کہا کہ تم نے اعتراف کر لیا ہے کہ بت بات نہیں کرتے اور نہ کوئی چیز سنتے ہیں پس کیوں ایسے نادان اور کمزور بتوں کی پرستش کرتے ہو؟ جج کے پاس حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس بات کا کوئی جواب نہ تھا تھوڑا سا صبر کیا اور کہا کہ اب ان باتوں کا وقت نہیں بہر حال بت توڑے گئے ہیں اور ہم تمہیں اس کا مجرم سمجھتے ہیں کیونکہ تم اس سے پہلے بھی بتوں کی بے حرمتی کی جسارت کرتے رہتے تھے لہٰذا تمہارا مجرم ہونا عدالت کے لئے ثابت ہے؟ سزا کے لئے تیار ہو جاؤ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک پر اسرار نگاہ جج کی طرف ڈالی اور فرمایا کہ تم میرے خلاف کوئی دلیل نہیں رکھتے میں بھی تمہاری سزا سے

خوف زدہ نہیں ہوں ۔ خدائے قدیر میرا محافظ ہے میری نگاہ میں جس نے بھی بت توڑے ہیں وہ تمہارا خیر خواہ تھا اور اس نے اچھا کام انجام دیا ہے وہ چاہتا تھا کہ تمہیں سمجھائے کہ بت اس لائق نہیں کہ ان کی پرستش کی جائے اور میں بھی تمہیں واضح طور پر کہہ رہا ہوں کہ میں بت پرست نہیں ہوں اور بتوں کے ساتھ عقیدہ نہیں رکھتا اور بت پرستی کو اچھا کام نہیں جانتا میں ایک خدا کی پرستش کرتا ہوں وہ ایک خدا جو مہربان ہے اور جس نے زمین اور آسمان اور تمام جہان اور اس میں موجود ہر چیز کو خلق کیا ہے اور وہی اسے منظم کرتا ہے تمام کام اس کے ہاتھ میں ہیں۔ خدا کے سوا، کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں میں اس کے حکم کو مانتا ہوں اور صرف اس کی عبادت کرتا ہوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گفتگو بعض سامعین پر اثر انداز ہوئی انہوں نے کہا کہ حق حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ ہے ہم ضلالت و گمراہی میں تھے ۔ اس طرح حضرت ابراہیمؑ نے ایک عام مجلس میں لوگوں کے سامنے اپنا مدعیٰ بیان کیا ۔ جج باوجود یکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلاف کوئی دلیل نہیں رکھتا تھا اس نے ابراہیم علیہ السلام کے خلاف حکم دیا کہ ابراہیم (ع) نے ہمارے بتوں کی بے حرمتی کی ہے اور بتوں کو توڑا ہے بتوں کو توڑنے کے جرم میں انہیں آگ میں ڈالیں گے اور ان کو جلا دیں گے تاکہ راکھ ہو جائیں اور ان کا اور ان کے ہاتھوں کا کہ جنہوں نے بت توڑے ہیں نشان تک باقی نہ رہے اس نے یہ فیصلہ لکھا اور اس پر دستخط کئے اور اس حکم کے اجراء کو شہر کے بڑے پجاری کے سپرد کر دیا۔

حضرت ابراہیمؑ اور آتش نمرود

شہر کے بڑے پجاری نے نمرود کی عدالت کے جج کا حکم پڑھا اور کہا! کہ ابراہیمؑ نے ہمارے بتوں کی بے حرمتی کی ہے بتوں کو توڑا ہے اسے بتوں کے توڑنے کے جرم میں آگ میں ڈالیں گے اور جلادیں گے اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منہ موڑا اور کہا ہم تھوڑی دیر بعد تمہیں بتوں کے توڑنے کے جرم میں آگ میں ڈالیں گے اس آخری وقت میں اگر کوئی وصیت ہو تو کہو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے نورانی چہرے کے ساتھ بہت ہی سکون و آرام سے بلند آواز میں فرمایا۔

لوگو! میری نصیحت اور وصیت یہ ہے کہ ایک خدا پر ایمان لاؤ اور بت پرستی چھوڑ دو ۔ ظالموں اور طاقتوروں کی اطاعت نہ کرو صرف خدا کی پرستش کرو اس کے فرمان کو قبول کرو بڑے پجاری نے حضرت ابراہیمؑ کی بات کاٹ دی اور بہت غصّہ کے عالم میں کہنے لگا۔

اے ابراہیم تم اب بھی ان باتوں سے دست بردار نہیں ہوتے ابھی تم جلا دئیے جاؤ گے ۔ اس کے بعد حکم دیا کہ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلامؑ کو آگ میں پھینک دو!

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینک دیا گیا جاہلوں نے

نعرہ لگایا بت زندہ باد۔ ابراہیم (ع)، بت شکن مردہ باد۔ حضرت ابراہیمؑ کہ جن کا دل عشق الٰہی سے پر تھا آسمان اور زمین کے وسط میں دعا کرتے تھے اور فرماتے تھے اے میرے واحد پروردگار۔ اے مہربان پروردگار اے میری پناہ، اے وہ ذات کہ جس کا کوئی فرزند نہیں اور تو کسی کا فرزند نہیں، اے بے مثل خدا میں فتح اور کامرانی کے لئے تجھ سے مدد چاہتا ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اس طریقہ سے آگ میں ڈالے گئے اور بڑے پجاری نے لوگوں سے کہا! اے بابل کے شہریوں! دیکھا ہم نے کس طرح حضرت ابراہیم (ع) کو جلا دیا تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ بت محترم ہیں اور ہر ایک کو بتوں کی پرستش کرنی چاہیئے اور نمرود کے حکم کی اطاعت کرنی چاہیئے

اب نمرود کے حکم سے آگ کے بلند شعلے ابراہیم علیہ السلام کو راکھ کر دیں گے لیکن اسے علم نہ تھا کہ اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مدد کی اور نمرود کی آگ اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیمؑ پر ٹھنڈی ہو گئی اور ان کے لئے سلامتی کا گہوارہ بن گئی کافی وقت گذر گیا لوگوں نے حیرت کے عالم میں ایک طرف اشارہ کیا اور کہا کہ حضرت ابراہیمؑ آگ میں چل پھر رہے ہیں انہیں آگ نے نہیں جلایا۔ ابراہیم علیہ السلام زندہ باد بڑا پجاری متحیر ادھر ادھر دوڑتا تھا اور فریاد کرتا تھا اور نمرود بھی غصہ اور تعجب سے فریاد کرتا تھا اور زمین پر پاؤں مارتا تھا۔

حضرت ابراہیمؑ جن کا دل ایمان سے پر تھا آہستہ آہستہ نیم جلی

لکڑیوں اور آگ کے معمولی شعلوں پر پاؤں رکھتے ہوئے باہر آرہے تھے لوگ تعجب اور وحشت کے عالم میں آپ کی طرف دوڑے اور آپ کو دیکھنے لگے حضرت ابراہیم علیہ السلام کافی دیر چپ کھڑے رہے اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر ان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا تم نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کو دیکھا اور اس کے ارادے کا مشاہدہ کیا اب سمجھ لو کہ کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے مقابلہ نہیں کر سکتا کوئی بھی ارادہ سوائے ذات الٰہی کے ارادے کے غالب اور فتح یاب نہیں ہو سکتا ضعیف اور نادان بتوں کی عبادت سے ہاتھ اٹھا لو بت نہ پوجو صرف خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرو "

غور کیجئے اور جواب دیجئے۔

(۱) ——— حضرت ابراہیمؑ لوگوں کے ساتھ بیابان کیوں نہ گئے تھے؟

(۲) ——— بتوں کو کیوں توڑا تھا اور بڑے بت کو سالم کیوں رہنے دیا تھا

(۳) ——— حضرت ابراہیمؑ نے کسطرح ثابت کیا تھا کہ بت قابل پرستش نہیں ہیں؟

(۴) ——— حضرت ابراہیمؑ نے نمرود کی عدالت میں کس طرح بت پرستوں کو مغلوب کیا؟

(۵) ——— حضرت ابراہیمؑ کی آخری بات نمرود کی عدالت میں کیا تھی

(۶) ——— حضرت ابراہیمؑ کی نصیحت کیا تھی؟

(۷) حضرت ابراہیمؑ بت توڑنے اور عدالت میں گفتگو کرنے کی کیا غرض تھی اور اس سے کیا نتیجہ لیا؟

(۸) حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں انہوں نے کیوں ڈالا اور کیا وہ اپنی غرض کو پہنچے؟

(۹) جب حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں پھینکا گیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے کیا کہا؟

(۱۰) جب آپ آگ سے باہر نکلے تو لوگوں سے کیا پوچھا اور ان سے کیا فرمایا؟

(۱۱) کیا صرف حضرت ابراہیمؑ کا مقصد تھا کہ نمرود اور بت پرستی کا مقابلہ کریں؟ یا ہر آگاہ انسان کا یہی مقصد حیات ہے؟

(۱۲) کیا آپ بھی حضرت ابراہیمؑ کی طرح بت پرستی کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں؟

(۱۳) کیا ہمارے زمانے میں بت پرستوں کا وجود ہے اور کس طرح؟

(۱۴) حضرت ابراہیمؑ کی داستاں سے کیا درس آپ نے حاصل کیا ہے؟ اور کس طرح آپ اسے عملی طور سے انجام دیں گے اور اس بزرگ پیغمبر کے کردار پر کیسے عمل کریں گے؟

دسواں سبق

حضرت موسیٰ ؑ خدا کے پیغمبر تھے

پہلے زمانے میں ایک ظالم انسان مصر پر حکومت کرتا تھا کہ جسے فرعون کہا جاتا ہے فرعون ایک خود پسند اور مغرور انسان تھا لوگوں سے جھوٹ کہتا تھا کہ میں تمہارا بڑا خدا اور پروردگار ہوں تمہاری زندگی اور موت میرے ہاتھ میں ہے مصر کی وسیع زمین اور یہ نہریں سب میری ہیں تم بغیر سوچے سمجھے اور بغیر چوں و چرا کئے میری اطاعت کرو۔ مصر کے نادان لوگ اس کے محکوم تھے اور اس کے حکم کو بغیر چوں و چرا کے قبول کرتے تھے اور اس کے سامنے زمین پر گرتے تھے صرف حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد جو مصر میں رہتی تھی اور خدا پرست تھی فرعون کے سامنے زمین پر نہیں گرتی تھی یعنی اسے سجدہ نہیں کرتی تھی اسی لئے فرعون انہیں بہت سخت کاموں پر مامور کرتا اور یعقوب کی اولاد

مجبور تھی کہ بغیر کوئی مزدوری لئے فرعون اور فرعونیوں کے لئے زراعت کریں، کام کریں ان کے بہترین محل بنائیں لیکن اس تمام محنت اور کام کرنے کے باوجود بھی فرعون ان پر رحم نہیں کیا کرتا تھا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹتا اور پھانسی پر لٹکاتا تھا ایسے زمانے میں خداوندعالم نے حضرت موسیٰؑ کو پیغمبری کے لئے چنا۔ خداوندعالم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام کرتا تھا اور جناب موسیٰؑ اللہ تعالیٰ کا کلام سنتے تھے اے موسیٰؑ میں نے تمہیں لوگوں میں سے پیغام پہنچانے کے لئے چنا ہے میری بات کو سنو! میں تیرا پروردگار ہوں، میرے سوا کوئی اور خدا نہیں، نماز پڑھو اور مجھے اپنی نماز میں یاد کرو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جب موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا یہ کیا ہے جو تو نے ہاتھ میں لے رکھا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں کہا یہ میرا عصا ہے جب تھک جاتا ہوں اس کا سہارا لے کر آرام کرتا ہوں بھیڑ بکریوں کو ہانکتا ہوں اور دوسرے فوائد بھی میرے اس میں موجود ہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اسے اپنے ہاتھ سے پھینکو! حضرت موسیٰ نے اپنے عصا کو زمین پر ڈالا بہت زیادہ تعجب سے دیکھا کہ عصا ایک بپھرا ہوا سانپ بن گیا ہے اور منہ کھول رکھا ہے اور آگے بڑھ رہا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام ڈرے اللہ کا حکم ہوا کہ اسے پکڑو اور نہ ڈرو، ہم اسے اپنی پہلی حالت میں لوٹا دیں گے اور پھر یہ عصا بن جائے گا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور اسے پکڑا وہ دوبارہ عصا بن گیا خداوندعالم نے حکم دیا اے موسیٰؑ اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان میں ڈالو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ گریبان

میں ڈالا اور جب اسے باہر نکالا تو آپ کا ہاتھ ایک انڈے کی طرح سفید تھا اور چمک رہا تھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اے موسیٰ ان دو نشانیوں اور گواہوں سے (یعنی ان دو معجزوں کے ساتھ) فرعون کی طرف جاؤ اور اسے دعوت دو کیوں کہ وہ بہت مغرور اور سرکش ہوگیا ہے پہلے اسے نرمی اور ملائمت کے ساتھ دعوت دینا شاید نصیحت قبول کر لے یا ہمارے عذاب سے ڈر جائے اگر کوئی نشانی یا معجزہ طلب کرے تو اپنے عصا کو زمین پر ڈالو اور اپنے ہاتھ کو گریبان میں ڈال کر اسے دکھلاؤ۔

حضرت موسیٰؑ فرعون کے قصر میں

فرعون اور اہلیان مصر قصر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت موسیٰؑ وارد ہوئے فرعون جناب موسیٰ علیہ السلام کو پہلے سے پہچانتا تھا ان کی طرف تھوڑی دیر متوجہ رہا پھر پوچھا کہ تم موسیٰؑ ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہاں: میں موسیٰ ہوں میں خدا کی طرف سے آیا ہوں تاکہ تمہیں ہدایت کروں میں خدا کا پیغمبر ہوں، میں اللہ کا رسول ہوں، اللہ پر ایمان لے آؤ خود خواہی اور سرکشی کو ترک کرو! اللہ تعالیٰ کے فرمان کی اطاعت کرو تاکہ سعادتمند بن جاؤ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ بنی اسرائیل کو ذلت و خواری سے نجات دلاؤں۔

فرعون نے غصہ اور تکبّر سے کہا اے موسیٰ آخر تمہارا خدا کون ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا خدا وہ ہے جس نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا ہے تجھے اور تیرے باپ دادا کو پیدا کیا ہے تمام موجودات کو پیدا کیا ہے وہی سب کو روزی دینے والا اور ہدایت کرنے والا ہے فرعون حضرت موسیٰؑ کی بات کو اچھی طرح سمجھتا تھا اپنے آپ کو نادانی میں ڈالا بجائے اس کے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیتا قصر میں بیٹھے لوگوں کی طرف رخ کر کے کہا۔

کیا مصر کی بڑی سلطنت میری نہیں، کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں کیا تمہاری زندگی اور موت میرے ہاتھ میں نہیں کیا میں تمہیں روزی دینے والا نہیں ہوں اپنے سوا تمہارے لئے میں کوئی پروردگار نہیں جانتا ہمیں حضرت موسیٰ کے خدا کی کیا ضرورت ہے؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بڑے اطمینان سے کہا اے لوگو تم اس دنیا کے بعد ایک اور دنیا کی طرف جاؤ گے وہاں ایک اور زندگی ہے تمہیں چاہیے کہ ایسے کام کرو کہ جس سے آخرت میں بھی سعادتمند رہو اللہ تعالیٰ کے علاوہ آخرت اور اس دنیا کی بدبختی اور سعادت کے اسباب کو کوئی نہیں جانتا وہ دنیا اور آخرت کا پیدا کرنے والا ہے میں اسی کی طرف سے آیا ہوں اور اسی کا پیغام لایا ہوں، میں اللہ کا رسول ہوں میں اسی لئے آیا ہوں تاکہ تمہیں زندگی کا بہترین دستور دوں اور تم دنیا و آخرت میں اچھی زندگی بسر کرو اور سعادتمند ہو جاؤ۔

فرعون نے بے اعتنائی اور تکبّر سے کہا۔ کیا تم اپنی پیغمبری پر کوئی

گواہ بھی رکھتے ہو کوئی معجزہ ہے تمہارے پاس؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہاں اس وقت آپ نے اپنا عصا فرعون کے سامنے ڈالا فرعون اور فرعونیوں نے اچانک اپنے سامنے ایک بپھرا ہوا سانپ دیکھا کہ ان کی طرف آرہا ہے فریاد کرنے لگے حضرت موسیٰ علیہ السلام جھکے اور اس بپھرے ہوئے سانپ کو پکڑ لیا اور وہ دوبارہ عصا ہوگیا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے انہوں نے مہلت مانگی۔

آخری فیصلہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت کوشش کے باوجود فرعون اور فرعونیوں کے ایمان لانے سے ناامید ہو گئے اور اللہ کے حکم سے آخری فیصلہ کیا کہ جیسے بھی ہو بنی اسرائیل کو فرعون اور فرعونیوں کے ظلم و ستم سے نجات دلائیں اور پھر بنی اسرائیل کو خفیہ طور پر حکم دیا کہ اپنے اموال کو جمع کریں اور بھاگ جائیں بنی اسرائیل ایک تاریک رات میں حضرت موسیٰؑ کے ساتھ مصر سے بھاگ گئے صبح اس کی خبر فرعون کو ملی وہ غضبناک ہوا اور ایک بہت بڑا لشکر بنی اسرائیل کے پیچھے بھیجا تاکہ انہیں گرفتار کر کے تمام کو قتل اور نیست و نابود کر دے بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم سے ایک راستہ اختیار کیا اور جلدی سے آگے بڑھنے لگے چلتے چلتے دریا تک پہنچ گئے جب انہوں نے راستہ بند

دیکھا کہ آگے دریا ہے اور پیچھے فرعون کا لشکر، تو بہت پریشان ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اعتراض کرنے لگے ہمیں کیوں اس دن کے لئے لے آئے ہو کیوں ہمیں مصر سے باہر نکالا ہے ابھی فرعون کا لشکر پہنچ جائے گا اور ہمیں قتل کر دے گا چوں کہ حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر مکمل یقین تھا اس لئے فرمایا ہمیں کوئی قتل نہیں کرے گا خدا ہمارے ساتھ ہے ہماری رہنمائی کرے گا اور نجات دے گا۔

فرعون کا لشکر بہت نزدیک پہنچ گیا تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی کی کہ اے موسیٰؑ اپنے عصا کو دریا پر مارو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنا عصا بلند کیا اور پانی پر مارا اللہ کے حکم سے پانی دو پاٹ ہو گیا اور دریا کی تہہ ظاہر ہو گئی بنی اسرائیل خوشی خوشی دریا میں داخل ہو گئے اور اس کی تھوڑی دیر بعد فرعون اور اس کا لشکر بھی آ پہنچا بہت زیادہ تعجب سے دیکھا کہ اولادِ یعقوب زمین پر جا رہی ہے تھوڑی دیر دریا کے کنارے ٹھہرے اور اس عجیب منظر کو دیکھتے رہے پھر وہ بھی دریا میں داخل ہو گئے۔

جب بنی اسرائیل کا آخری فرد دریا سے نکل رہا تھا تو فرعون کی فوج دریا میں داخل ہو چکی تھی دونوں طرف کا پانی بہت مہیب آواز سے ایک دوسرے پر پڑا اور فرعون اور اس کے پیروکار دریا میں ڈوب گئے اور دریا نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق تمام سرکشی اور ظلم کا خاتمہ کر دیا وہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹ گئے تاکہ آخرت میں اپنے ظلم وستم کی سزا پائیں اور اپنے برے اعمال کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کر

دیئے جائیں ــ ظالموں کا انجام یہی ہوتا ہے "
حضرت موسیٰؑ اور تمام پیغمبر خدا کی طرف سے آئے ہیں تاکہ لوگوں کو خدائے وحدہٗ لاشریک کی طرف دعوت دیں اور آخرت سے آگاہ کریں پیغمبر لوگوں کی آزادی اور عدالت کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور ظلم وستم کا مقابلہ کرتے ہیں

سوالات

(۱) ــــــ حضرت موسیٰؑ کا آخری فیصلہ کیا تھا؟

(۲) ــــــ اولاد یعقوب نے کیوں حضرت موسیٰؑ پر اعتراض کیا تھا اور کیا کہا تھا؟ اور کیا ان کا اعتراض درست تھا؟

(۳) ــــــ کیا حضرت موسیٰؑ بھی اولاد یعقوب کی طرح پریشان ہوئے تھے؟

(۴) ــــــ حضرت موسیٰؑ نے اولاد یعقوبؑ کے اعتراض کے جواب میں کیا کہا تھا؟

(۵) ــــــ سمندر کس کے ارادے اور کس کی قدرت سے دو پاٹ ہوگیا تھا اور کس کے حکم اور قدرت سے دوبارہ مل گیا تھا دنیا کا مالک اور اس کا انتظام کس کے ہاتھ میں ہے؟

(۶) ــــــ فرعون اور اس کے پیروکار کس کی طرف گئے اور آخرت میں کس طرح زندگی بسر کریں گے؟

(۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دوسرے پیغمبروں کی غرض اور ہدف کیا تھا؟

(۸) اس غرض اور ہدف پر آپ کس طرح عمل کریں گے؟

گیارہواں سبق

پیغمبر اسلامؐ قریش کے قافلے میں

حضرت محمد مصطفیٰؐ آٹھ سال کے بچے ہی تھے کہ آپؐ کے دادا جناب عبدالمطلبؑ دنیا سے رخصت ہوگئے جناب عبدالمطلب نے اپنی وفات کے وقت اپنے بیٹے جناب ابوطالبؑ سے وصیت کی کہ پیغمبر اسلامؐ کی حفاظت اور حمایت کریں اور ان سے کہا کہ محمدؐ یتیم ہے یہ اپنے ماں باپ کی نعمت سے محروم ہے اسے تمہارے سپرد کرتا ہوں تاکہ تم اس کی خوب حفاظت اور حمایت کرو اس کا مستقبل روشن ہے اور یہ بہت بڑے مقام پر پہنچے گا

حضرت ابوطالبؑ نے اپنے باپ کی وصیت کو قبول کیا اور پیغمبر اسلامؐ کی سرپرستی اپنے ذمہ لے لی اور مہربان باپ کی طرح آپؐ کی حفاظت کرتے رہے۔ پیغمبر اسلامؐ تقریباً بارہ سال کے تھے کہ

آپ نے چچا جناب ابوطالبؑ کے ساتھ قریش کے تجارتی قافلہ کے ساتھ شام کا سفر کیا یہ سفر بارہ سال کے لڑکے جناب محمد مصطفیٰؐ کے لئے بہت مشکل اور دشوار تھا لیکن قدرتی مناظر پہاڑوں اور بیابانوں کا دیکھنا راستے کی سختی اور سفر کی تھکان کو کم کر رہا تھا آپؐ کے لئے وسیع بیابانوں اور اونچے اونچے شہروں اور دیہاتوں کا دیکھنا لذت بخش تھا۔

کاروان بصرہ شہر کے نزدیک پہنچا وہاں قدیم زمانے سے ایک عبادت گاہ بنائی گئی تھی اور ہمیشہ عیسائی علماء میں سے کوئی ایک عالم اس عبادت گاہ میں عبادت میں مشغول رہتا تھا کیوں کہ حضرت عیسیٰ اور دوسرے سابقہ انبیاء نے آخری پیغمبرؐ کے آنے اور ان کی مخصوص علامتوں اور نشانیوں کی خبر دی تھی اس عبادتگاہ کا نام دیر تھا اس زمانے میں بحیرا نامی پادری اس دیر میں رہتا تھا اور اس میں عبادت کرتا تھا۔

جب قریش کا قافلہ دور سے دکھائی دیا تو بحیرا دیر سے باہر آیا اور ایک تعجب انگیز چیز دیکھی قافلے نے آرام کرنے کے لئے اپنا سامان وہاں اتارا کاروان والوں نے ادھر ادھر آگ جلائی اور کھانا پکانے میں مشغول ہو گئے بحیرا بڑی دقیق نگاہ سے کاروان کے افراد کو دیکھ رہا تھا۔ تعجب انگیز چیز نے اس کی توجہ کو مکمل جذب کر لیا تھا۔ سابقہ روش کے خلاف کہ وہ کبھی بھی کسی قافلے کی پرواہ نہیں کرتا تھا اس دفعہ قافلہ والوں کی دعوت کی جب قافلے والے دیر میں داخل ہو رہے تھے تو وہ ہر ایک کو خوش آمدید کہہ رہا تھا اور غور سے ہر ایک کے چہرے کو دیکھتا تھا کہ گویا کسی گم شدہ کی تلاش میں ہے اچانک بلند آواز سے کہا بیٹا آگے آؤ تاکہ میں

تجھے اچھی طرح دیکھ سکوں، آگے آؤ آگے آؤ، چھوٹے بچے نے اس کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرلیا اسے اپنے سامنے کھڑا کیا اور جھکا اپنا ہاتھ اس کے کندھے پر رکھا اور کافی دیر تک نزدیک سے آپ کے چہرے کو دیکھتا رہا، آپ کا نام پوچھا تو کہا گیا، محمدؐ کافی دیر خاموش کھڑا رہا اور ترچھی آنکھوں سے آپ کو بار بار دیکھتا رہا اس کے بعد بہت احترام سے جناب محمد مصطفیٰؐ کے سامنے بیٹھا اور آپ کا ہاتھ پکڑا اور کئی ایک سوال کئے اچھی طرح تحقیق اور جستجو کی آپ کے چچا سے بات کی اور دوسروں سے بھی کئی ایک سوال کئے، اس نے اپنی گمشدہ چیز کو حاصل کرلیا تھا وہ بہت خوش دکھائی دیتا تھا!

ابوطالبؑ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا یہ بچہ روشن مستقبل رکھتا ہے اور بہت بڑے رتبے پر پہنچے گا یہ بچہ وہی پیغمبر ہے جس کی سابقہ انبیاء نے آنے کی خبر دی ہے میں نے کتابوں میں اس کی نشانیاں پڑھی ہیں اور یہ اللہ کا آخری پیغمبر ہے بہت جلد پیغمبری کے لئے مبعوث ہوگا اور اس کا دین تمام عالم پر پھیل جائے گا اس بچے کی قدر کرنا اور اس کی حفاظت اور نگہداشت میں احتیاط کرنا۔

قافلہ والوں نے آرام کرنے کے بعد اپنے اسباب کو باندھا اور وہ چل پڑے بحیرا دیر کے باہر کھڑا تھا اور جناب محمد مصطفیٰؐ کو دیکھ رہا تھا اور اشک بہا رہا تھا تھوڑی دیر بعد قافلہ آنکھوں سے غائب ہوگیا بحیرا اپنے کمرے میں واپس لوٹا اور اکیلے بیٹھے غور و فکر میں ڈوب گیا۔

سوالات

(۱) جناب ابو طالبؑ کا حضرت محمد مصطفیٰؐ سے کیا رشتہ تھا اور جناب عبد المطلبؑ کے بعد کون سی ذمہ داری انہوں نے سنبھالی تھی؟

(۲) جناب عبد المطلبؑ نے وفات کے وقت اپنے بیٹے ابو طالبؑ سے کیا کہا؟ اور ان سے کیا وصیت کی؟

(۳) بحیرا کس کا منتظر تھا؟ کس شخص کو دیکھنا چاہتا تھا؟ کہاں سے وہ آپؐ کو پہچانتا تھا؟

(۴) بحیرا نے قافلے کی کیوں دعوت کی؟

(۵) بحیرا پیغمبر اسلامؐ کو کیوں دوست رکھتا تھا جب وہ تنہا ہوا تو کیا فکر کر رہا تھا؟

بارہواں سبق

مظلوموں کی حمایت کا معاہدہ

ایک دن قریش کے سردار مسجد الحرام میں اکٹھے تھے اتنے میں ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا اور فریاد کی اے لوگو اے جوانو، اے سردارو، تمام چپ ہو گئے تاکہ اس مسافر کی بات کو اچھی طرح سن سکیں اس نے کہا۔ اے مکہ کے لوگو! کیا تم میں کوئی جواں مرد نہیں ؟ کیوں میری فریاد کو کوئی بھی نہیں آتا ؟ کیوں کوئی میری مدد نہیں کرتا ۔

میں دور سے تمہارے شہر میں جنس لایا ہوں تاکہ اسے فروخت کر کے اس کے پیسے سے اپنے خاندان کی زندگی کے وسائل اور خوراک مہیا کروں میری اولاد میرے انتظار میں ہے تاکہ ان کے لئے لباس اور خوراک لے جاؤں کل تمہارے سرداروں میں سے ایک کی اولاد نے مجھ سے جنس خریدی میں نے جنس اس کے گھر لے جا کر اس کی تحویل میں دی

جب جنس کے پیسے کا مطالبہ کیا تو اس نے جواب دیا چپ رہو اور بات نہ کرو۔

میں اس شہر کے سرداروں میں سے ہوں اگر تو چاہتا ہے کہ اس شہر میں آمد و رفت رکھے اور امن سے رہے تو مجھ سے اس کے پیسے نہ لے میں نے جب اصرار کیا تو اس نے مجھے گالیاں دیں اور مارا پیٹا کیا یہ درست ہے کہ طاقتور کمزوروں کا حق پائمال کرے۔ کیا یہ درست ہے کہ ایک طاقتور آدمی میری محنت کی حاصل کردہ کمائی کو لے لے اور میری اولاد کو بھوکا رکھے میری فریاد رسی کوئی نہیں کرتا؟

کسی میں جرأت نہ تھی کہ اس مسافر کی مدد کر سکے کیونکہ طاقتور اسے بھی مارتے پیٹتے تھے اور اس زمانے میں مکہ کسی حکومت کے ماتحت بھی نہ تھا بلکہ ہر ایک اپنے قبیلے کی حمایت اور دفاع کیا کرتا تھا لہٰذا مسافروں کی حفاظت کرنے والا کوئی نہ تھا ظالم اور طاقتور ان پر ظلم کرتے اور ان کے حق کو پامال کیا کرتے تھے۔

اس قریش کے اجتماع میں سے پیغمبر اسلامؐ کے چچا زبیر اٹھے اور اس مظلوم کی بات کی حمایت کی اور کہا کہ ہمیں مظلوموں کے لئے کوئی فکر کرنی چاہئے اور ان کی مدد کے لئے کھڑا ہونا چاہیے ہر آدمی اس حالت سے بیزار ہے اور چاہتا ہے کہ کمزور اور بے سہارا لوگوں کی مدد کرے آج عصر کے وقت عبداللہ کے گھر اکٹھے ہوں۔

اس دن وقت عصر لوگوں کا ایک گروہ جو انصاف پسند اور سمجھدار تھے عبداللہ کے گھر اکٹھے ہو گئے انہوں نے طاقتوروں کے ظلم کے

تیرھواں سبق

پیغمبر اسلامؐ کی بعثت

شہر مکّہ کے نزدیک ایک بلند اور خوبصورت پہاڑ ہے جس کا نام حرا ہے حرا میں ایک چھوٹا غار ہے جو اس بلند پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے۔

پیغمبر اسلامؐ اعلان رسالت سے قبل کبھی کبھی اس غار میں جاتے تھے اور اس پر سکون جگہ پر خلوت میں عبادت اور غور و فکر کیا کرتے تھے رات کو غار کے نزدیک ایک چٹان پر کھڑے ہو جاتے اور بہت دیر تک مکّہ کے صاف آسمان اور خوبصورت ستاروں کے جھرمٹ کو دیکھتے رہتے اور اور ان مخلوقات کی عظمت و جلالت کا تماشا کیا کرتے اس کے بعد غار میں جاتے اور اس وسیع کائنات کے خالق کے ساتھ راز و نیاز کیا کرتے تھے اور کہتے تھے پروردگارا! اس وسیع کائنات اور سورج اور خوبصورت ستاروں کو تو نے بلا وجہ پیدا نہیں کیا ان کی خلقت سے کسی غرض و غایت

کو نظر میں رکھا ہے ۔

ایک دن بہت سہانا سحری کا وقت تھا پیغمبر اسلامؐ اس غار میں عبادت کرر ہے تھے کہ پیغمبر کی عظمت کو اپنے تمام کمال کے ساتھ مشاہدہ کیا اللہ کا فرشتہ جبرائیل آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا!

اے محمدؐ! آپؐ اللہ کے پیغمبرؐ ہیں میرے اللہ نے حکم دیا ہے کہ لوگوں کو شرک اور بت پرستی اور ذلت وخواری سے نجات دیں اور ان کو آزادی اور خدا پرستی کی عظمت اور توحید کی دعوت دیں اے محمدؐ آپؐ خدا کے پیغمبر ہیں لوگوں کو دین اسلام کی طرف بلائیں ۔

حضرت محمد مصطفیؐ نے جناب جبرائیل کو دیکھا اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام آیا تھا اسے قبول کیا ۔

اس کے بعد ایمان سے لبریز دل کے ساتھ کوہ حراء سے نیچے اترے اور اپنے گھر روانہ ہوئے آپ کی شفیق اور مہربان بیوی جناب خدیجہؑ خندہ پیشانی سے آپؐ کے نورانی اور ہشاش بشاش چہرے کو دیکھ کر خوشحال ہو گئیں حضرت محمد مصطفیؐ خدا کے پیغمبر ہو چکے تھے اپنی رفیقہ حیات سے فرمایا!

میں کوہ حراء پر تھا وہاں خدا کا عظیم فرشتہ جبرائیل کو دیکھا ہے کہ وہ آسمانی صدا میں مجھ سے کہہ رہے تھے اے محمدؐ تو اللہ کا پیغمبرؐ ہے اللہ نے تجھے حکم دیا ہے کہ لوگوں کو شرک اور بت پرستی اور ذلت وخواری سے نجات دے اور ان کو آزادی اور یگانہ پرستی اور توحید کی دعوت دے ۔۔

جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا نے اپنے سچے اور امین شوہر سے کہا مجھے اس سے پہلے علم تھا کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور میں اس عظیم دن کے انتظار میں تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپؐ کی پیغمبری کی بشارت دی ہے ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذمّہ بہت اہم ذمّہ داری دی ہے میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دیتی ہوں اور آپؐ کی پیغمبری پر ایمان لاتی ہوں اور تمام حالات میں آپؐ کی مددگار اور حامی رہوں گی!

حضرت علیؑ جو ایک ذہین نوجوان تھے انہوں نے پیغمبر اسلامؐ کی پیغمبری پر ایمان کا اظہار کیا اور یہ پہلے شخص تھے کہ جنہوں نے اسلام اور ایمان کا اظہار کیا ۔ ایک مدّت تک مسلمانوں کی تعداد ان تین افراد سے زیادہ نہ تھی لیکن ان تینوں افراد نے جو بلند ہمّت اور آہنی ارادے کے مالک تھے پورے بت پرستی اور بے دینی کے ماحول سے مقابلہ کیا ابتدائی دور میں صرف یہی تینوں افراد نماز کے لئے کھڑے ہوتے اور لوگوں کی حیرت زدہ آنکھوں کے سامنے خدائے وحدہٗ لاشریک سے گفتگو اور راز و نیاز کیا کرتے تھے ۔

ایک شخص کہتا ہے کہ ایک دن میں مسجد الحرام میں بیٹھا تھا میں نے دیکھا کہ ایک خوبصورت انسان مسجد میں وارد ہوا اس نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور کھڑا ہو گیا ایک نوجوان اس کے دائیں طرف کھڑا ہو گیا اور اس کے بعد ایک عورت آئی اور اس کی پشت پر کھڑی ہو گئی کچھ دیر کھڑے رہے اور کچھ کلمات کہتے

رہے اس کے بعد جھکے اور پھر کھڑے ہو گئے اور پھر بیٹھ گئے اور اپنے سر زمین کی طرف نیچے کئے رہے میں نے بہت تعجب کیا اور اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے شخص سے پوچھا عباس، یہ کون ہیں!؟ اور کیا کر رہے ہیں۔

عباس نے کہا کہ وہ خوبصورت انسان جو آگے کھڑا ہے محمدؐ میرے بھائی کا لڑکا ہے وہ عورت خدیجہؑ اس کی باوفا بیوی ہے اور وہ نوجوان علیؑ ہیں جو میرے دوسرے بھائی کا لڑکا ہے محمدؐ کہتا ہے کہ خدا نے اسے پیغمبری کے لئے چنا ہے یہ عورت اور وہ نوجوان اس پر ایمان لے آئے ہیں اور اس کے دین کو قبول کر لیا ہے ان تین آدمیوں کے علاوہ اس کے دین پر اور کوئی نہیں ہے محمد کہتا ہے کہ دین اسلام تمام جہان کے لوگوں کے لئے ہے اور بہت جلدی لوگ اس دین کو قبول کر لیں گے اور بہت سارے لوگ مسلمان ہو جائیں گے ہمارے پیغمبر اسلامؐ ستائیس رجب کو پیغمبری کے لئے مبعوث ہوئے اس دن کو مبعث کا دن کہا جاتا ہے ہمارے پیغمبر اسلامؐ کی عمر اس وقت چالیس سال کی تھی۔

غور کیجئے اور جواب دیجئے

① ــــــ ہمارے پیغمبر اسلامؐ مبعوث ہونے سے پہلے عبادت اور غور و فکر کے لئے کہاں جایا کرتے تھے؟ اور کن چیزوں کو دیکھا کرتے تھے اور خدا سے کیا کہا کرتے تھے؟

۲) کبھی آپ نے ستاروں سے پرے آسمان کو دیکھا ہے اور پھر کیا غور و فکر کیا ہے ؟

۳) جو فرشتہ پیغمبر اسلامؐ کے لئے پیغام لایا تھا اس کا کیا نام تھا؟

۴) پیغمبر اسلامؐ کس حالت میں حراء پہاڑی سے نیچے اترے اور اپنی رفیقۂ حیات جناب خدیجہ سے کیا کہا؟

۵) آپؐ کی بیوی نے آپؐ کی بات سننے کے بعد کیا کہا ؟

۶) پیغمبر اسلامؐ کس عمر میں پیغمبری کے لئے چنے گئے تھے

۷) مبعث کا دن کونسا دن ہے کیا آپ نے اس عظیم دن کو کبھی جشن منایا ہے یا اس کی مناسبت سے کسی جشن میں شریک ہوئے ہیں؟

چودھواں سبق

اپنے رشتہ داروں کو اسلام کی دعوت

جب پیغمبر اسلامؐ حضرت محمد ابن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغمبری کے لئے مبعوث ہوئے تو تین سال تک مخفی طور سے دین اسلام کی دعوت دیتے رہے آپ اطراف مکہ مسجد الحرام کے گوشہ وکنار میں بعض لوگوں سے اسلام کی گفتگو فرماتے اور انہیں دین اسلام سمجھاتے اور اس کی تبلیغ کرتے رہتے تھے جہاں بھی کسی لائق اور سمجھدار آدمی کو دیکھتے اس کے سامنے اپنی پیغمبری کا اظہار کرتے اور اسے بت پرستی اور ظلم وستم کرنے سے روکتے اور ظالموں کے ظلم وستم کی برائی ان سے بیان کرتے آپ محروم اور پسماندہ لوگوں کے لئے دلسوزی اور چارہ جوئی کرتے آپ لوگوں سے فرماتے تھے۔

میں خدا کا آخری پیغمبر ہوں مجھے اللہ تعالی نے حکم دیا ہے کہ

تمہاری راہنمائی کروں اور اس ناگوار حالات سے تمہیں نجات دلواؤں اور تمہیں آزادی اور خدا پرستی اور توحید کی طرف دعوت دوں اور تمہاری رہبری کروں تم اس عظیم مقصد میں میری مدد کرو،

پیغمبر اسلامؐ کی اس تین سال کی کوشش سے مکہ کے لوگوں میں سے بعض لوگوں نے دین اسلام کو قبول کیا اور مخفی طور سے مسلمان ہوگئے اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے آپؐ کو حکم ملا کہ اب آپ اپنے نزدیکی رشتہ داروں کو دین اسلام کی دعوت دیں پیغمبر اسلامؐ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق اپنے قریبی رشتہ داروں کو جو تقریباً چالیس ادمی تھے اپنے گھر بلایا اسس معین دن میں تمام مہمان آپؐ کے گھر آئے۔

آنحضرتؐ نے خندہ پیشانی سے انہیں خوش آمدید کہا اور بہت محبت سے ان کی پذیرائی کی کھانا کھانے کے بعد پیغمبر اسلامؐ چاہتے تھے کہ کوئی بات کریں لیکن ابولہب نے مہلت نہ دی اور لوگوں سے کہا ہوشیار رہنا کہیں محمدؐ تمہیں فریب نہ دے دے یہ کہا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تمام لوگ بھی کھڑے ہوگئے اور اس سے مجلس کا شیرازہ بکھر گیا جب مہمان آپؐ کے گھر سے باہر نکلے تو ایک دوسرے کو کہہ رہے تھے دیکھا محمدؐ نے کس طرح ہماری مہمان نوازی کی بہت عجیب تھا کہ تھوڑی خوراک بنائی تھی لیکن اس معمولی غذا سے ہم تمام سیر ہوگئے واقعی کتنا بہترین اور خوش مزہ کھانا بنایا تھا! ایک کہتا کہ کیسے اس معمولی خوراک سے ہم تمام سیر ہو گئے دوسرا ابولہب سے غصے کے عالم میں کہتا کہ کیوں تم نے مجلس کا شیرازہ بکھیر دیا کیوں تو نے محمدؐ کی بات نہ سننے دی اور کیوں غذا کھانے کے

فوراً بعد اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت محمدؐ کے گھر سے باہر نکل آئے۔

دوسرے دن پیغمبر اسلامؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اس دن مجھے بات کرنے کا موقع نہیں دیا گیا تاکہ میں اللہ کا پیغام سناؤں تم دوبارہ غذا بناؤ اور تمام رشتہ داروں کو مہمانی کے لئے بلاؤ شاید اللہ کا پیغام ان تک پہنچا سکوں اور آزادی وسعادت مندی کی طرف ان کی رہبری کر سکوں۔

مہمانی کا دوسرا دن آپہنچا مہمان پہنچ گئے پیغمبر اسلامؐ نے پہلے دن کی طرح انھیں مہربانی اور محبت سے خوش آمدید کہا اور خوش روئی سے ان کی پذیرائی کی کھانا کھانے کے بعد پیغمبر اسلامؐ نے مہمانوں سے اصرار کے ساتھ تقاضہ کیا کہ بیٹھے رہیں اور میری بات کو سنیں ایک گروہ آرام سے بیٹھا رہا لیکن دوسرا گروہ (جیسے ابولہب وغیرہ) نے شور وغل شروع کر دیا پیغمبر اسلام نے ان سے فرمایا توجہ کرو! اللہ تعالیٰ کی طرف سے میں اللہ کا آخری پیغمبر ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے اور پوری دنیا کے لئے پیغام لایا ہوں آزادی کا پیغام سعادتمندی کا پیغام، اے میرے رشتہ دارو! تم آخرت میں اچھے کاموں کے عوض جزاء پاؤگے اور برے کاموں کے عوض سزا پاؤگے خوبصورت بہشت نیک لوگوں کے لئے ہمیشہ کے لئے ہے اور برے لوگوں کے لئے ابدی جہنم کا عذاب ہے اے میرے رشتہ دارو میں دنیا اور آخرت کی تمام خوبیوں کو تمہارے لئے لایا ہوں کوئی بھی اس سے بہتر پیغام تمہارے لئے نہیں لایا کون ہے کہ میری اس راستے میں مدد کرے تاکہ میرا بھائی، وصی، وزیر اور میرا جانشین وخلیفہ قرار پائے۔

تمام مہمان چپ بیٹھے تھے کسی نے بھی اس آسمانی دعوت کا جواب نہیں دیا: صرف حضرت علیؑ کہ جن کی عمر تقریباً چودہ سال کی تھی۔ اٹھے اور کہا اے خدا کے رسولؐ: میں حاضر ہوں کہ آپؐ کی نصرت و مدد کروں۔ پیغمبر اسلامؐ نے محبت کے انداز میں حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا اور پھر اپنی گفتگو کو دوبارہ حاضرین کے لئے دہرایا اور آخر میں دوبارہ پوچھا کون میرے اس کام میں مدد کرنے کے لئے تیار ہے تاکہ میرا بھائی اور وزیر اور وصی اور جانشین اور خلیفہ ہو؟ اس دفعہ بھی پیغمبر اسلامؐ کی آسمانی دعوت کا کسی نے جواب نہیں دیا تمام چپ بیٹھے رہے۔

حضرت علی علیہ السلامؑ نے اس سکوت کو توڑتے ہوئے محکم ارادے اور جذبے بھرے انداز میں کہا! یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں کہ آپؐ کی مدد کروں میں حاضر ہوں کہ آپؐ کی اعانت کروں پیغمبر اسلامؐ نے محبت بھری نگاہ اس فداکار نوجوان پر ڈالی اور اپنی بات کا تیسری بار پھر تکرار کیا اور کہا۔ اے میرے رشتہ دارو! میں دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیاں تمہارے لئے لایا ہوں مجھے حکم ہوا ہے کہ تمہیں خدا پرستی اور توحید کی دعوت دوں! کون ہے کہ اس کام میں میری مدد کرے تاکہ وہ میرا بھائی اور وزیر، وصی، اور جانشین و خلیفہ ہو اس دفعہ بھی تمام خاموش تھے فقط حضرت علی علیہ السلام ان کے درمیان سے اٹھے اور محکم ارادے سے کہا! یا رسول اللہؐ میں حاضر ہوں کہ آپؐ کی مدد کروں میں آپؐ کے تمام کاموں میں مدد کروں گا اس وقت مہمانوں کی حیرت زدگی کے عالم میں پیغمبر اسلامؐ نے حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا

اور ان کے مدد کے معاہدہ اور پیمان کو قبول فرمایا اور مہمانوں میں
اعلان کیا۔ کہ یہ نوجوان میرا بھائی میرا وزیر میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے
اس کی بات کو سنو اور اس پر عمل کرو بہت سے مہمان ناراض ہوئے
وہ وہاں سے اٹھے اور پیغمبر اسلامؐ کی باتوں کا مذاق اڑانے لگے اور ابوطالبؑ
سے کہنے لگے کہ آج سے علی علیہ السلام تمہارا حاکم ہو گیا ہے۔ محمدؐ نے
حکم دیا ہے کہ تم اپنے بیٹے کی باتوں کو سنو اور اس پر عمل کرو اور اس
کی پیروی کرو۔

سوالات

(۱) پیغمبر اسلامؐ لوگوں کو ابتدا میں اسلام کے لئے کیسے مدعو کرتے تھے اور کتنے عرصہ تک ایسا کرتے رہے؟
(۲) پیغمبر اسلامؐ لوگوں کو کس غرض اور ہدف کی طرف دعوت دیتے تھے اور ان سے کیا چاہتے تھے۔؟
(۳) تین سال کے بعد اللہ تعالیٰ کا آپؐ کو کیا حکم ملا؟
(۴) پیغمبر اسلامؐ نے حکم کی تعمیل کے لئے کیا کیا؟
(۵) جب مہمان گھر سے باہر نکلتے تھے تو ایک دوسرے سے کیا کہتے تھے نیز انہوں نے ابولہب سے کیا کہا؟
(۶) دوسرے دن کی مجلس میں پیغمبرؐ نے اپنے رشتہ داروں سے کیا فرمایا تھا اور ان سے کس چیز کا مطالبہ کیا تھا

(۷) کس نے پیغمبر اسلامؐ کی دعوت کا مثبت جواب دیا اور کیا کہا ؟

(۸) پیغمبر اسلامؐ نے حضرت علیؑ کا تعارف کس عنوان سے کرایا ؟

(۹) مہمانوں نے حضرت رسولؐ کی بات کا کیا مطلب سمجھا اور اسے جناب ابوطالبؑ سے کس انداز میں کہنا شروع کیا ؟

اپنے دوستوں کو بلائیے یہ واقعہ ان کو سنائیے اور اس موضوع پر ان سے گفتگو کیجئے تاکہ اس پیغام کے پہنچانے میں آپ اپنی ذمہ داری کو ادا کر سکیں ؟

پندرہواں سبق

صبر واستقامت

ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی اور جو تھے بھی ان کی اکثریت فقیر، کارکن اور مزدور قسم کے لوگوں کی تھی لیکن اللہ اور اس کے پیغمبرؐ پر صحیح اور پختہ ایمان لا چکے تھے۔ اللہ پر ایمان کو قیمتی سرمایہ جانتے تھے دین اسلام کی عظمت کے قائل تھے اور اس عظیم دین اسلام کی حفاظت کے لئے کوشش کرتے تھے اور اسلام کی ترقی کے لئے جان کی قربانی تک پیش کر دیتے اور استقامت دکھلاتے تھے! وہ صحیح بامراد، مستقل مزاج اور فدا ہونے والے انسان تھے

مکہ کے طاقتور اور بت پرست نئے نئے مسلمان ہونے والوں کا مذاق اڑاتے اور گالیاں دیتے اور ناروا کلمات کہتے تھے ان کو بہت سخت کاموں پر لگاتے اور انہیں تکلیفیں پہنچاتے تاکہ دین اسلام

سے دست بردار اور کافر ہو جائیں۔ لوہے کی زرہ ان کے بدن پر پہناتے
اور پہاڑ اور میدان کے درمیان تپتے سورج کے سامنے کھڑا کئے رکھتے
زرہ گرم ہو جاتی اور ان کے جسم کو جلا ڈالتی پھر ان کو اسی حالت میں پتھروں
اور گرم ریت پر گھسیٹتے اور کہتے کہ دین اسلام کو چھوڑ دو اور محمدؐ کو ناروا
اور ناسزا کلمات کہو تاکہ ہم تمہیں ایسے شکنجے میں نہ ڈالیں لیکن وہ فداکار
مسلمان تھے لہٰذا وہ سخت شکنجوں کو برداشت کرتے تھے اور اللہ پر
ایمان اور حضرت محمدؐ کی پیروی سے دست بردار نہ ہوتے تھے انہوں
نے اتنا صبر اور استقامت کا ثبوت دیا کہ مکہ کے بہانہ باز بت پرست
تھک گئے اور اپنی کمزوری اور پریشانی کا اظہار کیا ان بہادر مسلمانوں
کا ایمان اور ان کی استقامت تھی کہ جس نے اسلام کو نابود ہونے سے
محفوظ رکھا عمارؓ ایسے ہی بہادر مسلمانوں میں ایک تھے ظالم بت پرست
انہیں اور ان کے باپ یاسر اور ان کی ماں سمیّہ کو پکڑ کر شہر سے باہر لے جاتے
اور گرم و جلا دینے والی ریت پر مکّہ کے اطراف میں دوپہر کے وقت
مختلف اذیتیں دیتے عمارؓ کی ماں کہ جس پر ہمارے بہت درود و سلام
ہوں پہلی عورت ہیں جو اسلام کے راستے میں شہید ہوئیں جب پیغمبرؐ
ان کی دردناک اذیتوں سے مطلع ہوتے اور ان فداکار مسلمانوں کا
دفاع نہ کرسکتے تھے تو ان کی حوصلہ افزائی کرتے اور فرماتے کہ صبر و
استقامت سے کام لو! اپنے ایمان اور عقیدہ کو محفوظ رکھو کیونکہ
سب کو آخرت ہی کی طرف لوٹنا ہے اور تمہارے لئے اللہ کا وعدہ
بہشت بریں ہے یہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے آخر کار تم ہی کامیاب

سولہواں سبق

دین اسلام کا تعارف

ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی مکہ کے بت پرست ان مسلمانوں سے دشمنی اور مخالفت کرتے تھے اور انہیں تکلیف پہنچاتے تھے مسلمانوں کے پاس چونکہ قدرت اور طاقت نہ تھی وہ ان بت پرستوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے انہوں نے یہی بہتر سمجھا کہ حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں تاکہ اس ملک میں دین اسلام پر آزادانہ عمل کر سکیں اسی نظریہ کے تحت گروہ در گروہ کشتی پر سوار ہوتے اور مخفی طور پر حبشہ کی طرف ہجرت کر جاتے۔

حبشہ کا بادشاہ نجاشی تھا (نجاشی حبشہ کے چند ایک بادشاہوں کا لقب تھا) یہ عیسائی تھا مسلمانوں کے وہاں پہنچنے سے باخبر ہوا تو ان کو مہربانی اور خوش اخلاقی سے پناہ دی۔ جب مکہ کے بت پرستوں کو

مسلمانوں کے ہجرت کر جانے کی اطلاع ملی تو بہت ناراض اور غضبناک ہوئے دو آدمیوں کو بہت قیمتی تحائف دے کر حبشہ روانہ کیا تاکہ مسلمانوں کو وہاں سے پکڑ کر مکّہ واپس لے آئیں۔ وہ دو آدمی حبشہ آئے اور نجاشی کے پاس گئے اور اس کی تعظیم بجالائے اور اسے تحائف پیش کئے نجاشی نے پوچھا کہاں سے آئے ہو اور کیا کام ہے انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے دیدار کے لئے شہر مکّہ سے آئے ہیں ہمارے نادان جوانوں میں سے ایک تعداد ہمارے دین سے خارج ہو گئی ہے اور ہمارے بتوں کی پرستش سے ہاتھ اٹھالیا ہے یہ آپ کے ملک میں بھاگ کر آگئے ہیں مکّہ کے اشراف اور سردار آپ سے تقاضہ کرتے ہیں کہ ان کو پکڑ کر ہمارے حوالے کر دیں تاکہ ان کو ہم اپنے شہر لے جائیں اور انہیں سزا و تنبیہ کریں، نجاشی نے ان دونوں سے کہا کہ مجھے تحقیق کرنی ہوگی اس کے بعد نجاشی نے مسلمانوں کو اپنے محل میں دعوت دی اور عیسائی علماء کے سامنے ان سے سوالات کئے نجاشی نے مسلمانوں سے پوچھا کہ تمہارا اس سے پہلے کیا دین تھا اب تمہارا کیا دین ہے کیوں ہمارے ملک میں ہجرت کی ہے جناب جعفر ابن ابی طالبؑ نے جو ایک فداکار اور مومن جوان تھے جواب دیا کہ ہمارے شہر میں طاقتور کمزوروں پر ظلم کرتے ہیں وہاں کے لوگ بت پرست ہیں مردار گوشت کھاتے ہیں برے اور ناپسندیدہ کام انجام دیتے ہیں اپنوں کے ساتھ باوفا اور مہربان نہیں ہیں۔ ہمسایوں کو تکلیف دیتے ہیں ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ایک پیغمبر جو ہمارے درمیان سچائی اور امانت میں مشہور ہے بھیجا ہے وہ ہمارے لئے

اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین اسلام لایا ہے، دین اسلام ...... اس وقت نجاشی نے اپنی جگہ سے حرکت کی اور تھوڑا سا آگے بڑھا تاکہ غور سے سنے کہ دین اسلام کیا ہے اور کیا کہتا ہے۔

جناب جعفر تھوڑی دیر کے لئے چپ ہو گئے اور ایک نگاہ عیسائی علماء کی طرف کی اور کہا کہ دین اسلام ہمیں کہتا ہے کہ بت پرستی نہ کرو اور ایک خدا کی عبادت کرو اور صرف اسی کے حکم کو قبول کرو دین اسلام ہمیں کہتا ہے: سچے ہو۔ امانت دار ہو وفادار ہو جاؤ رشتہ داروں کے ساتھ مہربانی کرو۔ ہمسایوں سے اچھائی کرو۔ کسی کا ناحق خون نہ بہاؤ برے کاموں سے دور رہو، کسی کی بدگوئی نہ کرو، کسی کو گالیاں نہ دو، لغو اور بیہودہ کلام نہ کرو، یتیم کا مال ظلم سے نہ کھاؤ نماز پڑھو، اور اپنے مال کا کچھ حصہ اچھے کاموں میں خرچ کرو نجاشی اور عیسائی علماء خوب غور سے سن رہے تھے اور آپ کی گفتگو سے لذت حاصل کر رہے تھے لیکن وہ! دو آدمی غصے سے اپنے ہونٹوں کو چبا رہے تھے اور غصے کے عالم میں مسلمانوں کو دیکھ رہے تھے۔

جناب جعفر نے اپنی گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ اے حبشہ کے بادشاہ دین اسلام کو حضرت محمدؐ اللہ کی طرف سے لائے ہیں ہم نے اسے قبول کیا ہے اور خدا و اس کے پیغمبرؐ پر ایمان لائے ہیں اور مسلمان ہو گئے ہیں مکہ کے بت پرست اس سے ناراض ہوئے اور جتنا ہو سکتا تھا انہوں نے ہمیں تکلیف پہنچائی اور اذیتیں دیں۔ ہم مجبور ہوئے کہ اپنے شہر سے ہجرت کر کے اس ملک میں پناہ لیں تاکہ

اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکیں اور اپنے مذہب کے اعمال اور عبادات کو آزادانہ طور پر بجا لا سکیں۔

نجاشی حضرت جعفرؓ کی گفتگو سن کر خوش ہوا اور کہا کہ تمہارے پیغمبرؐ کے کلام اور جناب عیسیٰ علیہ السلام کے کلام کا سرچشمہ ایک ہے دونوں اللہ کے کلام ہیں تم اس ملک میں آزاد ہو تم اپنے دین کے اعمال کو اور عبادت کو آزادانہ طور سے انجام دے سکتے ہو اور دین اسلام پر باقی رہو واقعی کتنا اچھا دین ہے۔

اس کے بعد ان دو بت پرستوں کو آواز دی اور کہا کہ میں رشوت نہیں لیتا جو چیزیں تم لائے تھے انھیں اٹھا لو اور جلدی یہاں سے چلے جاؤ۔

یقین جانو کہ میں مسلمانوں کو تمہارے حوالہ نہیں کروں گا جتنا جلدی ہو سکے لوٹ جاؤ۔

وہ دو آدمی تحائف کو لیکر شرمندہ باہر نکلے اور مکہ کی طرف چلے گئے

سوالات

① ــــــ ہجرت کے کیا معنی ہیں مسلمانوں نے کیوں ہجرت کی

② ــــــ حبشہ کے بادشاہ کا کیا دین تھا اور مسلمانوں کو کیوں واپس نہ کیا۔

۳ــــــ جعفر کون تھے انہوں نے عیسائی علماء کے سامنے پیغمبرؐ اور دین اسلام کے متعلق کیا گفتگو کی ؟

۴ــــــ اگر آپ سے دین اسلام اور پیغمبرؐ کے بارے میں سوال کیا جائے تو کیا جواب دیں گے؟ اسلام اور پیغمبرؐ کا کیسے تعارف کروائیں گے؟

۵ــــــ نجاشی نے جناب جعفر کی گفتگو سننے کے بعد کیا کہا۔ بت پرستوں کے ساتھ کیا سلوک کیا اور کیا ان کے تحائف کو قبول کر لیا۔ اور کیوں ؟

سترہواں سبق

مظلوم کا دفاع

ایک بوڑھا آدمی کسی بیابان میں رہتا تھا اونٹوں کی پرورش اور نگہبانی کرتا تھا اونٹوں کو شہروں میں لے جا کر بیچتا اور اس سے اپنے گھر بار اور بچوں کی ضروریات خریدتا تھا ایک دفعہ اونٹوں کو لیکر مکہ گیا۔ لوگ اس کے ارد گرد جمع تھے اور اونٹوں کی قیمت کے متعلق گفتگو کر رہے تھے اچانک ابوجہل آیا اور دوسروں کی پرواہ کئے بغیر اس بوڑھے آدمی سے کہا کہ اونٹ صرف مجھے فروخت کرنا! صرف مجھے! سمجھ گئے! دوسروں نے جب ابوجہل کی سخت لہجے میں بات سنی تو سب وہاں سے چلے گئے اور اسے اس ابوڑھے اونٹ فروش کے ساتھ تنہا چھوڑ دیا ابوجہل نے کہا کہ اونٹ میرے گھر لے آؤ اس بوڑھے آدمی نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور اونٹ اس کے گھر پہنچا دیئے اور روپیہ کا تقاضہ کیا ابوجہل نے بلند آواز سے

کہا کون سا روپیہ میں اس شہر کا سردار ہوں اگر چاہتے ہو پھر مکہ آؤ اور اونٹ فروخت کرو تو پھر تمہیں چاہیے کہ اونٹوں کا روپیہ مجھ سے نہ لو! سمجھ گئے! بوڑھے آدمی نے کہا کہ یہی اونٹ میرا سارا سرمایہ ہے میں نے اس کی پرورش اور حفاظت میں بہت مصیبتیں اٹھائی ہیں اس سرمایہ سے چاہتا تھا کہ اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے روزی مہیا کروں اس لئے تمہیں زیب نہیں دیتا کہ میں خالی ہاتھ لوٹ جاؤں اور تمام زندگی اور کام سے رہ جاؤں چونکہ ابوجہل ایک ظالم اور خودپسند آدمی تھا بجائے اس کے کہ اس کا حق ادا کرتا غضبناک ہوکر کہا کہ تم نے وہ نہیں سنا جو میں نے کہا ہے بہت جلدی یہاں سے دفع ہو جاؤ ورنہ کوڑوں سے تیرا جواب دوں گا سمجھ گئے! اس بوڑھے آدمی نے دیکھا کہ اگر تھوڑی دیر اور بیٹھا ہوں تو ممکن ہے کہ مار بھی کھاؤں مجبور ہوکر وہ اس ظالم بے رحم کے گھر سے اٹھ کر چلا گیا راستے میں اپنے واقعہ کو چند گزرنے والوں سے بیان کیا اور ان سے مدد مانگی لیکن کوئی بھی اس کی مدد کرنے کو تیار نہ ہوا بلکہ وہ جواب دیتے کہ ابوجہل ہمارا شہری ہے وہ قریش میں سے طاقت ور آدمی ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اسے کوئی بھی روک نہیں سکتا وہ بوڑھا آدمی گلی کوچہ میں سرگردان جا رہا تھا کہ مسجد الحرام تک پہنچ گیا وہاں قریش کی عمومی مجلس میں ابوجہل کی شکایت کی دو آدمیوں نے از راہ مذاق اس بوڑھے آدمی سے کہا اس آدمی کو دیکھو۔ یہ محمدؐ ہے! اس نے کہنا شروع کیا ہے کہ میں خدا کا آخری پیغمبر ہوں وہ ابوجہل کا دوست ہے! وہ تیرا حق ابوجہل سے لے سکتا ہے جاؤ اس کے پاس! وہ جھوٹ

بول رہے تھے ہمارے پیغمبرؐ ابو جہل کے دوست نہ تھے بلکہ اس کے
اور اس کے کاموں کے دشمن تھے خدا نے حضرت محمدؐ کو پیغمبری کے
لئے چنا تھا تاکہ وہ ظالموں کے دشمن رہیں اور ان کے ساتھ مقابلہ کریں
اور بہادر نیک لوگوں کی مدد سے ظالموں اور خود پسندوں کو ختم کریں
خدا نے حضرت محمدؐ کو لوگوں کی رہبری کے لئے بھیجا تھا تاکہ اجتماع
میں عدل اور انصاف کو برقرار رکھیں اور لوگ آزادانہ خدا کی پرستش کریں یا
وہ جھوٹ بول رہے تھے لیکن بوڑھا مظلوم انسان ان کی باتوں کو صحیح
خیال کر رہا تھا وہ سمجھتا تھا کہ واقعی حضرت محمدؐ ابو جہل کے دوست
ہیں لہٰذا وہ بوڑھا آدمی حضرت محمدؐ کے پاس آیا تاکہ آپؐ سے مدد
کرنے کی درخواست کرے جو لوگ قریش کی عمومی مجلس میں بیٹھے
ہوئے تھے ہنس رہے تھے اور مذاق کر رہے تھے اور کہتے تھے کون
ہے جو ابو جہل سے بات کر سکتا ہے وہ قریش کا طاقتور انسان ہے
کسی میں جرأت نہیں کہ اس کی مخالفت کرے ابو جہل محمدؐ کو بھی مارے
گا اور وہ شرمندہ واپس لوٹیں گے وہ بوڑھا آدمی حضرت محمدؐ کے پاس
پہنچا اور اپنی سرگزشت بیان کی اور آپ سے مدد چاہی حضرت محمدؐ
نے اس کی شکایت کو غور سے سنا اور فرمایا کہ میرے ساتھ آؤ
وہ بوڑھا آدمی پیغمبر اسلامؐ کے ساتھ ابو جہل کے گھر پہنچا کچھ آدمی تھوڑے
فاصلے پر ان کے پیچھے ہو لئے تاکہ دیکھیں کہ اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے ابو جہل
کے گھر پہنچے او نٹوں کی آواز ابو جہل کے گھر سے سنائی دے رہی تھی
پیغمبر اسلامؐ نے دروازہ کھٹکھٹایا ابو جہل نے سخت لہجے میں کہا کہ!

کون ہے! دروازہ کھولو! محمدؐ ہوں: بوڑھے آدمی نے جب ابوجہل کی سخت آواز سنی تو چند قدم پیچھے ہٹ کر علیحدہ کھڑا ہو گیا ابوجہل نے دروازہ کھولا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جائزہ لیا اور پھر تیز نگاہ سے اسے دیکھا اور سخت غصّے کی حالت میں فرمایا اے ابوجہل! کیوں کھڑے ہو جلدی کر و اس کے پیسے دو ابوجہل گھر گیا جو لوگ دور کھڑے تھے انہوں نے گمان کیا کہ ابوجہل اندر گیا ہے تاکہ چابک یا تلوار اٹھالائے گا لیکن ان کی امید کے برعکس وہ پریشان حالت میں گھر سے باہر آیا اور لرزتے ہاتھ سے اشرفیوں کی ایک تھیلی بوڑھے آدمی کو دے دی بوڑھے آدمی نے وہ تھیلی لے لی۔ پیغمبر اسلامؐ نے اس سے فرمایا کہ تھیلی کو کھولو اور روپیہ گن کر دیکھو کہیں کم نہ ہوں اس بوڑھے آدمی نے روپیہ گنا اور کہا کہ پورے ہیں اس نے پیغمبر اسلامؐ کا شکریہ ادا کیا جو لوگ دور سے اس واقعہ کا مشاہدہ کر رہے تھے انہوں نے تعجب کیا اس کے بعد جب ابوجہل کو دیکھا تو اسے ملامت کی اور کہا کہ محمدؐ سے ڈر گیا تھا! کتنا ڈرپوک ہے تو ابوجہل نے جواب میں کہا وہ جب میرے گھر آئے اور غصّے سے مجھے دیکھ کر روپیہ دینے کے لئے کہا تو اس قدر خوف اور اضطراب مجھ پر طاری ہوا کہ میں مجبور ہو گیا کہ ان کے حکم پر عمل کروں اور اونٹوں کی قیمت ادا کروں اگر تم میری جگہ ہوتے تو اس کے سوا کوئی چارہ تمہارے لئے بھی نہ ہوتا۔

اس دن کے بعد جب بھی ابوجہل اور اشراف مکّہ اکٹھے مل کر

بیٹھتے اور حضرت محمدؐ اور آپؐ کے اصحاب کے متعلق گفتگو کرتے تو کہتے کہ محمدؐ کے پیروکاروں کو اتنی تکلیفیں دیں گے کہ وہ محمدؐ کو تنہا چھوڑ دیں گے اور دین اسلام سے دست بردار ہو جائیں گے محمدؐ کو اتنا تنگ کریں گے کہ پھر وہ ہم سے مقابلہ نہ کر سکیں گے اور کمزوروں کا حق ہم سے وصول نہ کر سکیں گے آپ کیا سمجھتے ہیں کیا تکلیف دینے اور اذیتیں پہنچانے سے سچے مسلمانوں نے دین اسلام کو چھوڑ دیا تھا؟

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ پیغمبر اسلامؐ نے ان سے مقابلہ کرنا چھوڑ دیا تھا کیا آپ سمجھتے ہیں کہ پھر پیغمبر اسلامؐ نے مظلوموں کی مدد نہیں کی ...؟

غور کیجئے اور جواب دیجئے

(۱) کیا ہمارے پیغمبرؐ ابوجہل کے دوست تھے خدا نے آپؐ کو کس غرض کے لئے پیغمبری کے لئے چنا تھا؟

(۲) لوگوں نے اس بوڑھے آدمی کی مدد کیوں نہ کی؟

(۳) جب وہ آدمی لوگوں سے مدد مانگتا تھا تو اس کو کیا جواب ملتا تھا اور کیا ان کا جواب درست تھا اور اگر درست نہیں تھا تو کیوں؟

(۴) اگر کوئی تم سے مدد طلب کرے تو اسے کیا جواب دوگے؟

(۵) تم نے آج تک کسی مظلوم کی مدد کی ہے اور کسی طرح بیان

کیجئے ؟

۶ — ہمارے پیغمبرؐ ابوجہل سے کیسے پیش آئے اور اس سے کیا فرمایا؟

۷ — پیغمبر اسلامؐ کے اس کردار سے آپ کیا درس لیتے ہیں اور کس طرح پیغمبرؐ کے اس کردار کی آپ پیروی کریں گے؟

۸ — بت پرستوں نے کیوں مسلمانوں کو اذیتیں پہنچانے کا ارادہ کیا تھا؟

اٹھارہواں سبق

خدا کا آخری پیغمبر حضرت محمدؐ

اللہ تعالیٰ نے جب سے محمد مصطفیٰ ؐ کو پیغمبری کے لئے چنا ہے انہیں اپنا آخری پیغمبر قرار دیا ہے ہمارے پیغمبر گرامی قدر نے اس ابتدائی دعوت کے وقت سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے خود کو آخری نبی ہونے کا اعلان کر دیا تھا یعنی اعلان کیا تھا کہ میں اللہ کا آخری پیغمبر ہوں میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا تمام وہ لوگ جو ابتداء اسلام میں آنحضرتؐ پر ایمان لائے تھے اور مسلمان ہوئے تھے جانتے تھے کہ آپ خدا کے آخری پیغمبر ہیں قرآن کریم نے بھی جو اللہ کا کلام اور پیغمبر اسلامؐ کا دائمی معجزہ ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کو آخری پیغمبر تبلایا ہے قرآن فرماتا ہے کہ محمدؐ رسول خدا اور خاتم النبیین ہیں لہٰذا جو مسلمان ہیں اور قرآن کو اللہ کی کتاب مانتے ہیں حضرت محمدؐ کو اللہ کا آخری پیغمبر تسلیم کرتے ہیں۔

ہمارا یہ ایمان ہے کہ اسلام کا آئین اتنا دقیق اور کامل ہے کہ حق طلب انسانوں کو ہمیشہ اور ہر وقت سعادت اور کمال تک پہنچاتا ہے وہ خدا جو تمام انسانوں کی ضروریات کو تمام زمانوں میں جانتا تھا قرآن کے تربیتی پروگرام کو اس طرح دقیق اور کامل و منظم کیا ہے کہ انسان کے کمال کی ضروریات مہیا کر دی ہیں اسی لئے جتنا بھی انسان ترقی کر جائے اور اس کے علم و کمال میں زیادتی ہو جائے پھر بھی قرآن کا جو اللہ کا کلام اور اس کی طرف سے ہدایت ہے اسی طرح محتاج ہے جس طرح اللہ کی دوسری مخلوقات جیسے پانی، سورج، ہوا، وغیرہ ہمیشہ اور ہر حالت میں محتاج ہیں۔

انسان کی اسلامی تربیت کا آئین قرآن میں ہے اور قرآن آسمانی کتابوں کی آخری کتاب ہے اور دین اسلام کی ہمیشہ رہنے والی کتاب ہے کہ جس کی خداوند عالم نے فداکار مسلمانوں کی مدد سے محافظت کی ہے اور ہم تک پہنچایا ہے یہ عظیم کتاب انسان کی تربیت کا کامل ترین آئین ہے اسی لئے اللہ تعالی نے دین اسلام کو آخری آسمانی دین اور ہمارے پیغمبرؐ کو آخری پیغام لے آنے والا تبلایا ہے۔

ان مطالب کو دیکھتے ہوئے مندرجہ ذیل جملے مکمل کیجئے

① ـــــــ اللہ تعالی نے جب سے حضرت محمدؐ کو پیغمبری کے لئے چنا ہے انھیں ـــــــ دیا ہے

② ـــــــ ہمارے پیغمبر گرامی قدر نے اس کا ابتدائی ـــــــ اعلان کردیا تھا۔

③ ـــــــ قرآن کریم نے بھی جو اللہ کا کلام اور پیغمبر کا دائمی معجزہ ـــــــ تلایا ہے

④ ـــــــ لہذا ہم جو مسلمان ہیں ـــــــ شمار کرتے ہیں

نیچے دیئے ہوئے سوالوں کو پڑھیئے اور اس درس کے مطالب کو توجہ سے پڑھنے کے بعد ان کا جواب دیجئے۔

① ـــــــ کیا کوئی ایسی کتاب ہے کہ جو رہنمائی اور ہدایت کا تمام انسانوں کے لئے تمام زبانوں میں آئین رکھتی ہو؟ اور کس طرح؟ اس کا جواب ہاں میں ہوگا؟ کیوں۔
خدا جو تمام انسانوں کی تمام زبانوں میں ضروریات کو جانتا ہے قرآن کو ـــــــ ؟

② ـــــــ کیا لوگ ہمیشہ کے لئے قرآن کی راہنمائی اور ہدایت کے محتاج ہیں؟
جواب ہاں میں ہے کیوں کہ قرآن کے ہم اسی طرح ـــــــ ؟

③ ـــــــ پیغمبر گرامی قدرؐ نے ابتدائے اسلام سے اپنے آپ کو کس طرح پہچنوایا۔

جواب: خود کو آخری پیغمبر ہونا تبلاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اللہ کا آخری پیغمبر ہوں میرے ------:

(۱) ------ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو آخری دین اور پیغمبر گرامی قدر کو آخری پیغمبر کیوں تبلایا؟

جواب: کیوں کہ قرآن دین اسلام کی ہمیشہ رہنے والی کتاب ہے۔

انیسواں سبق

قرآن اللہ کا کلام ہے

اگر آپ بھی وہاں ہوتے تو دیکھتے کہ ایک دانشمند خانہ کعبہ کے نزدیک کھڑا تھا اور تھوڑی سی روئی ہاتھ میں لے کر کان میں دے رہا تھا اور پھر اسے دباتا تھا وہ مکہ میں نووارد تھا اس کے دوست اس کی ملاقات کے لیئے گئے اور مکہ کی تازہ خبر ناراضگی اور اضطراب کے ساتھ اسے بتائی گئی تھی اور اس سے کہا کہ محمدؐ امین کو پہچانتے ہو ؟ وہ کہتا ہے کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام لایا ہوں محمدؐ کہتا ہے کہ بتوں میں تو کوئی قدرت ہی نہیں کہ جنہیں تم پوجتے ہو بتوں کی پرستش کو چھوڑ دو اور ظالموں کے سامنے نہ جھکو اور عاجزی کا اظہار نہ کرو وہ کہتا ہے کہ تم اپنے آپ کو دوسروں کے اختیار میں قرار نہ دو صاحب قدرت اور ظالم لوگ تم پر کوئی فضیلت نہیں رکھتے آنکھ بند

کر کے ان کی اطاعت کیوں کرتے ہو اور کیوں ان کی غیر معقول باتوں کو سنتے اور مانتے ہو۔

یہی وجہ ہے کہ اب غلام ہمارے حکم کو نہیں مانتے اور ہماری اطاعت نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور حضرت محمدؐ کے پیروکار ہیں اور ظلم و ستم کے سامنے نہیں جھکیں گے۔

اے عقلمند اور دانشمند انسان تم ہرگز اس سے بات نہ کرنا اور اس کی گفتگو نہ سننا ہمیں ڈر ہے کہ تجھے بھی گمراہ نہ کر دے یہ روئی لو اور اپنے کانوں میں ڈال لو اور اس کے بعد مسجد الحرام میں جانا۔ ازدی قبیلہ کے اس عالم اور دانشمند نے روئی لی اور خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے مسجد الحرام کی طرف چل پڑا خانہ کعبہ کے نزدیک پہنچا تو روئی اپنے کانوں میں رکھی اور طواف کرنے میں مشغول ہو گیا وہ کہتا ہے کہ طواف کی حالت میں محمدؐ امین کو دیکھا کہ کچھ پڑھ رہے ہیں ان کے لبوں کی حرکت کو میں دیکھ رہا تھا لیکن ان کی آواز کو نہیں سن رہا تھا میں ان کے ذرا نزدیک ہوا آپ کے پاک اور زیبا چہرے کو دیکھا آپ جو کچھ پڑھ رہے تھے اس کی بھنبھناہٹ میرے کان تک پہنچی میں آپ کا مجذوب ہو گیا کہ کیوں محمدؐ کی باتوں کو نہ سنوں کتنا اچھا ہے کہ روئی کو کانوں سے نکال دوں اور آپ کی باتوں کو سنوں اگر ٹھیک ہوئیں قبول کر لوں گا اور اگر ٹھیک نہ ہوئیں تو چھوڑ دوں گا میں نے روئی کانوں سے نکالی جو کچھ محمدؐ پڑھ رہے تھے کان دھرے عمدہ کلمات اور خوش آواز کو سننے سے متزلزل ہوا جو کچھ پڑھ رہے تھے

وہ کلام ختم ہوگیا آپ اپنی جگہ سے اٹھے اور مسجد الحرام سے باہر نکل پڑے میں بھی آپ کے ساتھ مسجد الحرام سے باہر آیا راستے میں آپ سے بات کی یہاں تک کہ آپؐ کے گھر پہنچ گیا گھر کے اندر آیا آپ کا ایک سادہ کمرہ تھا وہاں بیٹھ کر گفتگو میں مشغول ہوا میں نے کہا اے محمدؐ میں نے ان کلمات کی جو آپؐ پڑھ رہے تھے بھنبھناہٹ تو سنی تھی لیکن میرا دل چاہتا تھا کہ اس میں سے کچھ حصّہ میرے سامنے پڑھیں واقعی کتنا اچھا کلام آپ پڑھ رہے تھے محمدؐ امین نے جو میری بات کو غور سے سن رہے تھے مسکرائے اور کہا! وہ کلام میرا نہ تھا بلکہ میرے خدا کا ہے تم بت پرست مجھے اچھی طرح جانتے ہو کہ میں نے چالیس سال تم میں گزارے ہیں اور میں امانت داری اور سچائی میں معروف تھا تم سب جانتے ہو کہ میں نے کسی سے درس نہیں پڑھا اب اس قسم کے زیبا کلمات اور پرمعنی کلام تمہارے لئے لایا ہوں کیا وہ علماء اور دانشمند جنہوں نے سالہا سال درس پڑھا ہے اس قسم کا کلام لا سکتے ہیں؟ کیا تم خود اس قسم کا کلام بنا سکتے ہو! اگر تھوڑا سا غور کرو تو سمجھ جاؤ گے کہ یہ کلام میرا نہیں ہے بلکہ میرے خدا کا ہے کہ جس نے مجھے پیغمبری کے لئے چنا ہے یہ عمدہ اور پرمطلب کلام اللہ کا پیغام ہے اور میں صرف اس پیغام کا لانے والا ہوں تمہارے اور تمام انسانوں کے لئے یہ آزادی کا پیغام ہے اور سعادت کی خوشخبری ہے اب تم اللہ کے پیغام کو سنو! محمدؐ امین نے ان ہی عمدہ اور پرمطلب کلمات میں سے کچھ میرے لئے پڑھے عجیب کلام تھا میں نے اس قسم کا کلام ہرگز نہیں سنا تھا تھوڑا سا میں

نے فکر کی اور میں سمجھا کہ اس کلام کو محمدؐ نے نہیں گڑھا اور کوئی بھی انسان اس قسم کا عمدہ اور پر مغز کلام نہیں کہہ سکتا میں نے یقین کے ساتھ سمجھا کہ حضرت محمدؐ خدا کے پیغمبر ہیں میں ان پر ایمان لایا ہوں اور دین اسلام کو قبول کر لیا اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کو تسلیم کر لیا۔

جانتے ہو کہ جب مسلمان ہو گیا تو میرے دوستوں نے مجھ سے کیا کہا اور مجھ سے کیا پوچھا اور مجھ سے کیا سلوک کیا۔

بیسواں سبق

قرآن پیغمبر اسلامؐ کا دائمی معجزہ ہے

ہمارے پیغمبرؐ کا دائمی معجزہ قرآن ہے سمجھ دار انسان قرآنی آیات کو سنکر یہ سمجھ سکتا ہے کہ قرآن کی آیات خود پیغمبر اسلامؐ کا کلام نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے سمجھدار اور حق طلب لوگ قرآن کے سننے اور اس کی آیات میں غور کرنے سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے حضرت محمدؐ اللہ تعالیٰ سے ایک خاص ربط کی وجہ سے اس قسم کا عمدہ اور پُر مغز کلام لائے ہیں خداوند عالم قرآن میں فرماتا ہے اگر اس قرآن میں جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا ہے تمہیں شک ہو یعنی یہ گمان ہو کہ یہ اللہ کا نہیں ہے اور ایک معمولی انسان کا کلام ہے تو اس قسم کا ایک سورہ قرآن کی سورتوں کی طرح بنالاؤ ایک اور جگہ خدا قرآن میں فرماتا ہے اگر تمام مخلوق اکٹھی ہو جائے اور ایک دوسرے کی مدد کرے کہ قرآن جیسی

کوئی کتاب بنائیں تو ہرگز ایسا نہیں کر سکیں گے کیونکہ کوئی بھی مخلوق کتنی ہی ترقی کر جائے پھر بھی ہے تو اس کی مخلوق کہ جسے ان مخصوص کاموں کی قدرت نہیں ہو سکتی کہ انھیں اللہ تعالیٰ انجام دیتا ہے اسی لئے آج تک کوئی بھی قرآن کی مانند کوئی کتاب نہیں لا سکا اور نہ ہی آئندہ لا سکے گا اب جب کہ اتنا بڑا معجزہ پیغمبر خدا حضرت محمدؐ کا ہمارے پاس ہے ہمیں اس کی قدر و منزلت پہچانتی چاہیئے اور اس کی قدر کرنی چاہیے اسے پڑھیں اور اس کے مطالب سے آشنا ہوں اور اس کی راہنمائی کو قبول کریں اور اس آسمانی کتاب کو اپنی زندگی کا راہنما قرار دیں تاکہ دنیا اور آخرت میں سعادتمند زندگی بسر کر سکیں۔

سوالات

①۔۔۔ وہ دانشمند انسان کیوں اپنے کان میں روئی ڈالتا تھا اس کے دوستوں نے اسے کیا کہا تھا؟

②۔۔۔ اپنے آپ سے اس نے کیا کہا کہ جس کے بعد اس نے اپنے کانوں سے روئی نکال ڈالی؟

③۔۔۔ وہ آدمی کیوں پیغمبر اسلامؐ کے ساتھ چل پڑا؟

④۔۔۔ پیغمبر اسلامؐ نے اسے اپنے گھر کیا فرمایا کس طرح اس کے سامنے وضاحت کی کہ قرآن خدا کا کلام ہے؟

⑤۔۔۔ اس آدمی نے کیسے سمجھا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اس کے

متعلق اس نے کیا فکر کی ؟

⑥ ——— جب اس نے جان لیا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے تو اس نے کیا کیا ؟

غور کیجئے اور جواب دیجئے

① ——— قرآن پیغمبر کا دائمی معجزہ ہے اس کا کیا مطلب ہے ؟

② ——— حق طلب لوگوں نے قرآن کی آیات میں فکر کرنے سے کیا سمجھا ؟

③ ——— انہوں نے کس طرح سمجھا کہ قرآن کا لانے والا خدا کا پیغمبر ہے ؟

④ ——— خداوند عالم قرآن کے معجزہ ہونے میں کیا فرماتا ہے ؟

⑤ ——— خدا کس طرح واضح کرتا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے؟

⑥ ——— کیا لوگ قرآن جیسی کتاب بنا سکتے ہیں؟

⑦ ——— قرآن کی قدر کرنے سے کیا مراد ہے قرآن کا کس طرح احترام کریں ؟

اکیسواں سبق

سبق آموز کہانی دو بھائی

ایک نیک اور مہربان دوسرا مغرور، خودپسند اور بدکردار
ایک دولت مند انسان دنیا سے انتقال کر گیا اس کی وافر دولت اس کے دو لڑکوں کو ملی ان میں سے ایک دین دار اور عاقل جوان تھا وہ دانا اور عاقبت اندیش تھا دنیا کو آخرت کی کھیتی سمجھتا تھا اپنی دولت سے آخرت کے لئے فائدہ حاصل کرتا اپنے مال کے واجب حقوق دیا کرتا اور فقیروں اور غریبوں کی مدد کرتا ان کو سرمایہ اور کام مہیا کیا کرتا تھا اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کی اپنی دولت سے مدد کرتا نیک کاموں میں سبقت لیجاتا مسجد بناتا۔ اسپتال اور مدرسہ بناتا طالب علموں کو تحصیل علم کے لئے مال دیتا اور علماء کی زندگی کے مصارف برداشت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں یہ کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے انجام دیتا ہوں یہ کام میرے آخرت کے لئے

ذخیرہ ہیں دوسرا لڑکا نادان اور حریص تھا جو کچھ ہوتا تھا اس کو اپنے لیئے ہی رکھتا باغ اور کھیتی بناتا بہترین مکان بناتا لیکن اپنے نادار رشتہ داروں کی کبھی دعوت نہ کرتا اور ان سے میل جول نہ رکھتا اپنے مال سے واجب حقوق ادا نہ کرتا ۔ غریبوں کے سلام کا جواب نہ دیتا نیک کاموں میں شریک نہ ہوتا اور کہتا کہ مجھے کام ہے میرے پاس وقت نہیں ہے اس مغرور انسان کے دو بہت بڑے باغ تھے جو خرمہ اور انگور اور دوسرے میوے دار درختوں سے پر تھے پانی کی نہریں اس کے باغ کے کنارے سے گزرتی تھیں ۔

ان باغوں کے درمیان بڑی سرسبز کھیتی تھی کہ جس میں مختلف قسم کی سبزیاں بوئی ہوئی تھیں جب یہ دولت مند بھائی اپنے دوسرے بھائی کے ساتھ اپنے باغ میں جاتا تو سرسبز میوے سے لدے ہوئے بلند درختوں کو دیکھ کر خوش ہوتا اونچی آواز میں ہنستا اور اپنے نیک بھائی کا مذاق اڑاتا اور کہتا کہ تو غلطی کرتا ہے کہ اپنی دولت دوسروں کو دے دیتا ہے لیکن میں اپنی دولت کسی کو نہیں دیتا جس کے نتیجے میں ان باغات اور زیادہ دولت کا مالک ہوں واقعی کتنا بڑا یہ باغ اور کتنی زیادہ دولت: کیا کہنا ! میں ہمیشہ اچھی زندگی گزارتا ہوں یہ دولت تو ختم ہونے والی نہیں جو میرے پاس ہے ۔

مجھے گمان نہیں کہ قیامت بھی ہے اور جہان آخرت بھی ! اور اگر قیامت ہو بھی تو بھی خدا مجھے اس سے بہتر دے گا اس کا نیک بھائی اسے کہتا کہ آخرت کی نعمتیں کسی کو مفت نہیں ملتیں چاہیئے کہ اعمال اچھا

اور کار خیر بجالائے تاکہ آخرت میں استفادہ کر کے نجات پاسکو زیادہ دولت نے تجھے خدا سے غافل کر دیا ہے میرے بھائی تکبّر نہ کر غریبوں کے سلام کا جواب دیا کر فقیروں کی دستگیری کیا کر اتنی بڑی دولت سے آخرت کے لئے فائدہ اٹھا نیک کاموں میں شریک ہوا کر یہ نہ کہا کر کہ میرے پاس وقت نہیں ہے! نہیں کر سکتا: مجھے کام ہے: گناہ اور سستی نہ کیا کر! اللہ کے غضب سے ڈر ممکن ہے خدا کوئی عذاب بھیجے اور یہ تمام دولت اور نعمت تجھ سے لے لے اس وقت پشیمان ہوگا لیکن اس وقت کی پشیمانی فائدہ مند نہ ہوگی۔

لیکن اس کا وہ مغرور بھائی اس غافل اور نیک بھائی کی نصیحت نہ سنتا اور اپنے نارطا کاموں میں مشغول رہتا ایک دن وہ مغرور شخص اپنے باغ میں گیا جب وہاں پہنچا تو بہت دیر ساکت کھڑا رہا اور گھور گھور کر دیکھتا رہا ایک چیخ ماری اور گر پڑا جی ہاں! خدا کا عذاب نازل ہو چکا تھا اور باغ کو ویران کر گیا تھا باغ کی دیواریں گر چکی تھیں اونچے درخت اور اس کی شاخیں اور میوے جل چکے تھے اور ...

جب ہوش میں آیا تو گریہ و زاری کی اور افسوس کیا اور کہنے لگا کاش! کہ میں اپنے بھائی کی باتوں کو سنتا: کاش! میں اپنی دولت خدا کی راہ میں خرچ کرتا! کاش! کہ میں نیک کاموں میں شریک ہوتا اور واجب حقوق ادا کرتا میرے ہاتھ سے دولت نکل گئی اب نہ دنیا میں میرے پاس کوئی چیز ہے اور نہ آخرت میں! یہ ہے اس دولت کا انجام جو خدا کی راہ میں اور اسکے نیک بندوں پر خرچ نہ ہو یہ سب میرے تکبّر اور نادانی کا نتیجہ ہے

ایک تربیتی کہانی ! ظالم حریص قارون

قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رشتہ داروں میں سے تھا اور بظاہر اس نے آپ کا دین بھی قبول کر لیا تھا ! نماز پڑھتا تھا تورات پڑھتا لیکن ریاکار اور کمزور عقیدہ کا انسان تھا مکمل ایمان نہیں رکھتا تھا چاہتا تھا کہ لوگ اس سے خوش فہمی رکھیں تاکہ انہیں فریب دے سکے قارون فصلوں کو پیشگی سستا خرید لیتا اور بعد میں انہیں مہنگے داموں پر فروخت کرتا تھا معاملات میں کم تولتا دھوکا اور بے انصافی کرتا سود کھاتا اور جتنا ہو سکتا تھا لوگوں پر ظلم کیا کرتا اسی قسم کے کاموں سے بہت زیادہ دولت اکٹھی کر لی تھی اور اسے ہر چیز سے زیادہ عزیز رکھتا تھا قارون خدا پرست نہ تھا بلکہ دولت پرست تھا اپنی دولت عیش و عشرت میں خرچ کرتا تھا بہت عمدہ محل بنایا اور ان کے در و دیوار کو سونے اور مختلف

قسم کے جواہرات سے مزین کیا حتی کہ اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کو سونے اور جواہرات سے مزین کیا قارون کے پاس سینکڑوں غلام اور کنیزیں تھیں اور ان کے ساتھ برا سلوک کرتا اور انہیں مجبور کرتا کہ اس کے سامنے زمین پر گر پڑیں اور اس کے پاؤں کو بوسہ دیں۔

بعض عقلمند مومن اسے نصیحت کرتے اور کہتے کہ اے قارون یہ تمام باغ اور ثروت کس لئے یہ سب دولت اور مال کس لئے ذخیرہ کر رکھا ہے؟ کیوں لوگوں پر اتنے ظلم ڈھاتے ہو؟ خدا کو کیا جواب دو گے؟ لوگوں کا حق کیوں پامال کرتا ہے؟ غریبوں اور ناداروں کی کیوں مدد نہیں کرتا؟۔ نیک کاموں میں کیوں قدم نہیں اٹھاتا؟ قارون غرور و تکبر میں جواب دیتا کہ کسی کو ان باتوں کا حق نہیں پہنچتا میں اپنی دولت خرچ کرتا ہوں؛ مومن اسے وعظ کرتے اور کہتے کہ اتنی بڑی دولت حلال سے اکٹھی نہیں ہوتی اگر تو نے بے انصافی نہ کی ہوتی اگر تو نے سود نہ کھایا ہوتا تو اتنا بڑا سرمایہ نہ رکھتا بلکہ تو بھی دوسروں کی طرح ہوتا اور ان سے کوئی خاص فرق نہ رکھتا۔

قارون جواب میں کہتا نہیں! میں دوسروں کی طرح نہیں! میں چالاک اور محنتی ہوں میں نے کام کیا ہے اور دولت مند ہوا ہوں دوسرے بھی جائیں کام کریں زحمت اٹھائیں تاکہ وہ بھی دولت مند ہو جائیں میں کس لئے غریبوں کی مدد کروں لیکن مومن اس کی راہنمائی کے لئے پھر بھی کہتے! کہ تم لوگوں کے حقوق ادا نہیں کرتے جب ہی اتنے دولت مند ہوئے ہو اگر تم مزدوروں کے حق دیتے تو اتنے ثروت مند نہ ہوتے

اور وہ اتنے فقیر اور خالی ہاتھ نہ ہوتے اب بھی اگر چاہتے ہو کہ سعادتمند اور عاقبت بخیر ہو جاؤ تو اپنی دولت کو مخلوق خدا کی آسائش اور ترقی میں خرچ کرو دولت کا انبار لگا لینا اچھا نہیں دولت کو ان راستوں میں کہ جسے خدا پسند کرتا ہے خرچ کرو لیکن قارون مومنین کا مذاق اڑاتا اور ان کی باتوں پر ہنستا اور غرور اور بے اعتنائی سے انہیں کہتا کہ بے فائدہ مجھے نصیحت نہ کرو میں تم سے بہتر ہوں اور اللہ پر زیادہ ایمان رکھتا ہوں جاؤ اپنا کام کرو اور اپنی فکر کرو!

خوشبختی اور سعادت کس چیز میں ہے

ایک دن قارون نے بہت عمدہ لباس پہنا اور بہت عمدہ گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے محل سے باہر نکلا بہت زیادہ نوکر چاکر بھی اس کے ساتھ باہر آئے لوگ قارون کی عظمت و شکوہ کو دیکھنے کے لئے راستے میں کھڑے تھے اور اس قدر سونے اور جواہرات کے دیکھنے پر حسرت کر رہے تھے بعض نادان اس کے سامنے جھکتے اور زمین پر گر پڑتے اور کہتے کتنا خوش نصیب ہے قارون! کتنی ثروت کا مالک اور کتنی سعادت رکھتا ہے! خوش حال قارون! کتنی اچھی زندگی گزارتا ہے کتنا سعادتمند اور خوشبخت ہے کاش!! ہم بھی قارون کی طرح ہوتے؟

لیکن سمجھدار مومنین کا دل ان لوگوں کی حالت پر جلتا وہ انہیں سمجھاتے اور کہتے کہ سعادت اور خوش بختی زیادہ دولت میں نہیں ہوا کرتی کیوں اس کے سامنے زمین پر گر پڑتے ہو؟ ایک ظالم انسان کا اتنا احترام کیوں کرتے ہو وہ احترام کے لائق نہیں : اس نے یہ ساری دولت گراں فروشی اور بے انصافی سے کمائی ہے وہ سعادتمند نہیں سعادتمند وہ انسان ہے جو خدا پر واقعی ایمان رکھتا ہو اور اللہ کی مخلوق کی مدد کرتا ہو اور لوگوں کے حقوق سے تجاوز نہ کرتا ہو ایک دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰؑ کو حکم ہوا کہ دولت مندوں سے کہو کہ وہ زکاۃ دیں ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کا حکم دولت مندوں کو سنایا اور قارون کو بھی اطلاع دی کہ دوسروں کی طرح اپنے مال کی زکوٰۃ دے اس سے قارون بہت ناراض ہوا اور سخت لہجے میں حضرت موسیٰؑ سے کہا زکوٰۃ کیلئے کس دلیل سے اپنی دولت دوسروں کو دوں وہ بھی جائیں اور کام کریں اور محنت کریں تاکہ دولت کمالیں ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا زکوٰۃ یعنی اتنی بڑی دولت کا ایک حصہ غریبوں اور ناداروں کو دے تاکہ وہ بھی زندگی گذار سکیں چونکہ تم شہر میں رہتے ہو اور معاشرے کی فرد ہو اور ان کی مدد سے اتنی کثیر دولت اکٹھی کی ہے اگر وہ تیری مدد نہ کرتے تو تو ہرگز اتنی دولت نہیں کما سکتا تھا مثلاً اگر تو بیابان کے وسط میں تنہا زندگی بسر کرتا تو ہرگز اتنا بڑا محل نہ بنا سکتا اور باغ آباد نہ کر سکتا یہ دولت جو تو نے حاصل کی ہے

ان لوگوں کی مدد سے حاصل کیا ہے پس تیری دولت کا کچھ حصہ بھی انہیں نہیں دے رہا بلکہ ان کے اپنے حق اور مال کو زکات کے نام سے انہیں واپس کر رہا ہے۔

لیکن قارون نے موسیٰ علیہ السلام کی دلیل کی طرف توجہ نہ کی اور کہا اے موسیٰ (ع) یہ کیسی بات ہے کہ تم کہہ رہے ہو! زکات کیا ہے ہم نے برا کام کیا کہ تم پر ایمان لے آئے ہیں کیا ہم نے گناہ کیا ہے کہ نماز پڑھتے ہیں اب آپ کو خراج بھی دیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کی تندروی کو برداشت کیا اور نرمی سے اسے کہا کہ اے قارون زکات کوئی میں اپنے لئے تو نہیں رہا ہوں بلکہ اجتماعی خدمات اور غریبوں کی مدد کے لئے چاہتا ہوں یہ اللہ کا حکم ہے کہ مالدار غریبوں اور ناداروں کا حق ادا کریں یعنی زکواۃ دیں تاکہ وہ بھی محتاج اور فقیر نہ رہیں اگر تو واقعی خدا پر ایمان رکھتا اور مجھے خدا کا پیغمبر مانتا ہے تو پھر اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کردے اگر نماز پڑھتا ہے تو زکوات بھی دے کیونکہ نماز بغیر زکات کے فائدہ مند نہیں ہے تورات کا پڑھنا سمجھنے اور عمل کرنے کے لئے ہے لیکن قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام اور مومنین کی نصیحت اور موعظہ کی کوئی پرواہ نہ کی بلکہ اس کے علاوہ مومنین کو اذیت بھی پہنچانے لگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دشمنی کرنے لگا یہاں تک تہمت لگانے سے بھی دریغ نہیں کرتا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام قارون کی گستاخی اور سخت دلی سے بہت ناراض ہوئے اور آپ کا دل ٹوٹا اور خداوند عالم سے درخواست

کی کہ اس حریص اور ظالم انسان کو اس کے اعمال کی سزا دے ۔

حضرت موسیٰؑ کی دعا قبول ہوئی

اللہ کے حکم سے زمین لرزی اور ایک شدید زلزلہ آیا اور ایک لحظہ میں قارون کا محل ویران اور زمیں بوس ہوگیا اور قارون کو قصر سمیت زمین نگل گئی اور اس حریص کے ظلم کا خاتمہ کردیا قارون خالی ہاتھ آخرت کی طرف روانہ ہوا تاکہ وہ اپنے برے کاموں کی سزا کو دیکھے اور اسے عذاب دیا جائے کہ آخرت کا عذاب سخت اور دائمی ہے اس وقت وہ لوگ جو قارون کو سعادتمند سمجھتے تھے اور اس کی دولت کی آرزو کرتے تھے اپنی غلطی کی طرف متوجہ ہوئے اور توبہ کی اور کہا کتنی بری عاقبت اور برا انجام ہے یہ قارون نے اپنے مال کو ہاتھ سے نہ دیا اور خالی ہاتھ اور گناہ گار آخرت کی طرف روانہ ہوا تاکہ اپنے کیئے کا عذاب چکھے اب ہم نے سمجھا کہ تنہا مال اور دولت کسی کو خوش بخت نہیں کرتی بلکہ خوش بختی خدا پر ایمان اور اللہ کے احکام پر عمل کرنے میں ہے ۔

غور کیجئے اور جواب دیجئے

(۱) قارون نے دولت کس طریقے سے اکٹھی کی تھی ؟

(۲) قارون اپنی دولت کو کہاں خرچ کرتا تھا؟
(۳) مومن اس سے کیا کہتے تھے اور کس طرح اسے نصیحت کرتے تھے؟
(۴) زکات سے کیا مراد ہے کس دلیل کی بنا پر اپنی دولت دوسروں کو دی جائے حضرت موسیٰؑ نے قارون کے دو سوالوں کا کیا جواب دیا تھا؟
(۵) کس دلیل سے مال کا کچھ حصّہ فقراء سے تعلق رکھتا ہے؟
(۶) جب نادان لوگوں نے قارون کا ظاہری جاہ وجلال دیکھا تو کیا کہتے تھے اور کیا آرزو کرتے تھے؟
(۷) حضرت موسیٰؑ زکات کو کن جگہوں پر خرچ کرتے تھے؟
(۸) کیا قارون واقعاً سعادتمند تھا اور اس کا انجام کیا ہوا
(۹) اپنے ظلم کی کامل سزا کہاں پائے گا؟
(۱۰) جو لوگ اسے سعادتمند سمجھتے تھے وہ اپنی غلطی سے کیسے مطلع ہوئے اور انہوں نے کیا کہا؟

اس داستان کو اپنے خاندان کے افراد کے سامنے بیان کیجئے اور اس کے متعلق بحث اور گفتگو کیجئے۔

چوتھا حصّہ

امامت

پہلا سبق

پیغمبر کا خلیفہ اور جانشین کون ہو سکتا ہے

ہوائی جہاز پر مسافر سوار ہو چکے تھے لیکن ابھی ہوائی جہاز کا پائلٹ نہیں آیا تھا اور وہ آ بھی نہیں سکتا تھا کسی آدمی کو اس کی جگہ لایا جائے گا کہ جو مسافروں کو ان کی منزل تک پہنچا دے کیا انہیں مسافروں میں سے کسی ایک کو یا ہوائی جہاز میں کسی کام کرنے والے کو یا کسی راہ گیر کو آیا ! اسے جو ہوائی جہاز چلانے میں مہارت اور آگاہی نہ رکھتا ہو ہوائی جہاز چلانے کے لئے اس پائلٹ کی جگہ بھیج دیا جائے گا ؟ کیا اس پر مسافر اعتماد کر سکیں گے اور کیا وہ ہوائی جہاز اڑا سکے گا کون آدمی ایک پائلٹ کا جانشین ہو سکتا ہے ؟ یقیناً وہ آدمی جو ہوائی جہاز چلانے میں مہارت رکھتا ہو اور اس فن میں کافی معلومات اور آگاہی رکھتا ہو اور خود پائلٹ ہو اس مثال کو دیکھتے ہوئے آپ یہ کہہ سکتے

ہیں کہ کون آدمی پیغمبرؐ کا جانشین اور خلیفہ ہوسکتا ہے ؟

پیغمبرؐ کا جانشین کیسا ہونا چاہیئے

آیا وہ آدمی جو لوگوں کی ہدایت اہلیت اور اس کے متعلق کامل علم نہ رکھتا ہو وہ پیغمبر کا جانشین ہوسکتا ہے آیا وہ آدمی جو دین اسلام کے قوانین نہ جانتا ہو اور ان میں غلطیاں کرتا ہو اور گناہ کرتا ہو پیغمبر اسلامؐ کا جانشین اور خلیفہ ہوسکتا ہے اور اس منصب کے لائق ہوسکتا ہے

کون بہتر جانتا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کی جانشینی کے لئے کون لائق اور سزاوار ہے خدا بہتر جانتا ہے یا لوگ یقیناً خدا بہتر جانتا ہے لہٰذا خدا ہی پیغمبر اسلامؐ کی جانشینی کے لئے کسی لائق انسان کو معین کرتا ہے اور پیغمبرؐ کو حکم دیتا ہے کہ علم الٰہی کو جو اس کو دیا گیا ہے اسے بھی آگاہ کرے پیغمبرؐ بھی اللہ کے حکم پر عمل کرتا ہے اور اس کا اپنی جانشینی کے لئے اعلان کرتا ہے پیغمبرؐ کے جانشین کو امام کہا جاتا ہے۔

دوسرا سبق

پیغمبر کا جانشین امام معصوم ہوتا ہے

پیغمبر اللہ کے حکم سے ایک ایسے انسان کو جو امین اور معصوم ہوتا ہے اپنی جانشینی کے لئے چنتا ہے تاکہ وہ اس کا خلیفہ ہو اور اس کے کاموں کو انجام دے امام ایک امین اور معصوم انسان ہوتا ہے کہ جسے خدا لوگوں کی رہبری کے لئے انتخاب کرتا ہے اور اللہ کے فرمان اور حکم سے پیغمبر اسے لوگوں کو بتلاتا اور اعلان کرتا ہے تاکہ وہ اپنے کردار اور گفتار سے لوگوں کی اللہ تعالیٰ کی طرف راہنمائی اور ہدایت کرے اور لوگ اپنی زندگی میں اسے اپنے لئے نمونہ قرار دیں اور اس کی پیروی کریں پیغمبر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے علم اور آگاہی کو اس کے اختیار میں قرار دیتا ہے تاکہ لوگوں کی راہنمائی اور رہبری کر سکے امام دین کے قانون اور دستور کو جانتا ہے یعنی خدا اور پیغمبر اسے اس کی تعلیم دیتے ہیں اور پھر وہ

اسے لوگوں تک پہنچاتا ہے امام پیغمبر کی طرح دین کا کامل نمونہ ہوتا ہے اور دین کے پورے احکام اور دستور پر عمل کرتا ہے۔

امام پیغمبرؐ کی طرح گناہ کی نجاست اور قباحت کو دیکھتا ہے اور اسی علم و آگاہی کی وجہ سے ہرگز گناہ نہیں کرتا بلکہ گناہ سے دور رہتا ہے امام پیغمبر کی طرح گناہ اور غلطی نہیں کرتا لوگ اس پر اعتماد کرتے ہیں اور اس کے اقوال اور اعمال کی پیروی کرتے ہیں۔

بارہ امامؑ تمام کے تمام معصوم ہیں یعنی گناہ نہیں کرتے کامل طور پر امین اور صحیح انسان ہیں دین اسلام کے احکام اور قوانین کو ٹھیک اور کامل لوگوں تک پہنچاتے ہیں یعنی اس میں غلطی اور نسیان نہیں کرتے۔

سوالات

① کون آدمی پیغمبر کا جانشین ہو سکتا ہے؟

② کیا گناہ گار اور خطا کار آدمی مسلمانوں کا امام ہو سکتا ہے اور کیوں؟

③ دین کا کامل نمونہ ہونے کا کیا مطلب ہے؟

④ امام گناہوں سے کیوں دور رہتا ہے؟

⑤ علم اور آگاہی امام کو کون دیتا ہے؟

⑥ معصوم ہونے سے کیا مراد ہے؟

⑦ امام پر اللہ کی کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

تیسرا سبق

عیدغدیر

پیغمبر اسلامؐ اپنی زندگی کے آخری سال حج بجالانے کے لئے تشریف لے گئے اور مسلمانوں کو بھی دعوت دی کہ وہ بھی اس سال حج میں شریک ہوں اس کی بنا پر مسلمانوں نے جو بھی حج کے لئے آسکتے تھے پیغمبر کے اس فرمان کو قبول کیا اور تھوڑی مدت میں مسلمانوں کی کافی تعداد مکہ کی طرف روانہ ہوگئی وہاں حج کی باعظمت عبادت میں شرکت کی اور حج کے پورے اعمال پیغمبر اکرمؐ سے یاد کئے۔

جب حج اور خانہ کعبہ کی زیارت کے اعمال ختم ہوگئے تو قافلے واپس لوٹنے کے لئے تیاری کر کے چل پڑے پیغمبر اسلامؐ نے بھی قافلوں کے ساتھ مدینہ کی طرف حرکت کی اونٹوں کی گھنٹیوں کی آواز نے میدانوں کی خاموشی کو توڑ دیا تھا موسم بہت گرم تھا اور صحرا آگ برسا

رہا تھا کہ راستے میں پیغمبر اسلامؐ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی اور یہ پیغام اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر اسلامؐ کے لئے آیا۔

اے پیغمبرؐ! وہ پیغام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی طرف اتارا جا چکا ہے لوگوں تک پہنچا دیجئے اگر اس میں کوتاہی کی تو آپؐ نے کار رسالت ہی انجام نہیں دی۔ اللہ آپؐ کو دشمنوں سے محفوظ رکھے گا اور کافر اپنے مقصد تک نہیں پہنچیں گے پیغمبر اسلامؐ وہیں پر فوراً اتر گئے تاکہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کریں مسلمانوں کی ایک تعداد کو آواز دی اور فرمایا کہ جتنے قافلے آگے جا چکے ہیں ان کو خبر کرو کہ وہ واپس لوٹ آئیں اور وہ قافلے جو پیچھے رہ گئے ہیں اور ابھی یہاں نہیں پہنچے انہیں کہو کہ جلد وہ یہاں پہنچ جائیں یہ لوگ تیز رفتار اونٹوں پر سوار ہوئے اور تیزی سے ان قافلوں کو جو آگے چلے گئے تھے جا ملے اور انہیں آواز دی ٹھہرو ٹھہرو، واپس لوٹ آؤ، قافلے والوں نے اونٹوں کی مہاریں کھینچیں اور اونٹوں کی گھنٹیاں خاموش ہوگئیں برابر پوچھ رہے تھے! کیوں ٹھہریں، کیا خبر ہے، اس گرمی کے عالم میں کیوں رکیں؟ اور واپس لوٹ آئیں ،،

اونٹ سوار کہتے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے لوٹ آؤ! غدیر کے نزدیک میرے پاس اکٹھے ہوجاؤ قافلے واپس لوٹ آئے غدیر کے قریب اپنے سامان کو اتارا اور جو قافلے ابھی تک نہیں پہنچے تھے وہ بھی پہنچ گئے اس طرح ہزاروں مسلمان جو حج سے واپس آ رہے تھے اٹھارہ ذی الحجہ کو جمع ہوگئے ظہر کی نماز انہوں نے پیغمبر اسلامؐ کے ساتھ پڑھی

اس کے بعد اونٹوں کے پالانوں سے منبر بنایا گیا پیغمبر اسلامؐ اس منبر پر گئے تاکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کو انجام دیں اور وہ اہم پیغام لوگوں تک پہنچا دیں تمام لوگ چپ اور منتظر بیٹھے تھے کہ پیغمبر اسلامؐ کا پیغام سنیں اور دیکھیں کہ وہ اہم پیغام کیا ہے؟

پیغمبر اسلامؐ نے چند مفید کلمات کے بعد آسمانی آواز میں جو سب تک پہنچ رہی تھی لوگوں سے پوچھا لوگو! تمہارا پیشوا اور حاکم کون ہے؟ تمہارا رہبر اور صاحب اختیار کون ہے؟ کیا میں تمہارا رہبر اور پیشوا نہیں ہوں کیا میں تمہارا رہبر اور صاحب اختیار نہیں ہوں سب نے کہا! یا رسول اللہ: آپ ہمارے رہبر اور صاحب اختیار ہیں آپؐ ہمارے پیشوا ہیں اس کے بعد پیغمبر اکرمؐ نے حضرت علیؑ کو آواز دی اور اپنے پہلو میں بٹھایا اور ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں بلند کیا اور لوگوں کو دکھلایا اور بلند آواز میں فرمایا! کہ "جس کا میں پیشوا اور صاحب اختیار ہوں میرے بعد علی "علیہ السلام" اس کے پیشوا اور صاحب اختیار ہیں۔ اے لوگو! اے مسلمانو! میرے بعد تمہارے علیؑ پیشوا اور رہبر ہیں اس کے بعد اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور فرمایا! پروردگارا علیؑ کے دوستوں سے دوستی رکھ اور علیؑ کے دشمنوں سے دشمنی رکھ، پروردگار! علیؑ کے دوستوں سے دوستی رکھ اور علیؑ کے بدخواہوں کو ذلیل و خوار کر،،

اس کے بعد آپؐ منبر سے نیچے اترے اپنی پیشانی سے پسینے کو صاف کیا اور ایک آہ بھری اور تھوڑی دیر آرام سے ٹھہرے

اور اس کے بعد مسلمانوں کو حکم دیا کہ میرے بھائی اور جانشین علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کریں اور اس منصب الٰہی کی انھیں مبارک باد دیں وہ پیشوا اور امیر المومنین ہیں۔

مسلمان گروہ در گروہ آئے اور حضرت علیؑ سے ہاتھ ملا کر ان کو مومنین کے منصب رہبری کی مبارک باد دی اور آپ کو امیر المومنینؑ کہہ کر پکارا اس لحاظ سے حضرت علی علیہ السلام اٹھارہ ذی الحجہ کو رہبری اور امامت کے لئے چنے گئے رہبری اور امامت کا مقام دین اسلام کا جزء ہے رہبر اور امام کے معیّن کر دینے سے دین اسلام کامل اور جاودانی ہو گیا ہے ہم ہر سال اس مبارک دن کو عید مناتے ہیں اور حضرت علی علیہ السلام کی امامت اور پیشوائی پر خوش ہوتے ہیں اور حضرت علی علیہ السلام کو مسلمانوں کا رہبر اور امام سمجھتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ آپ کی گفتار اور کردار کی پیروی کریں۔

سوالات

(۱) بیعت کا کیا مطلب ہے مسلمانوں نے حضرت علیؑ کی کیوں بیعت کی تھی اور کیوں آپؑ کو مبارک باد دی تھی

(۲) ہمارے پیغمبرؐ نے حضرت علیؑ کو لوگوں کے لئے امام معین کرنے سے پہلے ان سے کیا پوچھا تھا اور ان سوالوں کا حضرت علیؑ کے تعارف اور تعیّن سے کیا تعلق تھا ؟

۳ ــــــــ وہ اہم پیغام کیا تھا کہ جس کے پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا؟

۴ ــــــــ پیغمبر اسلامؐ نے اللہ کی وحی سننے کے بعد کیا کیا اور مسلمانوں سے کیا فرمایا

۵ ــــــــ پیغمبر اسلامؐ نے حضرت علیؑ کا لوگوں کسے کس طرح تعارف کرایا اور آپؑ کے حق میں کیا فرمایا

۶ ــــــــ غدیر کی عید کون سے دن ہوتی ہے اس عید کے جشن میں ہم کیا کرتے ہیں اور کس چیز کی کوشش کرتے ہیں

اس سال غدیر کی عید کس موسم میں آئے گی اور کس مہینے میں۔ یاد رکھئے گا اس دن جشن منائیں اور اپنے دوستوں کو اس جشن میں دعوت دیں ۔

چوتھا سبق

شیعہ

حضرت علی علیہ السلام پہلے مسلمان ہیں اور بعد پیغمبر اسلامؐ سب سے افضل ہیں پیغمبر اسلامؐ کے فرمان کو اچھی طرح سنتے تھے اور پیغمبرؐ کے احکامات کے کامل مطیع تھے ہر جگہ پیغمبرؐ کی مدد اور اعانت کرتے تھے دینداری میں کوشش اور جہاد کرتے تھے۔

پیغمبرؐ کے زمانے میں ایک گروہ حضرت علی علیہ السلام کا دوست تھا حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ اسلام کی پیش رفت میں کوشش اور جہاد کرتا تھا یہ گروہ تمام حالات میں حضرت علی علیہ السلام کی گفتار، رفتار اور اخلاق میں پیروی کیا کرتا تھا یہ حضرت علی علیہ السلام کی طرح پیغمبر اسلامؐ کی اطاعت کرتا تھا پیغمبر اسلامؐ حضرت علی علیہ السلام اور اس ممتاز گروہ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ اے علیؑ آپؑ اور

آپؐ کے شیعہ روئے زمین پر بہترین انسان ہیں اور جب حضرت علیؑ کو اپنے دوستوں کے ساتھ دیکھتے تو ان کی طرف اشارہ کر کے فرماتے کہ یہ نوجوان اور اس کے شیعہ نجات پائے ہوئے ہیں پیغمبر اکرمؐ اس ممتاز گروہ کو جو مکمل ایمان لے آیا تھا شیعہ کے نام سے پکارتے تھے اسی دن سے جو مسلمان رفتار، گفتار اور کردار میں ممتاز تھے اور دینداری میں حضرت علی علیہ السلام کی پیروی کرتے تھے شیعہ کہلاتے تھے یعنی پیروکار۔

پیغمبر اسلامؐ کی وفات کے بعد مسلمانوں کا وہ ممتاز گروہ جو واقعی ایمان لایا تھا اور پیغمبر اسلامؐ کے فرمان کا مطیع تھا انہوں نے مکمل طور پر پیغمبر کے فرمان پر عمل کیا اور حضرت علی علیہ السلام کو پیشوائی اور رہبری اور امامت کے لئے قبول کیا اور ان کی مدد اور حمایت کی البتہ مسلمانوں کے ایک گروہ نے پیغمبر اسلامؐ کے فرمان کو قبول نہ کیا اور حضرت ابوبکر کو پیغمبر اسلامؐ کا جانشین شمار کیا اور اس کے بعد حضرت عمر کو دوسرا اور حضرت عثمان کو تیسرا خلیفہ اور حضرت علی علیہ السلام کو چوتھا خلیفہ جانا اس گروہ کو اہلسنّت کہا جاتا ہے یہ دونوں گروہ مسلمان ہیں خدا اور پیغمبر اکرمؐ اور قرآن کو قبول کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے محبت اور مہربانی کرتے ہیں اور قرآن کی تعلیم اور پیغمبر اسلامؐ کی تعلیمات میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں ہم شیعہ جیسا کہ پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا ہے عقیدہ رکھتے ہیں کہ پیغمبر اسلامؐ کے بعد یکے بعد دیگرے بارہ امام اور رہبر ہیں پہلے امام حضرت علی علیہ السلام ہیں اور بارہویں امام حضرت مہدی علیہ السلام

ہیں کیونکہ پیغمبر اسلامؐ کے حکم کے مطابق آپ کے خلیفہ اور جانشین بارہ ہوں گے ۔

مذہب شیعہ کو جعفری مذہب بھی کہا جاتا ہے ۔

غور کیجئے اور جواب دیجئے

(۱) شیعہ کا کیا مطلب ہے شیعہ اسلام اور دین داری میں کس کی پیروی کرتے ہیں؟

(۲) مسلمانوں کے کس ممتاز گروہ کا نام شیعہ ہے اور پیغمبرؐ نے ان کے متعلق کیا فرمایا ہے؟

(۳) پیغمبر اسلامؐ کی وفات کے بعد کن لوگوں نے پیغمبرؐ کی تعلیمات پر عمل کیا اور کس طرح؟

(۴) مسلمانوں کے دوسرے گروہ کو کیا کہا جاتا ہے وہ پیغمبر اکرمؐ کی وفات کے بعد کس کو ان کا جانشین مانتے ہیں؟

(۵) یہ دونوں گروہ آپس میں کیسے تعلقات رکھتے ہیں اور کن مسائل کی شناخت میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں؟

(۶) ہمارا عقیدہ پیغمبرؐ کے جانشینوں کے متعلق کیا ہے؟
ایران کا رسمی مذہب کون سا ہے ۔

اس قسم کے دوسرے سوال بنائیے اور ان کے جواب دوستوں سے پوچھئے ۔

پانچواں سبق

آٹھویں امام حضرت امام رضا علیہ السلام

امام رضا علیہ السلام ایک سو اڑتالیس ہجری گیارہ ذیقعدہ مدینہ منورہ میں متولد ہوئے آپ کے والد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تھے اور آپؑ کا نام علیؑ ہے اور رضا کے لقب سے معروف ہوئے اور آپؑ کی والدہ ماجدہ کا نام نجمہ تھا۔

حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اللہ کے حکم اور پیغمبر اسلامؐ کی وصیت کے مطابق اپنے بعد آپ کو لوگوں کا امام معیّن کیا اور اس سے لوگوں کو آگاہ کیا امام رضا علیہ السلام کا علم دوسرے اماموں کی طرح آسمانی اور الہی تھا اسی لئے تمام لوگوں کے علم پر آپؑ کے علم کو برتری حاصل تھی طالبان علم اور علماء اور دانشمند آپؑ سے علم حاصل کرنے کے لئے آپؑ کی خدمت میں آتے اور علوم سے بہرہ مند ہوتے تھے

عیسائی اور یہودی اور دوسرے ادیان کے علماء آپؑ کے پاس آتے اور امام علیہ السلام ان سے گفتگو اور بحث و مباحثہ کیا کرتے اور ان کے مشکل سوالوں کا جواب دیا کرتے تھے اور ان کی راہنمائی اور ہدایت فرمایا کرتے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپؑ نے کسی کے سوالوں کا جواب نہ دیا ہو یا جواب صحیح نہ دیا ہو آپؑ کو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے کثیر علم کی وجہ سے عالم آل محمدؐ کہا جاتا تھا آپ کے بہت سے قیمتی ارشادات ہمارے لئے آج بھی مشعل راہ ہیں۔

امام رضا علیہ السلام کی امامت کے زمانے میں مامون مسلمانوں کا حاکم اور خلیفہ تھا اور چونکہ وہ لوگوں کو امام رضا علیہ السلام سے دور رکھنا چاہتا تھا امام کو جو مدینہ منورہ میں زندگی بسر کرتے تھے شہر طوس میں بلوایا اور امام علیہ السلامؑ کے سامنے ولی عہد اور خلافت کے عہدے کی پیش کش کی لیکن امام رضا علیہ السلام نے جو مامون کے مکر و فریب اور منافقت سے آگاہ تھے مامون کی اس پیش کش کو قبول نہ کیا مامون نے بہت زیادہ اصرار کیا امام رضا علیہ السلام چاہتے تھے کہ ولی عہدی کو قبول نہ کریں لیکن مامون کے بہت زیادہ اصرار کے بعد آپؑ نے بظاہر ولی عہدی کو قبول کر لیا لیکن شرط لگادی کہ آپؑ حکومت کے کسی کام میں دخل نہیں دیں گے بالآخر مامون نے جو امام کی شخصیت سے سخت خائف تھا اور آپؑ کی صلاحیتوں کی وجہ سے خطرے کا احساس رکھتا تھا آپ کو زہر دے کر شہید کر دیا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے صفر کی آخری تاریخ کو ۲۰۳ھ

میں طوس میں شہادت پائی اور آپؑ کے جسم مبارک کو اسی شہر کے نزدیک کہ جو آج مشہد مقدس کے نام سے مشہور ہے ۔ دفن کر دیا گیا آپؑ کی قبر مبارک آج کے دور میں سارے مسلمانوں کے لئے زیارت گاہ ہے ۔

چھٹا سبق

اسراف کیوں؟

امام رضا علیہ السلام نے دیکھا کہ ایک آدھا کھایا ہوا پھل زمین پر پڑا ہے آپؑ کے خادموں میں سے کسی نے پھل کا کچھ حصّہ کھایا تھا اور باقی کو زمین پر پھینک دیا تھا حضرت امام رضا علیہ السلام اس سے ناراض ہوئے اور اس خادم کو بلایا اور اس سے فرمایا کہ کیوں اسراف کرتے ہو؟ اللہ کی نعمت کے ساتھ کیوں بے پرواہی کرتے ہو کیا تمہیں علم نہیں کہ اللہ اسراف کرنے والے انسان کو دوست نہیں رکھتا کیا تم نہیں جانتے خدا اسراف کرنے والے کو سخت سزا دے گا اگر تمہیں کسی چیز کی حاجت نہیں تو اسے ضائع نہ کرو اور فضول خرچ نہ کرو بلکہ وہ ان کو دے دو جو اس کے محتاج ہیں۔

● ـــــ امام رضا علیہ السلام کے فرمان سے آپ کیا سمجھتے ہیں کہ خدا

کیوں اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ______ ؟

● ______ اور کیوں اسراف کرنا برا و ناپسندیدہ فعل ہے ______ ؟

ان دو سوالوں کے جواب دینے کے لئے یہ سوچئے کہ ایک سیب کو تیار ہونے کے لئے کتنی قوت اور توانائی خرچ ہوتی ہے اور کتنے کام انجام پاتے ہیں تب جاکر ایک سیب بنتا ہے مثلا سوچئے کہ سیب کے پودے کو بڑھنے کے لئے سورج کی کتنی توانائی ضروری ہے کتنی مقدار میں پانی، ہوا معدنی اجزاء خرچ ہوں گے اور کتنے لوگ محنت کریں گے تب جاکر سیب کا ایک دانہ آپ کے ہاتھ تک پہنچے گا سوچئے! اس قدر کام اور توانائی کتنی قیمتی ہے ___ ؟

جب سیب کا کچھ حصّہ پھینک دیتے ہیں یا کسی اور اللہ کی نعمتوں میں سے کسی نعمت کو بیجا خرچ کرتے ہیں تو درحقیقت اس تمام توانائی اور محنت کو ضائع کرتے ہیں اور اس کے علاوہ ایک دوسرے انسان کو بھی خدا کی نعمتوں سے محروم کرتے ہیں اور اس کے حق کو ضائع کرتے ہیں کیا اسراف کرنا اللہ کی نعمتوں کی حرمت کی منافی نہیں ______ ؟

● کیا اسراف کرنا اللہ کی ناشکری نہیں ہے ______ ؟

● کیوں اللہ کی نعمتوں کو معمولی شمار کرتے ہیں اور ان کو بیجا خرچ کرتے ہیں ______ ؟

● کیا آپ راضی ہیں کہ ایک بچّہ بھوکا سوئے اور آپ اپنی غذا سے تھوڑی مقدار ضائع کردیں یا نیم خوردہ میوہ کو بغیر کھائے گندگی میں ڈال دیں ______ ؟

کیا آپ راضی ہیں کہ بچہ جس کے پاس کاغذ اور قلم ہے تحصیل علم سے محروم رہے اور آپ اپنی کاپیاں اور کاغذ بلا وجہ پھاڑ ڈالیں یا انھیں لکھے بغیر ہی ضائع کر دیں ــــــــــ؟

کیا یہ درست ہے کہ آپ ضرورت سے زیادہ بجلی صرف کریں اور دوسرے بقدر ضرورت بجلی اور روشنی نہ رکھتے ہوں حالانکہ خدا نے پانی سورج مٹی ہوا اور دوسری نعمتیں تمام انسانوں کے لئے پیدا کی ہیں اور ہر انسان کو حق پہنچتا ہے کہ اللہ کی ان نعمتوں سے استفادہ کرے ــــــــــ؟

اب جب کہ آپ سمجھ چکے ہیں کہ اسراف کرنا گناہ ہے اور بہت برا اور ناپسندیدہ کام ہے تو اس کے بعد اسراف مت کیجئے اب جب کہ آپ جان چکے ہیں کہ خداوند عالم اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور سخت سزا دیتا ہے تو اس کے بعد کسی چیز کو فضول اور بیجا خرچ نہ کریں، کسی چیز کو ضائع نہ کریں اور اعتدال کے ساتھ خرچ کریں اس طریقے سے وہ روپیہ جو فضول اور بے فائدہ چیزوں پر خرچ کرتے ہیں بچا کر اپنے دوستوں کے لئے تحفے خرید سکتے ہیں یا اپنے ہمسایوں اور واقف کاروں کی اس سے مدد کر سکتے ہیں جس کے نتیجہ میں خدا آپ کے اس کام سے خوش ہوگا! اور آپ کو اچھی جزاء عنایت کرے گا اور لوگ بھی آپ کو زیادہ دوست رکھیں گے اور آپ کی زیادہ مدد کریں گے!

غور کیجئے اور جواب دیجئے

(۱) امام رضاؑ اور دوسرے ائمہ کا علم کیسا ہوتا ہے اور کیوں تمام لوگوں کے علم پر برتری رکھتا ہے ؟

(۲) عالم آل محمدؐ کسے کہا جاتا تھا اور کیوں ؟

(۳) امام رضاؑ خلفاء عباسی کے کس خلیفہ کے ہم عصر تھے ؟

(۴) مامون نے کیوں امام رضاؑ کو طوس بلوایا اور امامؑ سے کیا پیش کش کی ؟

(۵) امام رضاؑ نے ولی عہدی کو کس شرط پر قبول کیا اور کیوں ؟

(۶) مامون نے امامؑ کو کیوں شہید کیا ؟

(۷) امام رضاؑ کی شہادت کس سال اور کس دن ہوئی ؟

(۸) اسراف سے کیا مراد ہے امام رضاؑ نے اسراف کے متعلق کیا فرمایا ؟

(۹) اسراف کیوں نہ کریں اعتدال برتنے سے کونسے کام انجام دے سکتے ہیں ؟

ساتواں سبق

نویں امام "حضرت امام محمد تقی علیہ السلام

ہمارے نویں امام حضرت امام محمد تقی علیہ السلام حضرت امام رضا علیہ السلام کے فرزند ہیں آپؑ ایک سو پچانو ۱۹۵ ہجری ماہ رمضان میں مدینہ منورہ میں متولد ہوئے آپؑ کے والد حضرت امام رضا علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اور پیغمبر اسلامؐ کی وصیت کے تحت آپؑ کو اپنے بعد لوگوں کا امام معین فرمایا اس سے لوگوں کو آگاہ کیا امام محمد تقی علیہ السلام امام جواد کے نام سے بھی مشہور ہیں آپؑ بچپن ہی سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خصوصی ربط رکھتے تھے اور اسی سن میں لوگوں کی دینی مشکلات کو حل کرتے تھے اور ان کی راہنمائی اور رہبری فرماتے تھے بہت بڑے بڑے علماء آپؑ کی خدمت میں آتے اور بہت سخت اور مشکل دینی اور علمی مسائل آپؑ سے پوچھتے امام جواد علیہ السلام ان کے تمام مشکل

سوالوں کا آسانی کے ساتھ جواب دیتے تھے بعض لوگ جو آپؑ کے اللہ کے ساتھ خاص تعلق سے مطلع نہ تھے آپؑ کے علمی پایہ سے تعجب کرتے اور کہتے تھے کہ اس کمسن بچّے نے کہاں سے اتنا زیادہ علم حاصل کرلیا ہے اس بچے کا علم کیسے تمام بزرگ علماء کے علم پر برتری حاصل کرگیا ہے انہیں علم نہ تھا کہ امام کو علم کسی سے پڑھ کر حاصل نہیں ہوا کرتا بلکہ امامؑ کا علم اللہ کی طرف سے آسمانی ہوا کرتا ہے انہیں علم نہیں تھا کہ خدا جس کی روح کو چاہے اپنے سے مرتبط کردیتا ہے خواہ بچہ ہو یا بڑا اور اسے تمام لوگوں سے زیادہ علم دے دیتا ہے امام محمد تقی علیہ السلام بچپن ہی سے بہترین صفات انسانی کے مالک تھے!

تقی! یعنی زیادہ پرہیزگار تھے!

جواد: یعنی زیادہ سخاوت اور عطا کرنے والے تھے مطلع اور روشن فکر تھے اور لوگوں کے لئے تحصیل علم کی کوشش کرتے تھے۔

معتصم عباسی ظالم خلیفہ تھا اور آپؑ کی روشن فکری کو اپنی قوت کے خاتمے کا سبب جانتا تھا لوگوں کے بیدار ہوجانے اور حقائق سے مطلع ہوجانے سے ڈرتا تھا اور امام جواد علیہ السلام کی سخاوت تقویٰ اور پرہیزگاری سے خائف تھا اسی لئے حضرت امام جواد کو شہر مدینہ سے اپنے دارالخلافہ بغداد بلایا اور چند مہینوں کے بعد شہید کردیا۔

امام جواد علیہ السلام کی عمر شہادت کے وقت پچیس ۲۵ سال سے زیادہ نہ تھی آپکے جسم مبارک کو بغداد شہر کے نزدیک جو آج کاظمین کے نام سے مشہور ہے آپ کے جد مبارک حضرت موسیٰ علیہ السلام

کے پہلو میں دفن کیا گیا۔
آپ ؐ کی ذات پر سلام اور درود ہو"

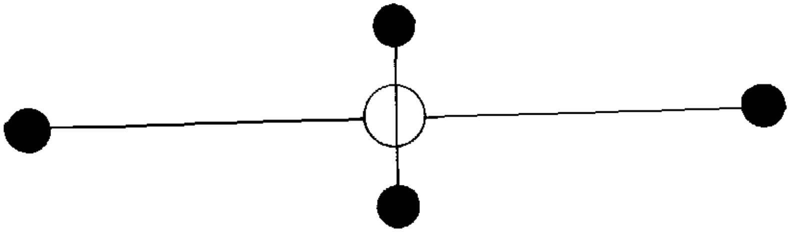

آٹھواں سبق

گورنر کے نام خط

حج کی با عظمت عبادت کو میں امام جواد علیہ السلام کے ساتھ بجا لایا اور جب حج کے اعمال اور مناسک ختم ہو گئے تو میں الوداع کے لئے امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حکومت نے مجھ پر بہت زیادہ ٹیکس دیا ہے میں اس کی ادائے گی کی طاقت نہیں رکھتا آپ سے خواہاں ہوں کہ ایک خط آپؑ شہر کے حاکم کے نام لکھ دیجئے اور سفارش فرمائیے کہ وہ مجھ سے نرمی اور خوش اسلوبی سے پیش آئے میں نے عرض کی کہ ہمارے شہر کا حاکم آپؑ کے دوستوں اور شیعوں سے ہے۔ یقیناً آپؑ کی سفارش اس پر اثر کرے گی امام جواد علیہ السلام نے کاغذ اور قلم لیا اور اس مضمون کا خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم سلام ہو تم پر اور اللہ کے لائق بندوں

پرا سیستان کے حاکم قدرت اور حکومت اللہ کی طرف سے ایک امانت ہے جو تیرے اختیار میں دی گئی ہے تاکہ تو خدا کے بندوں کا خدمت گزار ہو تو اس قدرت اور توانائی سے اپنے دینی بھائیوں کی مدد کر جو چیز تیرے لیے تنہا باقی رہے گی وہ تیری نیکی اور مدد ہوگی جو تو اپنے بھائیوں اور ہم مذہبوں کے لئے کرے گا ــــــــ یاد رکھو کہ خدا قیامت کے دن تم سے تمام کاموں کا حساب لے گا اور معمولی کام بھی اللہ سے مخفی نہیں ہے

ــــــــ ● ــــــــ محمد بن علی الجواد (ع)

میں نے آپ سے خط لیا اور خدا حافظ کہتے ہوئے اپنے شہر کی طرف لوٹ آیا اس پر عظمت خط کی اطلاع پہلے ہی سے اس حاکم کو ہو چکی تھی وہ میرے استقبال کے لئے آیا اور میں نے وہ خط اسے دیا اس نے خط لیا اور اسے چوما اور کھولا اور غور سے پڑھا میرے معاملہ میں اس نے تحقیق کی جس طرح میں چاہتا تھا اس نے میرے ساتھ نیکی اور نرمی برتی اس کے بعد اس نے تمام لوگوں سے عدل اور انصاف برتنا شروع کر دیا۔

غور کیجئے اور جواب دیجئے

(۱) ــــــ حضرت محمد تقی ؑ کس سال اور کس مہینے میں پیدا ہوئے؟

(۲) ــــــ لوگوں کو کس بات پر تعجب ہوتا تھا اور کیا کہتے تھے؟

(۳) وہ کس چیز سے مطلع نہ تھے کہ اس طرح کا تعجب کرتے تھے؟

(۴) تقی اور جواد کے معنی بیان کیجئے؟

(۵) معتصم خلیفہ نے حضرت جوادؑ کو بغداد کیوں بلایا؟

(۶) حضرت امام محمد تقیؑ نے کس عمر میں وفات پائی؟

(۷) آپؑ کے جسم مبارک کو کہاں دفن کیا گیا؟

(۸) امام جوادؑ نے سیستان کے حاکم کو کیا لکھا اور کس طرح آپؑ نے اسے نصیحت کی؟

(۹) حاکم نے امامؑ کے خط کے احترام میں کیا کیا؟

(۱۰) آپ نے امامؑ کے خط سے کیا سبق لیا ہے اور اس واقعہ سے کیا درس لیا ہے؟

نواں سبق

دسویں امام حضرت امام علی نقی علیہ السلام

حضرت امام علی نقی علیہ السلام امام محمد تقی علیہ السلام کے فرزند ہیں پندرہ ذی الحجہ دو سو بارہ ہجری میں مدینہ کے نزدیک ایک دیہات میں متولد ہوئے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے اللہ کے حکم اور پیغمبرؐ کی وصیت کے مطابق آپؑ کو اپنی شہادت کے بعد لوگوں کے لئے امام اور رہبر معین کیا امام علی نقی علیہ السلام امام ہادیؑ کے نام سے بھی مشہور تھے اپنے والد کی طرح آپؑ بھی بچپن ہی سے خداوند عالم کے ساتھ خاص تعلق رکھتے تھے آپؑ کم عمر ہونے کے باوجود منصب امامت پر فائز ہوئے اور لوگوں کو اس مقام سے راہنمائی اور رہبری فرماتے تھے۔

امام علی نقی علیہ السلام اسی چھوٹی عمر سے ایک ایسے انسان

تھے جو لوگوں کے لئے نمونہ تھے ہر قسم کے عیب اور نقص سے پاک
تھے اور آپؑ انسانی صفات حسنہ سے مزین تھے اسی لئے آپؑ کو
نقی یعنی پاک اور ہادی یعنی ہدایت کرنے والا بھی کہا جاتا ہے امام علی نقیؑ
محنت اور بہت کوشش سے لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی فرماتے
تھے اور زندگی کے احکام انہیں بتلایا کرتے لوگ بھی آپؑ سے بہت
زیادہ محبت کیا کرتے تھے اور آپؑ کی رہنمائی اور علم و بینش سے استفادہ
کیا کرتے تھے متوکل عباسی ظالم اور خونخوار خلیفہ تھا وہ امام علی نقی علیہ السلام
سے حسد کرتا تھا اور امام علیہ السلام کی قدرت اور مقبولیت سے خائف
تھا اسی لئے آپؑ کو مدینہ منورہ سے سامرہ شہر کی طرف بلوایا اور ایک
فوجی مرکز میں آپؑ کو نظر بند کر دیا امام علی نقی علیہ السلام نے اس دنیا میں
بیالیس سال عمر گزاری اور اس مدت میں ظالم عباسی خلیفہ کا ظلم و ستم آپؑ
پر ہمیشہ رہا اور آپؑ اس کے ظلم و ستم کا مقابلہ کرتے رہے آخر کار
تیسری رجب دو سو چوّن ہجری کو سامرہ میں شہید کر دیئے گئے آپؑ
کے جسم مبارک کو اسی شہر سامرہ میں دفن کر دیا گیا۔

دسواں سبق

نصیحت امامؑ

متوکل شراب خوار اور ظالم حاکم تھا دین اسلام اور قرآن کے قوانین پر عمل نہیں کیا کرتا تھا اپنے اقتدار اور خلافت کی حفاظت کے لئے ہر قسم کے ظلم کا ارتکاب کرتا تھا لوگوں کی بہت زیادہ عقیدت جو امام علی نقی علیہ السلام سے تھی اس سے وہ رنج و تکلیف میں رہتا اور امامؑ پاک کے نفوذ اور قدرت سے ڈرتا رہتا تھا ایک دفعہ آدھی رات کو اپنے خوبصورت تخت پر بیٹھا تھا اور اپنے ہم نشینوں کے ساتھ مستی اور عیش و نوش میں مشغول تھا گانے والے اس کے لئے شعر پڑھ رہے تھے اور آلات غنا سے خاص راگ بجا رہے تھے اس کے محل کی دیواریں طلائی چراغوں سے مزین تھیں اور محل کے ارد گرد مسلح افراد کو پہرہ پر لگا رکھا تھا اچانک مستی کے عالم میں سوچا کہ کیا ممکن ہے کہ یہ تمام قدرت اور باعظمت زندگی میرے

ہاتھ سے لے لی جائے؟

آیا کوئی ایسا آدمی موجود ہے کہ یہ تمام عیش و نوش اور زیبا زندگی کو میرے ہاتھ سے لے لے پھر اپنے آپ کو خود ہی جواب دیا کہ ہاں حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو جسے شیعہ اپنا امام مانتے ہیں وہ ایک ہے جو ایسا کرسکتا ہے! کیونکہ لوگ اسے بہت زیادہ دوست رکھتے ہیں اس فکر سے پریشان ہوا اور چیخا کہ فوراً علی بن محمدؑ کو گرفتار کر کے یہاں لے آؤ ایک گروہ جو اس کے حکم کے اجراء کے لئے معین تھا یعنی وہ لوگ جنہوں نے اپنی آزادی اور انسانیت کو فراموش کر رکھا تھا امام علی بن محمد علیہ السلام کے گھر ہجوم کر کے آئے اور انہوں نے دیکھا کہ امام علی نقیؑ رو بقبلہ بیٹھے آسمانی زمزمہ کے ساتھ قرآن پڑھ رہے ہیں آپ کو انہوں نے گرفتار کیا اور اس کے قصر میں لے گئے امام ہادی علیہ السلام قصر میں آہستہ سے داخل ہوئے اس وقت آپ کے چہرہ مبارک سے نور پھوٹ رہا تھا اور آپ آرام و سکون سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ رہے تھے متوکل نے خون آلود نگاہوں سے غصے کے عالم میں امام ہادی علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر نگاہ ڈالی اور اس سابقہ فکر کا امام علیہ السلام کے متعلق اعادہ کیا اور گویا چاہتا تھا کہ اسی وقت امام علیہ السلام کو قتل کر دے مگر اس نے سوچا کہ امام علیہ السلام کو خاص مہمانوں اور ہم نشینوں کی آنکھوں میں معمولی قرار دے لہذا بے ادبی سے کہا اے علیؑ بن محمدؑ ہماری مجلس کو گرماؤ اور ہمارے لئے کچھ شعر پڑھو ہم چاہتے ہیں کہ تمہاری شعر خوانی کی آواز سے خوش اور شادمان ہوں۔

امام ہادی علیہ السلام ساکت رہے اور کچھ جواب نہ دیا متوکل نے دوبارہ مذاق اور مسخرہ کے لہجے میں کہا کہ اے علیؑ بن محمدؑ ہماری مجلس کو گرم کرو اور ہمارے لئے اشعار پڑھو امام علی نقی علیہ السلام نے اپنا سر نیچے کیا اور متوکل کی بے حیا آنکھوں کی طرف نہیں دیکھا اور خاموش رہے متوکل نے کہ جس میں مستی اور غصہ آپس میں ملے ہوئے تھے بے ادبی اور بے شرمی سے پھر اسی سابقہ جملے کی تکرار کی اور آخر میں کہا کہ لازمی طور پر آپ ہمارے لئے پڑھیں اس وقت امام علیہ السلام نے ایک تند نگاہ اس ظالم ناپاک مست کے چہرے پر ڈالی اور فرمایا اب جب کہ میں مجبور ہوں کہ شعر پڑھوں تو سن !! اس کے بعد آپ نے عربی کے چند اشعار پڑھے کہ بعض شعروں کا ترجمہ یہ ہے۔

کتنے اقتدار کے مالکوں نے اس جہان میں اپنی راحت کے لئے پہاڑوں یا میدانوں کے دامن میں محل تعمیر کئے اور تمام کو آراستہ اور مزین کیا اور قصر کے اطراف میں اپنی جان کے خطرے کے پیش نظر مسلح محافظ اور نگہبان قرار دیئے تاکہ یہ تمام اسباب انہیں موت کے پنجے سے بچا سکیں لیکن انہیں موت نے اچانک گھیر لیا ان پلید انسانوں کا گریبان پکڑا انہیں ذلت و خواری سے ان کے محلوں سے باہر نکالا اور وہ اپنے اعمال کے ساتھ یہاں سے آخرت کی منزل کی طرف چلے گئے ان کے ناز پروردہ جسم آنکھوں

سے اوجھل خاک میں چلے گئے لیکن ان کی روح
عالم برزخ میں عذاب میں مبتلا ہو گئی۔
اسی مضمون کے اشعار امام علیہ السلام نے اور بھی پڑھے تمام مہمان خاموش بیٹھے تھے اور ان اشعار کے سننے سے لرز رہے تھے متوکل بھی باوجود سنگ دلی اور بے رحمی کے دیوانوں کی طرح کھڑا ہو گیا تھا اور لرز رہا تھا۔

غور کیجئے اور جواب دیجئے۔

① ——— امام علی نقیؑ کس سال اور کس مہینے اور کس دن متولد ہوئے؟
② ——— آپؑ کو کس نے امامت کے لئے معین کیا اور کس کے حکم سے؟
③ ——— نقی اور ہادی کے کیا معنی ہیں؟
④ ——— آپؑ کو متوکل نے کیوں سامرہ بلوایا؟
⑤ ——— سامرہ میں متوکل آپؑ سے کیسا سلوک کرتا تھا؟
⑥ ——— امام علی نقیؑ کس سال شہید ہوئے آپؑ کے جسم مبارک کو کہاں دفن کیا گیا؟
⑦ ——— متوکل کس قسم کا حاکم تھا؟
⑧ ——— متوکل امام ہادیؑ سے کیوں دشمنی رکھتا تھا اور اس کو کس چیز کا ڈر تھا؟
⑨ ——— متوکل نے امام ہادی علیہ السلام سے کس چیز کا

تقاضا کیا تھا ؟ اور اس سے اس کی غرض کیا تھی ؟

(۱۰) ــــــ امام علی نقی علیہ السلام نے اشعار کے ذریعہ اس سے کیا کہا؟

(۱۱) ــــــ امام علیہ السلام کے اس کردار سے کیا سبق حاصل کرنا چاہیئے؟

گیارہواں سبق

گیارہویں امام حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام آٹھ ربیع الثانی دوسوبتّیس ہجری میں مدینہ منورہ میں متولد ہوئے آپؑ کے والد امام علی نقی علیہ السلام نے اللہ کے حکم اور پیغمبر اسلامؐ کی وصیت کے تحت آپؑ کو اپنے بعد کے لئے لوگوں کا امام اور پیشوا معیّن کیا امام حسن عسکری علیہ السلام بھی اپنے آباؤاجداد کی طرح لوگوں کی رہنمائی اور تربیت کرتے تھے اور ان کو توحید اور اللہ کی اطاعت کی طرف ہدایت فرمایا کرتے تھے اور شرک اور ظالموں کی اطاعت سے روکتے تھے عباسی ظالم خلفاء امام علیہ السلام کی تربیت کے طریقے کو اپنی خواہشات کے خلاف سمجھتے تھے لوگوں کی آگاہی اور بیداری سے خوف زدہ تھے اسی لئے امام علیہ السلام کے ساتھ دشمنی رکھتے تھے اور آپ کو مختلف قسم کے آزار دیا کرتے تھے۔ حق

پسند لوگوں کو آپ سے نہ ملنے دیتے تھے اور آپ کے علم و فضل اور گراں بہا راہنمائی سے آزادانہ طریقے سے استفادہ نہ کرنے دیتے تھے اور بالآخر آپ کو ظالم عباسی خلیفہ اپنے باپ کی طرح آپ کو سامرہ لے گیا اور وہاں قید کر دیا اس نے آپؑ کو تکلیف دینے کے لئے بدخصلت اور سخت قسم کے لوگ معین کر رکھے تھے لیکن امام عسکری علیہ السلام نے اپنے اچھے اخلاق سے ایسے افراد کی بھی تربیت کر دی تھی اور ان میں سے بعض مومن اور مہربان انسان بن گئے تھے چونکہ امام علیہ السلام کو ایک فوجی مرکز میں نظر بند کر رکھا تھا اسی لئے آپ کے نام حسن کے ساتھ عسکری کا اضافہ کر دیا گیا کیوں کہ عسکر کے معنی لشکر کے ہیں۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اس مدت میں کہ جب لوگوں کی نگاہ سے غائب تھے اور شیعوں کی آپؑ سے ملاقات ممنوع قرار دی گئی تھی ان لوگوں کو فراموش نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے لئے خطوط لکھا کرتے تھے اور ان کی ذمہ داریاں انہیں یاد دلاتے تھے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنی تمام عمر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف ہدایت فرماتے رہے اور توحید پرستی کی طرف دعوت دیتے رہے اور لوگوں کو ظالم کی اطاعت سے روکتے رہے اور آخر کار خونخوار عباسی خلفاء کے ساتھ دشمنی کے نتیجے میں اٹھائیس سال کی عمر میں شہادت کے بلند مرتبہ تک پہنچے آپ کی شہادت آٹھ ربیع الاول دو سو ساٹھ ہجری میں سامرہ کے شہر میں واقع ہوئی اور آپؑ کے جسم مبارک کو آپؑ کے والد ماجد کے پہلو میں اسپرد خاک کر دیا گیا! بہت زیادہ سلام ہوں آپؑ پر اور راہ خدا کے شہیدوں پر

بارہواں سبق

امام حسن عسکریؑ کا خط

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے قم میں علی بن حسین قمیؒ کو جو ایک عالم تھے اس طرح کا ایک خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط اے ہمارے مورد اعتماد عالم فقیہ عالی مقام! اے علی بن حسین قمی خداوند عالم تجھے نیک کاموں میں توفیق دے اور تیری اولاد کو نیک اور لائق بنائے تقویٰ اور پرہیزگاری کو مت چھوڑنا نماز اول وقت پڑھا کرو اور اپنے مال کی زکاۃ دیا کرو کیوں کہ جو اپنے مال کی زکاۃ ادا نہ کرے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی دوسروں کی لغزش اور برائی کو معاف کر دیا کرو جب غصہ آئے تو اپنا غصہ پی جایا کرو اپنے رشتہ داروں اور

قرابتداروں پر احسان کیا کرو اور خوش اخلاقی سے
پیش آیا کرو۔ اپنے دینی بھائیوں سے ہمدردی کیا کرو
ہر حالت میں لوگوں کے حوائج پورا کرنے کی کوشش کیا
کرو لوگوں کی نادانی اور ناشکری پر صبر کیا کرو احکام دین
اور قوانین قرآن کے سمجھنے کی کوشش کیا کرو کاموں
میں اس کے انجام کو سوچا کرو زندگی میں کبھی بھی قرآن
کے دستور سے نہ ہٹنا لوگوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آیا
کرو اور خوش اخلاقی اختیار کرو لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم
دیا کرو اور برے اور ناشائستہ کاموں سے روکا کرو اپنے
آپ کو گناہ اور برے کاموں میں ملوث نہ کیا کرو تہجد
کی نماز کو مت چھوڑنا کیونکہ ہمارے پیغمبر اکرمؐ حضرت علیؑ
سے فرمایا کرتے تھے۔
اے علیؑ کبھی تہجد کی نماز ترک نہ کرنا اے علی بن حسین قمی
جو شخص بھی تہجد کی نماز سے لاپرواہی کرے وہ اچھے
مسلمانوں میں سے نہیں ہے خود تہجد کی نماز کو ترک نہ
کرو اور ہمارے شیعوں کو بھی کہنا کہ وہ اس پر عمل کریں
دین کے دستور پر عمل کرنے میں صبر کرو اور امید سے پوری
کامیابی کے لئے کوشش کرنا ہمارے شیعہ موجودہ دنیا کے
حالات سے ناخوش ہیں اور پوری کامیابی کے لئے
کوشش کرتے ہیں تاکہ میرا فرزند مہدی (عج) کہ جس

کے ظہور کی پیغمبر اسلامؐ نے خوش خبری دی ہے ظاہر
ہو جائے اور دنیا کو لائق مومنین اور پاک شیعوں کی مدد
سے عدل وانصاف سے پر کر دے آگاہ رہو کہ بالآخر
لائق اور پرہیزگار لوگ ہی کامیاب ہوں گے تم پر اور
تمام شیعوں پر سلام ہو۔

حسن بن علی (ع)

سوالات

(۱) امام حسن عسکریؑ کس سال اور کس مہینے اور کس دن پیدا ہوئے ہیں ؟

(۲) عباسی خلیفہ نے کس لئے آپؑ کو سامرہ شہر میں نظر بند کر دیا تھا ؟

(۳) امامؑ کی رفتار و گفتار نے حکومت کے عملے پر کیا اثر چھوڑا تھا ؟

(۴) عسکر کے کیا معنی ہیں اور گیارہویں امامؑ کو کیوں عسکریؑ کہا جاتا ہے ؟

(۵) امام حسن عسکریؑ کی شہادت کہاں واقع ہوئی اور کس سال اور کس مہینے میں ؟

(۶) حضرت امام حسن عسکریؑ نے جو خط علی بن حسین قمیؒ کو لکھا تھا اس میں نماز اور زکاۃ کے متعلق کیا لکھا تھا؟

(۷) امامؑ نے رشتہ داروں کے ساتھ کیسے سلوک کا حکم دیا ہے؟
اور آپ اپنے رشتہ داروں سے کیسا سلوک کرتے ہیں؟

(۸) امام حسن عسکریؑ نے اپنے فرزند حضرت مہدی عج کے متعلق کیا فرمایا ہے؟

(۹) تہجد کی نماز کے پڑھنے کا طریقہ کسی اہل علم سے پوچھیے

تیرہواں سبق

بارہویں امام حضرت حجت امام زمانہ حضرت مہدیؑ

امام زمانہؑ پندرہ شعبان دوسو پچپن ہجری سامرہ شہر میں متولد ہوئے آپؑ کی والدہ ماجدہ کا نام نرجس خاتون تھا اور آپؑ کے والد امام حسن عسکری علیہ السلام تھے آپؑ کے والد نے پیغمبر اسلامؐ کے نام پر آپؑ کا نام محمدؐ رکھا۔

بارہویں امام مہدیؑ، قائم، امام زمانہ "عج" کے نام سے مشہور ہیں پیغمبر اکرمؐ بارہویں امامؑ کے متعلق اس طرح فرمایا ہے:

امام حسینؑ کا نواں فرزند میرے ہم نام ہوگا اس کا لقب مہدی ہے اس کے آنے کی میں مسلمانوں کو خوشخبری سناتا ہوں:

ہمارے تمام ائمہؑ نے امام مہدیؑ کے آنے کا مژدہ اور خوشخبری

دی ہے اور فرمایا ہے: کہ!

امام حسن عسکری (علیہ السلام) کا فرزند مہدیؑ ہے کہ جس کے ظہور اور فتح کی تمہیں خوشخبری دیتے ہیں!
ہمارا امام مہدیؑ بہت طویل زمانہ تک نظروں سے غائب رہے گا ایک بہت طویل غیبت کے بعد خدا اسے ظاہر کرے گا اور وہ دنیا کو عدل وانصاف سے پر کردے گا:

امام زمانہ پیدائش کے وقت سے ہی ظالموں کی نگاہوں سے غائب تھے خدا و پیغمبر اسلامؐ کے حکم سے علیحدہ زندگی بسر کرتے تھے صرف بعض دوستو کے سامنے جو با اعتماد تھے ظاہر ہوتے تھے اور ان سے گفتگو کرتے تھے حضرت امام حسن عسکریؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم اور پیغمبر اکرمؐ کی وصیّت کے تحت آپؑ کو اپنے بعد کے لئے لوگوں کا امام معیّن فرمایا:

امام زمانہؑ اپنے والد کے بعد منصب امامت پر فائز ہوئے اور بچپن سے ہی اس خاص ارتباط سے جو وہ خدا سے رکھتے اور اللہ نے انہیں علم عنایت فرمایا تھا، لوگوں کی رہنمائی اور فرائض امامت کو انجام دیا کرتے تھے اللہ نے اپنی بے پناہ قدرت سے آپؑ کو ایک طویل عمر عنایت فرمائی ہے اور آپؑ کو حکم دے دیا ہے کہ غیبت اور پردے میں زندگی گزاریں اور پاک دلوں کی اللہ کی طرف رہنمائی فرمائیں اب حضرت حجت امام زمانہ "عج"، نظروں سے غائب اور پوشیدہ ہیں لیکن لوگوں کے درمیان آمد ورفت کرتے ہیں اور لوگوں کی مدد کرتے ہیں اور اجتماعات میں بغیر اس کے کہ کوئی آپؑ کو پہچان سکے شرکت

فرماتے ہیں اس لحاظ سے آپؑ پر جو اللہ نے ذمہ داری ڈال رکھی ہے اسے انجام دیتے ہیں اور لوگوں کو فیض پہنچاتے ہیں اور لوگ بھی اسی طرح جس طرح سورج میں آجانے کے باوجود اس سے فیض اٹھاتے ہیں آپؑ کے وجود گرامی سے باوجودیکہ آپ غیبت میں ہیں فائدہ اٹھاتے ہیں۔

غیبت اور امام زمانہؑ کا ظہور

امام زمانہؑ کی غیبت اس وقت تک باقی رہے گی جب تک دنیا کے حالات حق کی حکومت قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوں اور عالمی اسلامی حکومت کی تاسیس کے لئے مقدمات فراہم نہ ہو جائیں جب اہل دنیا کثرت مصائب اور ظلم و ستم سے تھک جائیں گے اور امام زمانہؑ کا ظہور خداوند عالم سے تہہ دل سے چاہیں گے اور آپؑ کے ظہور کے مقدمات اور اسباب فراہم کر دیں گے اس وقت امام زمانہؑ اللہ کے حکم سے ظاہر ہوں گے اور آپؑ اس قوت اور طاقت کے سبب سے جو اللہ نے آپ کو دے رکھی ہے ظلم کا خاتمہ کر دیں گے اور امن و امان واقعی کو توحید کے نظریہ کی اساس پر دنیا میں رائج کریں گے ہم شیعہ ایسے پر عظمت دن کے انتظار میں ہیں اور اس کی یاد میں جو درحقیقت ایک امام اور رہبر کامل

کی یاد ہے اپنے رشد اور تکامل کے ساتھ تمام عالم کے لئے کوشش کرتے ہیں اور ہم حق پذیر دل سے امام مہدیؑ کے سعادت بخش دیدار کے متمنی ہیں اور ایک بہت بڑے الٰہی ہدف میں کوشاں ہیں اپنی اور عام انسانوں کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں اور آپ کے ظہور اور فتح کے مقدمات فراہم کر رہے ہیں۔

غور کیجئے اور جواب دیجئے

(۱) بارہویں امام حضرت مہدیؑ کس مہینے متولد ہوئے؟
(۲) پیغمبر اسلامؐ نے بارہویں امامؑ کے متعلق کیا فرمایا ہے؟
(۳) ہمارے دوسرے آئمہ نے امام مہدیؑ کے متعلق کیا فرمایا ہے؟
(۴) امام زمانہؑ کس کے حکم سے غائب ہوئے ہیں؟
(۵) اب لوگ امام زمانہؑ کے وجود سے کس طرح مستفید ہو رہے ہیں؟
(۶) امام زمانہ کی غیبت کب تک رہے گی؟
(۷) جب امام زمانہؑ اللہ کے حکم سے ظاہر ہوں گے تو کیا کام انجام دیں گے؟
(۸) ہم شیعہ کس دن کے انتظار میں ہیں امام زمانہؑ کے ظہور کے مقدمات کیسے فراہم کر سکتے ہیں؟

چودہواں سبق

شیعہ کی پہچان

امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے اصحاب میں سے ایک جابر نامی صحابی سے یہ فرمایا اے جابر کیا صرف اتنا ہی کافی ہے کہ کوئی کہہ دے کہ میں شیعہ ہوں اور اہل بیت پیغمبرؐ اور ائمہؑ کو دوست رکھتا ہوں صرف یہ دعویٰ کافی نہیں ہے خدا کی قسم شیعہ وہ ہے جو پرہیزگار ہو اور اللہ کے فرمان کی مکمل اطاعت کرتا ہو اس کے خلاف کوئی دوسرا کام نہیں کرتا اگرچہ کہتا رہے کہ میں علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہوں اور اپنے آپ کو شیعہ سمجھے اے جابر ہمارے شیعہ ان نشانیوں سے پہچانے جاتے ہیں سچے امین با وفا ہمیشہ اللہ کی یاد میں ہوں نماز پڑھیں روزہ رکھیں قرآن پڑھیں ماں باپ سے نیکی کریں ہمسایوں کی مدد کریں یتیموں کی خبر گیری کریں اور ان کی دلجوئی کریں لوگوں کے بارے میں سوائے اچھائی

کے اور کچھ نہ کہیں لوگوں کے مورد اعتماد اور امین ہوں۔

جابرؓ نے جو امامؑ کے کلام کو بڑے غور سے سن رہے تھے تعجب کیا اور کہا: اے فرزند پیغمبر خداؐ مسلمانوں میں اس قسم کی صفات کے بہت تھوڑے لوگ ہم دیکھتے ہیں امامؑ محمد باقر علیہ السلام نے اپنی گفتگو جاری رکھی اور فرمایا شاید خیال کرو کہ شیعہ ہونے کے لئے صرف ہماری دوستی کا ادّعا ہی کافی ہے! نہیں! اس طرح نہیں ہے جو یہ کہتا ہے کہ میں علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہوں لیکن عمل میں ان کی پیروی نہیں کرتا وہ علیؑ کا شیعہ نہیں ہے بلکہ اگر کوئی کہے کہ میں پیغمبرؐ کو دوست رکھتا ہوں اور آپؐ کی پیروی نہ کرے تو اس کا یہ ادّعا اسے کوئی فائدہ نہ دے گا حالانکہ پیغمبرؐ علیؑ سے بہتر ہیں اے جابر ہمارے دوست اور ہمارے شیعہ اللہ کے فرمان کے مطیع ہوتے ہیں جو شخص اللہ کے فرمان پر عمل نہیں کرتا اس نے ہم سے دشمنی کی ہے تمہیں پرہیزگار ہونا چاہیئے اور آخرت کی بہترین نعمتوں کے حاصل کرنے اور آخرت کے ثواب کو پانے کے لیے اچھے اور نیک کام انجام دینے چاہیے سب سے بہتر اور باعزّت انسان اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔

غور کیجئے اور جواب دیجئے

(۱) ——— شیعہ کو کیسا ہونا چاہیئے وہ کن علامتوں اور نشانیوں سے پہچانا جاتا ہے؟

(۲) ——— کیا صرف ادّعا کرنا کہ علی علیہ السلام کو دوست

رکھتا ہوں شیعہ ہونے کے لئے کافی
ہے ؟

۳ ـــــ اللہ کے نزدیک سب سے بہتر اور
باعزت انسان کون سا ہے ؟

پندرہواں سبق

اسلام میں رہبری اور ولایت

اسلام کے ابدی اصولوں میں رہبری اور ولایت داخل ہے امت اسلامی کا رہبر اور ولی اور حاکم ہونا ایک الٰہی منصب ہے خداوند عالم لائق اور شائستہ انسانوں کو اس مقام اور منصب کے لئے معین کر کے لوگوں کو تبلایا اور اعلان کرتا ہے پیغمبرؐ کے زمانے میں امت اسلامی کا رہبر اور ولی خود پیغمبرؐ کی ذات گرامی تھی اور آپؐ ہمیشہ اس منصب کی ذمہ داریوں کو انجام دیتے تھے دین کے قوانین اور دستور کو خداوند عالم سے دریافت کرتے تھے اور لوگوں کو تبلایا کرتے تھے آپؐ کو اللہ کی طرف سے حکم تھا کہ اسلام کے سیاسی اور اجتماعی قوانین اور احکام مسلمانوں میں نافذ اور جاری کریں اور اللہ کی رہبری سے امت کو کمال تک پہنچائیں امور سیاسی اور اجتماعی کی اسلامی معاشرے میں بجا

آوری پیغمبر اسلامؐ کے ہاتھ میں تھی دفاع اور جہاد کا حکم خود آپؐ دیا کرتے تھے اور فوج کے افسر اور امیر آپؐ خود مقرر کیا کرتے تھے اور اس میں خداوند عالم نے آپؐ کو کامل اختیار دے رکھا تھا آپؐ کے فیصلے کو لوگوں کے فیصلے پر تقدم حاصل تھا کیوں کہ آپؐ لوگوں کے فیصلے پر تقدم سے پوری طرح آگاہ تھے اور آپؐ لوگوں کی سعادت اور آزادی کی طرف رہبری کرتے تھے رہبری اور ولایت سے یہی مراد ہے اور اس کا یہی معنی ہے خداوند عالم نے یہ مقام اپنے پیغمبرؐ کے سپرد کیا ہے جیسے خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ پیغمبرؐ کو حق پہنچتا ہے کہ تمہارے کاموں کے بارے میں مصمم فیصلہ کریں اس کا ارادہ اور تصمیم تمہارے اپنے ارادے اور تصمیم پر مقدم ہے اور تمہیں لازماً پیغمبر کی اطاعت کرنا ہوگی رہبری اور ولایت صرف پیغمبرؐ کے زمانہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ ضروری ہے کہ لوگ ہر زمانے میں اللہ کی طرف سے کوئی رہبر اور ولی رکھتے ہوں اسی لئے پیغمبر اکرمؐ نے حضرت علی علیہ السلام کے حق میں لوگوں کو تبلایا کہ ان کے بعد وہ تمہارے ولی اور رہبر ہوں گے اور غدیر کے عظیم اجتماع میں مسلمانوں کو فرمایا کہ جس نے میری ولایت اور رہبری کو قبول کیا ہے اسے چاہیئے کہ حضرت علی علیہ السلام کی رہبری اور ولایت کو قبول کرے اس ترتیب سے حضرت علی علیہ السلام خدا کے حکم اور پیغمبر اسلامؐ کے اعلان سے لوگوں کے رہبر اور امام اور خلیفہ ہوئے حضرت علی علیہ السلام نے بھی امت کو رہبر بتائے بغیر نہیں چھوڑا بلکہ خدا کے حکم اور پیغمبر اسلامؐ کے دستور

کے مطابق امام حسن علیہ السلام کو رہبری کے لیے منتخب کر گئے تھے اور لوگوں میں بھی اعلان کر دیا تھا اسی ترتیب سے ہر ایک امام نے اپنے بعد آنے والے امام کی رہبری کو بیان فرمایا اور اس سے لوگوں کو باخبر کیا یہاں تک کہ نوبت بارہویں امامؑ تک آپہنچی آپؑ خدا کے حکم سے غائب ہو گئے بارہویں امامؑ کی غیبت کے زمانے میں امت اسلامی کی رہبری اور راہنمائی، فقیہ عادل، کے کندھے پر ڈالی گئی ہے۔

رہبر فقیہ اسلام شناس پرہیزگار ہونا چاہیئے لوگوں کے سیاسی اور اجتماعی امور اور دوسری ضروریات سے آگاہ اور واقف ہو: مسلمانوں کو ایسے آدمی کا علم ہو جایا کرتا ہے اور اسے رہبر مان لیتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں اس قسم کے رہبر کے وجود سے مسلمان ظالموں کے ظلم و ستم سے رہائی پا لیتے ہیں جیسے کہ آج کل زمانے میں ایران کے شیعوں نے ایک ایسے رہبر کو مان کر موقع دیا ہے کہ وہ احکام اسلامی کو رائج کرے اور ایران کے مسلمانوں کو بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو طاغوتیوں کے ظلم سے نجات دلوائے۔

سوالات

١ ــــــ امت اسلامی کی رہبری اور ولایت پیغمبر اسلامؐ کے زمانے میں کس کے کندھے پر تھی؟

٢ ــــــ کون سے کام پیغمبرؐ خود انجام دیا کرتے تھے؟

(۳) خداوند عالم نے پیغمبر کی ولایت کے بارے میں قرآن میں کیا فرمایا ہے؟

(۴) پیغمبر اسلامؐ نے اپنے بعد کس شخص کو امت اسلامی کی رہبری کے لئے معیّن کیا تھا؟

(۵) جب آپؐ اس کا اعلان کر رہے تھے تو کیا فرمایا تھا؟

(۶) بارہویں امامؑ کے غیبت کے زمانے میں امت اسلامی کی رہبری اور ولایت کس کے ذمّہ ہوتی ہے؟

(۷) رہبر اور ولی مسلمین کو کن صفات کا حامل ہو چاہیئے؟

(۸) مسلمان ظلم و ستم سے کس طرح رہائی پا سکتے ہیں؟

(۹) امت اسلامی کی تمام افواج کا حاکم اور فرمانبردار کون ہوتا ہے؟

پانچواں حصّہ

فروغ دین

پہلا سبق

باپ کا خط اور مبارکبادی

بیٹا محسن اور بیٹی فاطمہ :

میں خوش ہوں کہ تم نے بچپن کا زمانہ ختم کرلیا ہے اور جوانی کے زمانے میں داخل ہو گئے ہو جب تم چھوٹے تھے تو میں تمہاری نگہداشت کرتا تھا اور تمہارے کاموں اور کردار کی زیادہ سرپرستی کرتا تھا نماز کے وقت تمہیں نماز یاد دلاتا اور درس کے وقت کام اور محنت کرنے کی تلقین کرتا تھا لیکن اب تم خود ذمّہ دار ہو بیٹا اب تم بڑے ہو گئے ہو اور تمہارے پندرہ سال پورے ہو چکے ہیں بیٹی تمہارے بھی نو سال مکمل ہو چکے ہیں اور اب تم کالا رشیدہ ہو چکی ہو اب جب تم اس سن اور رشد کو پہنچ چکے ہو تو خداوند عالم نے تمہیں بالغ قرار دیا ہے اور تمہاری طرف خاص توجّہ فرماتا ہے اور تمہیں ایک مکلّف اور ذمّہ دار انسان

سمجھتا ہے اور تمہارے لئے خاص فرض اور ذمہ داری معیّن کی ہے اب تمہاری زندگی بچپن سے جوانی اور قوت کی طرف پہنچ چکی ہے قدرت اور طاقت ہمیشہ ذمہ داری بھی ہمراہ رکھتی ہے احکام دین اور قوانین شریعت تمہاری ذمہ داری اور فرض کو معیّن کرتے ہیں تم اپنے تمام کاموں کو ان اسلامی قوانین کے مطابق بجالاؤ اور ان پر ٹھیک ٹھیک عمل کرو تم پر واجب ہے کہ نماز کو صحیح اور وقت پر پڑھو!

خبردار رہو کہ ایک رکعت نماز بھی ترک نہ کرو ورنہ گناہ گار ہو جاؤ گے واجب ہے کہ اگر ماہ مبارک کے روزے تمہارے لئے مضر نہ ہوں تو انہیں رکھو اگر تم نے بغیر شرعی عذر کے روزہ نہ رکھا تو تم نے نافرمانی اور گناہ کیا ہے اب تم اس عمر میں یہ کرسکتے ہو کہ دینی عبادات اور اچھے کام بجالا کر ایک اچھے انسان کے مقام اور مرتبے تک پہنچ جاؤ اور خداوند عالم سے انس اور محبت کرو چونکہ میں سفر میں ہوں تمہیں ابتدائے بلوغت میں مبارک بادی پیش نہیں کرسکا اسی لئے یہ خط لکھا ہے اور مبارک باد کے ساتھ تمہارے لئے دو عدد کتابیں بھی بطور تحفہ روانہ کی ہیں۔

تمہیں دوست رکھنے والا:

تمہارا والد!!

دوسرا سبق

نجس چیزیں

جانتے ہیں ہم بیمار کیوں ہوتے ہیں ؟

بہت سی بیماریاں جیسے سل یا بچوں پر فالج کا گرنا وغیرہ یہ چھوٹے چھوٹے جراثیموں سے پیدا ہوتی ہیں اور ان جراثیم کا مرکز گندی جگہ ہوا کرتا ہے جہاں یہ پیدا ہوتے اور افزائش نسل پاتے ہیں یہ جراثیم اپنی زندگی کی جگہ تو مفید کام انجام دیتے ہیں لیکن اگر یہ انسان کے بدن پر منتقل ہو جائیں تو اسے نقصان پہنچاتے ہیں اور بیمار کر دیتے ہیں اب شاید آپ بتلا سکیں کہ ہم کیوں بیمار ہو جاتے ہیں اور ان بیماریوں کو روکنے کے لئے کون سے کام پہلے حفظ ماتقدم کے طور پر انجام دینے چاہئیں سب سے بہترین راستہ بیماریوں کو روکنے کا صفائی اور پاکیزگی کا خیال رکھنا اگر ہم چاہیں کہ بیمار نہ ہوں تو ضروری ہے کہ کثافت اور گندگی کو اپنے سے دور

رکھیں اور اپنی زندگی کے ماحول کو ہمیشہ پاکیزہ رکھیں کیا آپ نجس چیزوں اور ان چیزوں کو جن میں جراثیم ہوا کرتے ہیں پہچانتے ہیں ؟ کیا جانتے ہیں کہ انسان اور حرام گوشت حیوان کا پائخانہ اور گوبر نقصان دہ جراثیم کے اجتماع کا مرکز ہیں ــــــــ ؟ کیا جانتے ہیں حرام گوشت حیوان کا پیشاب کثیف اور زہر آلودہ ہوتا ہے ــــــ ؟ کیا جانتے ہیں کہ جب خون بدن سے باہر نکلتا ہے تو اس پر بہت زیادہ جراثیم حملہ آور ہوتے ہیں ــــــــ ؟ کیا جانتے ہیں کہ وہ جراثیم جو کتے اور سور کے جسم میں ہوتے ہیں وہ انسان کے جسم کی سلامتی اور جان کے لئے بہت نقصان دہ ہیں ــــــــ ؟ کیا جانتے ہیں کہ مردار اور حیوانات کی لاشیں جراثیم کی پرورش کا مرکز اور اس کے بڑھنے اور افزائش نسل کی جگہ ہوا کرتی ہیں اسلام کے قوانین بنانے والا ان ساری چیزوں کو جانتا تھا اسی وجہ سے اور بعض دوسری وجوہات سے ان چیزوں اور دوسری بعض چیزوں کو نجس تبلایا ہے اور مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنے ماحول کو ان چیزوں سے پاک رکھیں اور یہ قاعدہ کلی ہے کہ مسلمان مرد ہر اس چیز سے کہ جو جان اور جسم کے لئے بیماری کا موجب ہو عقل اور فہم کو آلودہ اور نجس کردیتی ہو اس سے دوری اختیار کرتا ہے وہ بعض چیزیں کہ جو اسلام میں نجس تبلائی گئی ہیں یہ ہیں ۔

(۱) ــــــ انسان کا پیشاب اور پائخانہ اور حرام گوشت حیوان کا پیشاب اور پائخانہ ۔

(۲)—— جس حیوان کا خون دھار مار کر نکلتا ہو اس کا خون اور مردار۔

(۳)—— کتا اور سور۔

(۴)—— شراب اور جو کی شراب اور ہر وہ مائع جو نشہ آور ہو

ایک مسلمان کا بدن اور لباس اور زندگی کا ماحول ان چیزوں سے پاک ہونا چاہیے۔ کیا جانتے ہیں کہ ان چیزوں سے بدن اور لباس یا کوئی اور چیز نجس ہو جائے تو اسے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے —— ؟

غور کیجئے اور جواب دیجئے

(۱)—— ایک مسلمان کن چیزوں سے دوری اور اجتناب کرتا ہے ؟

(۲)—— بیماریوں سے حفظ ماتقدم کے طور پر کیا کرنا چاہیے

(۳)—— جو چیزیں اسلام میں نجس ہیں انھیں بیان کیجئے

تیسرا سبق

نماز کی اہمیت

نماز دین کا ستون ہے اور بہترین عبادت نماز ہے ! نماز پڑھنے والا اللہ کو بہت زیادہ دوست رکھتا ہے اور نماز میں مہربان خدا سے راز و نیاز اور گفتگو کرتا ہے اور اللہ کی بے حساب نعمتوں کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ خدا بھی نماز پڑھنے والوں کو اور بالخصوص بچّوں کو بہت زیادہ دوست رکھتا ہے اور ان کو بہت اچھی اور بہترین جزا دیتا ہے ہر مسلمان نماز سے محبت کرتا ہے نماز پڑھنے اور خدا سے باتیں کرنے کو دوست رکھتا ہے اور اسے بڑا شمار کرتا ہے۔ منتظر رہتا ہے کہ نماز کا وقت ہو اور خدا کے ساتھ نماز میں مناجات اور راز و نیاز کرے جب نماز کا وقت ہو جاتا ہے تو سارے کام چھوڑ دیتا ہے اور اپنے آپ کو ہر قسم کی نجاست سے پاک کرتا ہے اور وضو کرتا ہے پاک

لباس پہنتا ہے خوشبو لگاتا ہے اور اول وقت میں نماز میں مشغول ہو جاتا ہے اپنے آپ کو تمام فکروں سے آزاد کرتا ہے اور صرف اپنے خالق سے مانوس ہو جاتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے ادب سے اللہ کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے تکبیر کہتا ہے اور خدا کو بزرگی اور عظمت سے یاد کرتا ہے سورہ الحمد اور دوسری ایک سورہ کو صحیح پڑھتا ہے اور کامل رکوع اور سجود بجالاتا ہے نماز کے تمام اعمال کو آرام اور سکون سے بجالاتا ہے اور نماز کے ختم کرنے میں جلدبازی سے کام نہیں لیتا ایک دن ہمارے پیغمبر اسلام مسجد میں داخل ہوئے ایک آدمی کو دیکھا کہ بہت جلدی میں نماز پڑھ رہا ہے رکوع اور سجدے کو کامل بجا نہیں لاتا اور نماز کے اعمال کو آرام سے بجا نہیں لاتا آپ نے تعجب کیا اور فرمایا کہ یہ آدمی نماز نہیں پڑھ رہا بلکہ ایک مرغ ہے جو اپنی چونچ زمین پر مار رہا ہے سیدھا ٹیڑھا ہوتا ہے! خدا کی قسم! اگر اس قسم کی نماز کے ساتھ اس دنیا سے جائے تو مسلمان بن کر نہیں جائے گا اور آخرت میں عذاب میں مبتلا ہوگا:

بہتر ہے کہ نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں جائیں اور اپنی نماز جماعت کے ساتھ بجالائیں۔

نماز کے چند مسئلے!!

(۱) مرد پر واجب ہے کہ مغرب اور عشاء اور صبح کی پہلی

دو رکعت میں الحمد اور سورہ کو بلند آواز سے پڑھے

(۲)——— نماز پڑھنے والے کا لباس اور بدن پاک ہونا ضروری ہے۔

(۳)——— ایسی جگہ نماز پڑھنا کہ جہاں اس کا مالک راضی نہ ہو یا ایسے لباس میں نماز پڑھنا کہ جس کا مالک راضی نہ ہو حرام اور باطل ہے

(۴)——— سفر میں چار رکعت نماز دو رکعت ہو جاتی ہے یعنی صبح کی طرح دو رکعت نماز پڑھی جائے کیسا سفر ہو اور کتنا سفر ہو کتنے دن کا سفر ہو ان کا جواب توضیح المسائل میں دیکھئے۔

چوتھا سبق

نماز آیات

جب سورج یا چاند گرہن لگے تو ایک مسلمان کو اس سے قیامت کے دن کی یاد آجاتی ہے اس وقت کی یاد میں کہ جس وقت تمام جہان زیر و زبر ہو جائے گا اور سورج اور چاند کا چہرہ تاریک ہو جائے گا اور مردے جزا اور سزا کے لئے زندہ محشور ہوں گے سورج یا چاند گرہن یا زلزلہ کے آنے سے ایک زندہ دل مسلمان قدرت خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی دیکھتا ہے اور گویا خلقت نظام کی علامت کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس کا دل اللہ کی عظمت سے لرز جاتا ہے اور خدا سے بے نیاز کی طرف احتیاج کا احساس کرتا ہے اور اللہ کے حکم کے تحت نماز آیات کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے اور مہربان خدا سے راز و نیاز کرتا ہے اور اپنے پریشان اور بے آرام دل کو اطمینان دیتا ہے کیونکہ

خدا کی یاد پریشان دل کو آرام دیتی ہے اور تاریک دلوں کو روشنی کا مژدہ سناتی ہے لہٰذا اس سے اس کا دل آرام حاصل کرلیتا ہے اور مشکلات کے مقابلے اور حوادث کے حفظ ماتقدم کے لئے بہتر سوچتا ہے اور زندگی کے ٹھیک راستے کو پالیتا ہے۔

نماز آیات کا پڑھنا جب سورج یا چاند گرہن لگے یا زلزلہ آئے ہر مسلمان پر واجب ہے نماز آیات کس طرح پڑھیں نماز آیات صبح کی نماز کی طرح دو رکعت ہوتی ہے صرف فرق یہ ہے کہ ہر ایک رکعت میں پانچ رکوع ہوتے ہیں اور ہر ایک رکوع کے لئے رکوع سے پہلے سورۃ الحمد اور کوئی ایک سورہ پڑھنا ہوتا ہے اور پانچویں رکوع کے بعد کھڑے ہو کر سجدے میں چلا جائے اور اس کے بعد دوسری رکعت پہلی رکعت کی طرح بجالائے اور دو سجدوں کے بعد تشہد اور سلام پڑھے اور نماز کو ختم کرے۔

نماز آیات کو دوسرے طریقے سے بھی پڑھا جاسکتا ہے اس کی ترکیب اور باقی مسائل کو توضیح المسائل میں دیکھئے

سوالات

۱۔ سورج گرہن یا چاند گرہن کے وقت انسان کو کونسی چیز یاد آتی ہے؟

۲۔ نماز آیات کس طرح پڑھی جائے؟

۳۔ نماز آیات کا پڑھنا کیا فائدہ دیتا ہے؟

۴۔ کس وقت نماز آیات واجب ہوتی ہے؟

پانچواں سبق

قرآن کی دو سورتیں

قرآن کو چند حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر حصّہ کو سورہ کہا جاتا ہے اور وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع ہوتی ہے اور پھر ہر سورہ کو چند حصّوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے کہ جس کے ہر حصّے کو آیت کہا جاتا ہے سورہ الحمد اور سورہ توحید کا ترجمہ یاد کیجئے اور نماز میں اس کے ترجمے کی طرف توجہ کیجئے بہتر یہی ہے کہ قرآن مجید کی کوئی چھوٹا سورہ یاد کیجئے کہ جسے سورہ الحمد کے بعد نماز میں پڑھا کیجئے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں خدا کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۞ اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۞

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے جو بہت مہربان اور رحم والا ہے

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۞ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۞
روزِ جزا کا مالک ہے ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۞ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
تو ہمیں سیدھے راستے پر قائم رکھ ان لوگوں کے راستہ پر کہ جن پر تو نے اپنی نعمتیں نازل کی
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ ۞ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۞
ہیں نہ کہ ان لوگوں کے راستے پر کہ جن پر تیرا عذاب نازل ہوا اور نہ گمراہ لوگوں کے راستہ کی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۞ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۞ لَمْ يَلِدْ وَ
کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے اللہ (ہر شی سے) بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا
لَمْ يُوْلَدْ ۞ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۞
اور نہ ہی اسے کسی نے جنا اور کوئی اس کا ہمسر نہیں!

چھٹا سبق

روزہ ایک بہت بڑی عبادت ہے

روزہ رکھنا اسلام کی عبادتوں میں سے ایک بہت بڑی عبادت ہے خدا روزہ رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور انہیں بہترین جزا اور انعام دیا جائے گا ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ روزہ رکھے یعنی صبح صادق سے لے کر مغرب تک کھانے پینے اور دوسری چیزوں سے کہ جس سے روزہ باطل ہوجاتا ہے اجتناب کرے جب ہم روزہ رکھنا چاہیں تو پہلے نیت کریں یعنی ارادہ کریں کہ ہم اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے روزہ رکھتے ہیں خداوند عالم نے روزہ واجب کیا ہے تاکہ مسلمان خدا کی یاد میں ہوں اور خدا کو بہتر پہچانیں اور اپنی خواہشوں پر غالب آئیں آخرت کو زیادہ یاد کریں اور اچھے کاموں کے بجالانے کے لئے آمادہ ہوں تاکہ اپنے اچھے کاموں کو آخرت کے لئے ذخیرہ کریں بھوک اور پیاس کا مزہ

لیں اور غریبوں اور بھوکوں کی فکر کریں اور ان کی مدد کریں اور صحت اور سلامتی سے زیادہ بہرہ ور ہوں ...

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو صرف کھانا اور پینا چھوڑ دے تو وہ روزہ دار نہیں ہو جاتا یعنی روزہ کے لئے صرف اتنا کافی نہیں ہے بلکہ تم روزہ دار تب ہو گئے جب کہ تمہارے کان اور زبان بھی روزہ دار ہوں یعنی حرام کام انجام نہ دیں تمہارے ہاتھ پاؤں اور بدن کے تمام اعضا بھی روزہ دار ہوں یعنی برے کام انجام نہ دیں تاکہ تمہارا روزہ قبول ہو۔ تم تب روزہ دار ہوگے جب کہ دوسرے دنوں سے بہتر اور خوش خلق ہو زبان کو بیکار اور فضول باتوں سے روکو جھوٹ نہ بولو کسی کا مذاق نہ اڑاؤ اور آپس میں دشمنی اور جھگڑا نہ کرو، حسد نہ کرو، کسی کی عیب جوئی اور بدگوئی نہ کرو، اپنے نوکروں اور خادموں پر ہمیشہ کی نسبت زیادہ مہربانی کرو، اور ان سے تھوڑا کام لو جو لڑکے اور لڑکیاں بلوغ اور رشد کی عمر کو پہنچ گئے ہوں اور ان کے لئے روزہ رکھنا شرعاً کسی دوسری وجہ سے ممنوع نہ ہو تو ان پر واجب ہے کہ وہ ماہ رمضان المبارک کا روزہ رکھیں چھوٹے بچے بھی سحری کے کھانے میں اپنے گھر والوں کے ساتھ شرکت کریں سحری کھالیں اور ظہر تک یا اس وقت تک کہ جہاں تک ان سے ہو سکتا ہے کوئی چیز نہ کھائیں پیئیں تو اس طرح وہ بھی روزہ داروں کے ساتھ ثواب اور انعام الٰہی میں شریک ہو جائیں گے جو شخص شرعی عذر کے علاوہ روزہ نہ رکھے گناہ گار ہے اور اس کے بعد اس کی

قضا بھی بجا لائے اور ہر دن کے گناہ کے تدارک کے لئے توبہ کرے اور ہر دن کے روزے کے لئے جو نہیں رکھا ساٹھ روزے رکھے یا ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے

غور کیجئے اور جواب دیجئے

(۱) ــــــ روزہ رکھنے کی غرض کیا ہے جب روزہ رکھنا چاہیں تو کیا نیت کریں؟

(۲) ــــــ جب ہم روزہ دار ہوتے ہیں تو کن کاموں کے لئے آمادگی ظاہر کرتے ہیں اور کیوں؟

(۳) ــــــ روزہ دار انسان کیسے بھوکوں اور پیاسوں کے بارے میں سوچتا ہے؟

ساتواں سبق

اسلام میں دفاع اور جہاد

ہر مسلمان کے بہترین اور اہم ترین فرائض میں سے ایک جہاد ہے جو مومن جہاد کرتا ہے وہ آخروی درجات اور اللہ کی مغفرت اور خاص رحمت الٰہی سے نوازا جاتا ہے مجاہد مومن میدان جہاد میں جاکر اپنی جان اور مال کو اللہ کی جاودانی بہشت کی قیمت پر فروخت کرتا ہے اور یقیناً یہ معاملہ فائدہ مند اور توفیق آمیز ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا ہر انعام اور جزاء سے زیادہ قیمتی ہے۔

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا جو لوگ اللہ کے راستے میں بندگان خدا کی آزادی کے لئے قیام اور جہاد کرتے ہیں قیامت کے دن بہشت کے اس دروازے سے داخل ہوں گے کہ جس کا نام "باب مجاہدین" ہے اور یہ دروازہ صرف مجاہد مومن کے لئے کھولا جائے گا اور وہ

نہایت شان و شوکت سے ہتھیار کندھے پر اٹھائے ہوئے سب کی آنکھوں کے سامنے اور تمام اہل جنّت سے پہلے بہشت میں داخل ہوگا اور اللہ کے مقرّب فرشتے اس پر سلام کریں گے اور اسے خوش آمدید کہیں گے اور دوسرے لوگ اس کے مرتبہ و مقام پر رشک کریں گے اور جو بھی خدا کی راہ میں جہاد اور جنگ کو چھوڑ دے گا

خداوند عالم اس کے جسم کو ذلت و خواری کا لباس پہنائے گا وہ اپنا دین چھوڑ بیٹھتا ہے اور آخرت میں دردناک عذاب میں ہوگا خدا امت اسلامی کو ہتھیاروں کے قبضے اور ان کی سواریوں کی بارعب آواز سے بے نیاز کرتا ہے اور انہیں عزّت عطا فرماتا ہے؟

جو مومن مجاہد جہاد کے لئے منظّم صفوف اور بنیان مرصوص بن کر جاتے ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ جنگ اور جہاد کے میدان میں خداوند عالم کی حدود کا خیال کریں جو دشمن ان کے مقابل میں لڑائی کے لئے آیا ہے اس سے پہلے توبہ کا مطالبہ کریں کہ وہ طاغوت کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیں اور ان اللہ کے بندوں کو طاغوت سے نجات اور آزادی دلوائیں اور انہیں خدا کی اطاعت میں داخل کریں اور ظالموں کی عبادت سے دست کش کرائیں انہیں کہیں کہ وہ اللہ کی اطاعت قبول کریں اور متکبرین کی حکومت کو سر کریں اور خدا کی حکومت اور ولایت کو تسلیم کریں اور اگر وہ یہ مطالبہ نہ مانیں اور اللہ کی حکومت اور ولایت قبول نہ کریں تو پھر ہر مومن امام معصومؑ کی اجازت سے یا اسلامی رہبر کہ جس کی رہبری از روئے اسلام صحیح اور درست ہو، کی اجازت سے ان سے جنگ کرے اور

متکبر و طاغوت کو سرنگوں کرے اور اللہ کے بندوں کو اپنی پوری طاقت و قوت سے غیر خدا کی بندگی سے آزاد کرائے اور اس راستے میں مرنے یا مرجانے سے نہ ڈرے جیسا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ شہادت کی موت بہترین موت ہے اور یہ خدا کی راہ میں مارا جاتا ہے، خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میدان جنگ میں دشمن کے ہزار وار سے مارا جاؤں یہ مرنا میرے لئے زیادہ خوشگوار ہے اس سے کہ اپنے بستر پر مروں، وہ جہاد کہ ظلم اور ستم کے بند سے رہائی دیتا ہے امام علیہ السلام کے اذن اور اجازت کے ساتھ یا مسلمانوں کے حقیقی رہبر اور نائب امام کی اجازت کے ساتھ مربوط ہے اور یہ ان کا فرض ہے جو طاقت اور قدرت رکھتے ہوں لیکن اگر اسلامی سرزمین اور مسلمانوں کی عزّت اور شرف اور ناموس پر کوئی حملہ کرے تو پھر تمام پر خواہ مرد ہو یا عورت واجب ہے کہ جو کچھ اپنے اختیار میں رکھتے ہیں لے کر قیام کریں اور اپنی سرزمین اور عزّت و ناموس اور عظمت اسلام سے پوری طاقت سے دفاع کریں اس مقدس فرض کے بجالانے میں مرد بھی قیام کریں اور عورتیں بھی قیام کریں لڑکے بھی دشمن کے سر پر آگ کے گولے برسائیں اور لڑکیاں بھی۔ ہر ایک کو چاہیئے کہ ہتھیار اٹھائیں اور حملہ آور کو اپنی مقدس سرزمین سے باہر نکال پھینکیں اور اگر لوہے کے ہتھیار موجود نہ ہوں تو پھر لکڑی اور پتھر بلکہ دانتوں اور پنجوں سے بھی حملہ آور دشمن پر ہجوم کریں اور اپنی جانیں قربان کر دیں اور پوری قدرت کے ساتھ جنگ کریں اور شہادت کے مرتبہ کو

حاصل کرلیں اور آنے والی نسلوں کے لئے عزّت اور شرف کو وراثت میں چھوڑجائیں اس مقدس جہاد میں جو دفاع کہلاتا ہے امامؑ کے اذن کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے اور وقت کو ضائع نہ کریں کیونکہ یہ جہاد مقدس اتنا ضروری اور حتمی ہے کہ اس میں امامؑ اور رہبر کی اجازت کی ضرورت نہیں ہوا کرتی مملکت اسلامی کی سرزمین کا دفاع کرنا اتنا ضروری ہے کہ اسلام نے اس کی ذمہ داری ہر فرد پر واجب قرار دے دی ہے

غور کیجئے اور جواب دیجئے

(۱) ـــــ مجاہد مومن میدان جنگ میں جاکر اپنی جان ومال کو کس سے مقابلہ میں فروخت کرتا ہے اور اس معاملے کا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟

(۲) ـــــ مومن مجاہد کس طرح بہشت میں وارد ہوگا؟

(۳) ـــــ ان لوگوں کا انجام کیا ہوتا ہے جو خدا کی راہ میں جہاد کو ترک کردیتے ہیں؟

(۴) ـــــ اللہ امت اسلامی کو کس راستے سے عزّت اور شرف اور بے نیازی تک پہنچاتا ہے؟

(۵) ـــــ جو مومن مجاہد جنگ کے لئے وارد میدان ہوتے ہیں وہ دشمنوں کے ساتھ ابتداء میں کیا سلوک کرتے ہیں؟

(۶) ـــــ امیرالمومنین علیہ السّلام نے شہادت کے بارے

میں کیا فرمایا ہے ؟

۷ ـــــ جہاد کس کے حکم سے کیا جاتا ہے ؟

۸ ـــــ دفاع کا کیا مطلب ہے ، اسلامی سرزمین اور اسلامی شرف و عزت کے حفظ کیلئے مسلمانوں کا فریضہ کیا ہے ؟

آٹھواں سبق

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

گرمیوں کے موسم میں ایک دن ہوا بہت گرم تھی حضرت علی علیہ السلام تھکے ماندے پسینہ بہاتے گھر تشریف لائے آپؑ نے رونے کی آواز سنی آپؑ ٹھہر گئے اور ہر طرف نگاہ کی کسی کو نہ دیکھا چند قدم آگے بڑھے ایک جوان عورت کوچہ کی دوسری طرف سے ظاہر ہوئی بیچاری دوڑ رہی تھی اور رو رہی تھی اور آنسو بہا رہی تھی ہانپتے ہوئے اس نے اپنے آپ کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام تک پہنچایا اپنے آنسو دونوں ہاتھوں سے صاف کیا چاہتی تھی کہ بات کرے لیکن نہ کر سکی اس کا چہرہ پھر آنسوؤں سے ڈوب گیا امیر المومنین علیہ السلام نے اس سے رونے کی وجہ پوچھی عورت نے ڈوبتی ہوئی آواز میں رو کر کہا کہ میرے شوہر نے مجھ پر ظلم کیا ہے اور مجھے گھر سے باہر نکال دیا ہے اور مجھے مارنا چاہتا ہے یا امیر المومنینؑ

آپؑ میری فریاد کو پہنچیں کہ آپؑ کے سوا میرا کوئی مددگار نہیں ہے

امیرالمومنین علیہ السلام بہت تھکے ہوئے تھے آپؑ نے فرمایا تھوڑا صبر کرو ہوا ٹھنڈی ہو جائے اس وقت میں تیرے ساتھ جاؤں گا اور تیرے شوہر سے بات کروں گا اب دن بہت زیادہ گرم ہے اور میں بھی تھکا ہوا ہوں بہتر یہی ہے کہ تھوڑا صبر کرو!

عورت نے جو ابھی تک رو رہی تھی، کہا! یا امیرالمومنینؑ ڈرتی ہوں کہ اگر میں گھر دیر سے گئی تو میرا شوہر اور غضبناک ہوگا اور پھر معاملہ زیادہ بگڑ جائے گا۔

حضرت امیرالمومنینؑ نے چند لمحے سوچا اور فرمایا! نہیں: قسم بخدا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں کوتاہی نہیں کروں گا مجھے چاہئے کہ اس مظلوم کی مدد کروں اس کے بعد آپؑ اس عورت کے ساتھ اس کے گھر کو روانہ ہو گئے اور اس عورت کے گھر کے قریب پہنچے عورت نے اپنا گھر دکھلایا اور تھوڑی دور ٹھہر گئی کیوں کہ آگے جانے سے ڈرتی تھی امیرالمومنین علیہ السلام نزدیک گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا اور سلام کیا ایک طاقتور اور غضبناک جوان نے دروازہ کھولا!

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے اس کے اپنی بیوی سے اختلاف کی تحقیق کی اور پھر بہت نرمی اور اخلاق سے فرمایا! اے جوان کیوں اپنی بیوی کو اذیت دیتے ہو اور کیوں اسے گھر سے باہر نکال دیا ہے؟ خدا سے ڈر اور اپنی بیوی کو آزار نہ پہنچا میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنی بیوی کے ساتھ مہربان رہ اور اسے نہ مار اگر اور اگر اس نے تجھے تکلیف

دی ہے تو معاف کر دے عورت گلی کے اس طرف کھڑی حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی گفتگو سن رہی تھی اور امید رکھتی تھی کہ اس کا شوہر امیر المومنین علیہ السلام کی نصیحت قبول کرے گا اور اپنی بری عادت کو چھوڑ دے گا لیکن وہ جوان جو امیر المومنین علیہ السلام کو نہیں پہچانتا تھا کہنے لگا کہ آپ کیوں میری گھریلو زندگی میں دخل دیتے ہیں میں اگر چاہوں تو اسے قتل کر دوں آپ سے کوئی واسطہ اور ربط نہیں ابھی اس کو آگ میں ڈالوں گا دیکھتا ہوں کہ تو کیا کرے گا۔ جب وہ بلند آواز سے یہ کہہ رہا تھا تو امیر المومنین علیہ السلام نے اپنا سر نیچے کر رکھا تھا اور آہستہ آہستہ لاالہ الااللہ پڑھ رہے تھے وہ جوان چیختا اور کہتا رہا کہ اس کا آپ سے کوئی واسطہ نہیں ابھی اسے جلا کر رکھ دوں گا چاہتا تھا کہ اپنی بیوی پر حملہ کرے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اس پر وہ راستہ بند کر دیا اس کا ہاتھ پکڑا اور دوبارہ اسے سمجھایا اور نصیحت کی لیکن وہ جوان اپنی ضد سے باز نہ آیا گستاخی کرتے ہوئے چاہتا تھا کہ اس عورت پر حملہ کرے اور شاید واقعی چاہتا تھا کہ اسے آگ میں جلا دے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو غصہ آیا اور فوراً اپنی تلوار میان سے نکالی اور اس جوان کے سر پر تان دی تلوار کی چمک اس جوان کی آنکھوں پر پڑی تو اس کا بدن لرزنے لگا حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے غضب ناک نگاہ اس جوان پر ڈالی اور فرمایا کہ میں تم سے اخلاق سے کہہ رہا ہوں اور تمہیں نیک کام کی طرف بلا رہا ہوں اور برے کام کی سزا سے ڈرا رہا ہوں لیکن تم ہو کہ بلا وجہ شور مچا رہے ہو اور بے ادبی اور گستاخی

کر رہے ہو میں تمہیں اس عورت پر ظلم کرنے دوں گا ؟ اپنے ظلم و ستم سے توبہ کرو اور خدا سے ڈرو اور بے سہارا بیوی کو اذیت نہ دو ورنہ میں تجھے تیرے برے کام کی سزا دوں گا اسی حالت میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے اصحاب میں سے چند صحابہ وہاں پہنچ گئے اور آپ کو سلام کیا اس بیچارے جوان کا رنگ اڑا ہوا تھا اور تلوار کے نیچے کانپ رہا تھا اس نے اس وقت آپؑ کو پہچانا۔ اپنے کام سے پشیمان ہوا معافی مانگی اور توبہ کی۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی تلوار میان میں رکھی اور اس عورت سے فرمایا اپنے گھر جا اور شوہر کے ساتھ زیادہ موافقت اور احترام سے زندگی بسر کر اے عورت تو بھی اپنے شوہر سے مہربان اور مخلص رہ اور اسے غضبناک نہ کر!

امر بالمعروف و نہی عن المنکر اسلام کے اہم واجبات میں سے ایک اجتماعی فرض اور ذمہ داری ہے اسلام مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ خود نیک کام کریں اور دوسروں کو بھی نیک کام کی طرف بلائیں اسلام حکم دیتا ہے کہ مسلمان گناہ اور برائی سے دور رہیں اور دوسروں کو بھی برائی سے دور رکھیں خداوند عالم قرآن میں فرماتا ہے کہ تم بہترین ملت ہو کیوں کہ اچھائی کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر واقعی ایمان رکھتے ہو!

سوالات

(۱) امر بالمعروف کا مطلب بتائیے

(۲) نہی عن المنکر کا مطلب بیان کیجئے

(۳) اگر کسی بچے کو اذیت کرتے دیکھیں تو کیا کریں گے؟ آپ کا فرض کیا ہے

(۴) اگر کوئی مظلوم آپ سے مدد مانگے تو اسے کس طرح جواب دیں گے؟

(۵) حضرت امیر المومنینؑ نے اس جوان کو کیسے امر بالمعروف کیا؟

(۶) اس عورت کو کس طرح امر بالمعروف کیا؟

(۷) خداوند عالم نے قرآن میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق کیا فرمایا ہے؟

(۸) آپ اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو کیسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے اگر ہو سکے تو کوئی مثال دیجئے؟

نواں سبق

زکاۃ عمومی ضرورتوں کو پوری کرنے کیلئے ہوتی ہے

دین اسلام نے اجتماعی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ایک سرمائے کا انتظام کیا ہے کہ جسے زکاۃ کہا جاتا ہے زکاۃ مالی واجبات میں سے ایک واجب ہے پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ نے فقراء کی ضروریات کے مطابق سرمایہ داروں کے مال میں ایک حق قرار دے دیا ہے کہ اگر وہ ادا کریں تو اجتماعی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں اگر کوئی لوگوں میں بھوکا یا ننگا دیکھا جائے تو یہ اس وجہ سے ہوگا کہ سرمایہ دار اپنے اموال کے واجب حقوق ادا نہیں کرتے جو سرمایہ دار اپنے مال کی زکاۃ نہ دے قیامت کے دن اس سے باز پرس ہوگی اور بہت دردناک عذاب میں مبتلا ہوگا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جو سرمایہ دار اپنے

مال کی زکاۃ نہ دے نہ وہ مومن ہے اور نہ مسلمان!

زکاۃ کون حضرات دیں

(۱)_____ جو لوگ زراعت اور باغبانی کرنے سے فصل پیدا کرتے ہیں جیسے گندم، جو، خرما، کشمش، اور ان کی پیداوار ایک خاص نصاب تک بھی ہو جاتی ہو تو انہیں ایک مقدار زکاۃ کے عنوان سے دینی ہوگی۔

(۲)_____ جو لوگ اپنے سرمایہ کو حیوانات کی پرورش اور نگہداشت پر خرچ کرتے ہیں جیسے بھیڑ، بکریاں، گائے، اونٹ، پالتے ہیں اور ان کی تعداد بھی ایک مخصوص حد تک ہو جائے تو انہیں بھی اس سے زکاۃ کے عنوان سے کچھ تعداد دینی ہوگی

(۳)_____ جو لوگ سونے چاندی کی ایک خاص مقدار جمع رکھتے ہیں کہ جسے خرچ نہیں کرتے اگر ان کا جمع شدہ یہ مال سال بھر پڑا رہے تو اس میں بھی ایک معیّن مقدار زکاۃ کے عنوان سے دینی ہوگی کتنی مقدار زکاۃ ادا کی جائے گندم اور جو کی کتنی زکاۃ ہوتی ہے اور کیسے واجب ہوتی ہے۔ بھیڑ بکریوں، گائے اونٹ وغیرہ کی زکاۃ میں کیا شرائط ہیں اور کتنی زکاۃ واجب ہے یہ تمام باتیں آئندہ کتابوں میں بیان کریں گے (اور بہتر یہ ہے کہ آدمی اپنے مجتہد کی کتاب توضیح المسائل سے دیکھے اور عمل کرے)

زکاۃ کو کہاں خرچ کریں

زکاۃ مسلمانوں کے اجتماعی کاموں پر خرچ کی جائے جیسے زکاۃ کے روپیہ سے ہسپتال بنایا جائے اور اس کے مصارف میں خرچ کی جائے اور غریب بیماروں کا علاج کیا جائے تاکہ وہ تندرست ہوجائیں اور غریبوں کی زندگی کے لوازمات مہیا کئے جائیں، جہالت کو دور کرنے کے لئے تعلیمی ادارے بنائے جائیں اور عمدہ وسائل مہیا کرکے لوگوں کو دین اور علم سے روشناس کیا جائے زکاۃ سے عمدہ باغ اور پارک بنائے جاسکتے ہیں کہ جہاں لوگ اور بچے جاکر کھیلیں کودیں اور عمدہ لائبریریاں علمی اور دینی کتابوں کے مطالعے کے لئے بنائی جائیں، زکاۃ سے شہروں اور دیہات میں پانی کی ٹنکیاں بنائی جاسکتی ہیں تاکہ ہر ایک گھر میں بہتر اور عمدہ پانی مہیا ہوسکے زکاۃ سے دینی اور علمی کتابیں مہیا کرکے سستی قیمت پر لوگوں کو شہروں اور دیہات میں مہیا کی جائیں زکاۃ سے بڑی بڑی مسجدیں بنائی جائیں تاکہ تمام لوگ مسجد میں جائیں اور نماز جماعت کے ساتھ پڑھیں اور قرآن اور دین وہاں سیکھیں زکاۃ سے غریب طبقے کے لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی کرائی جاسکتی ہے اور انہیں مکان اور دیگر لوازمات زندگی خرید کر دیئے جاسکتے ہیں زکاۃ سے مسلمانوں کے تمام اجتماعی امور انجام دیئے جاسکتے ہیں اس وقت کوئی آدمی غریب بھوکا مقروض

وغیرہ باقی نہ رہے گا تمام صحیح وسالم طاقتور باایمان دیندار اور آرام سے زندگی بسر کریں گے اور اللہ کی عبادت کریں گے اور اپنی آخرت کے لئے اعمال صالح بجا لاسکیں گے تاکہ اس دنیا میں اللہ کی بہترین نعمتوں سے اور پروردگار کی بہت زیادہ محبت سے استفادہ کرسکیں

(اچھا انجام تو صرف نیک لوگوں کے لئے ہے)

دسواں سبق

خمس

دین کی تبلیغ اور اس کیلئے زمین ہموار کرنے کا سرمایہ

خداوند عالم نے ہر مسلمان پر واجب قرار دیا ہے کہ وہ دین کی تبلیغ میں کوشش کرے اور دوسرے انسانوں کو اللہ کے فرامین اور آخرت سے آگاہ کرے اور اپنی جان اور مال سے اس راستے میں مدد کرے یعنی خود دین کی تبلیغ میں کوشش کرے اور اپنی آمدنی کا خمس بھی دے۔

خمس کیا ہے؟ اور کس طرح دیا جائے

جس مسلمان نے تجارت ازراعت کانوں صنعت وغیرہ سے جو منفعت حاصل کی ہو یا نوکری یا مزدوری وغیرہ سے معاوضہ لیا ہو تو

اسے پہلے تو اپنی زندگی کے لوازمات سال بھر کے لیئے حاصل کر لینے کا حق ہے اور اگر کوئی چیز اس سے زائد ہو یا بچ جائے تو اسے اس کا خمس دینا چاہیئے یعنی ⅕ حصہ ادا کرے۔

خمس کسے دیا جائے

خمس حاکم شرع عادل مجتہد کو دینا چاہیئے اور حاکم شرع اس مال کو لوگوں کو خدا اور دین خدا سے آگاہ کرنے میں اور مملکت اسلامی کے دفاع میں خرچ کرے گا لوگوں کی مشکلات دینی اور ان کے جوابات دینے کے لیئے اہل علم کی تربیت کرے گا اور علماء کو شہروں اور دیہاتوں اور دوسرے ممالک میں بھیجے گا تاکہ لوگوں کو حقائق اسلامی سے روشناس کرائیں۔ عادل مجتہد خمس کے مال سے مفید دینی کتابیں خریدے یا چھاپے گا اور مفت یا سستی قیمت پر لوگوں میں تقسیم کردے گا اخبار اور دینی اور علمی ماہنامہ شائع کرائے گا۔

نوجوان اور بچوں کی دینی تعلیم و تربیت پر خرچ کرے گا اور ان کے لیئے مفت کلاسیں جاری کرے گا اور علماء کی بھی ان علوم کی تدریس کے لیئے تربیت کرے گا یعنی دینی مدارس قائم کرے گا تاکہ اس سے علماء اور دانشمند پیدا کیئے جائیں۔ عادل مجتہد خمس سے نادار سادات جو کام نہیں کر سکتے یا اپنے سال بھر کے مصارف کو پورا نہیں کر سکتے ان کو زندگی بسر کرنے کے لیئے بھی دے گا! عادل مجتہد خمس اور زکاۃ سے ملت

اسلامیہ کی تمام ضروریات پورا کرے گا اور اسلامی مملکت کا پورا انتظام کرے گا اور صحیح اسلامی طرز پر چلائے گا۔

سوالات

١) ـــــــ معاشرہ کی عام ضروریات کیا ہوتی ہیں اور انہیں کس طریقہ سے پورا کیا جائے گا؟

٢) ـــــــ ہمارے پیغمبرؐ نے فقراء کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کیا فرمایا ہے؟

٣) ـــــــ کون لوگ زکاۃ ادا کریں اور آپ کن حضرات کو پہچانتے ہیں جو زکاۃ دیتے ہیں اور زکاۃ کو کس جگہ اور کس طرح خرچ کرتے ہیں؟

۴) ـــــــ زکاۃ کو کن جگہوں پر خرچ کیا جائے اگر تمام سرمایہ دار اس فریضہ پر عمل شروع کردیں اور اپنے مال کے واجب حقوق ادا کریں تو پھر لوگ کس طرح کی زندگی بسر کریں گے؟

۵) ـــــــ خمس کیا ہے کس طرح دیا جائے اور کسے دیا جائے

گیارہواں سبق

حج کی پرعظمت عبادت

میں نے اپنے ماں باپ کے ساتھ حج بجالانے کے لئے سعودی عرب کا سفر کیا کتنا بہترین اور پر کیف سفر تھا اے کاش آپ بھی اس سفر میں ہوتے اور حج کے اعمال اور مناسک کو نزدیک سے دیکھتے جب ہم میقات پہنچے تو اپنے خوبصورت اور مختلف رنگوں والے لباس کو اتار دیا اور سادہ و سفید لباس جو احرام کہلاتا ہے پہنا۔

جب ہم نے احرام باندھ لیا تو میرے باپ نے کہا بیٹا! اب تم محرم ہو کیا تمہیں علم ہے کہ احرام کی حالت میں اللہ کی یاد میں زیادہ رہنا چاہیے کیا جانتے ہو کہ احرام کی حالت میں جھوٹ نہ بولیں اور نہ ہی قسم کھائیں اور نہ ہی حیوانات کو آزار دیں اور نہ کسی سے جنگ و جدال اور لڑائی کریں اور جتنا ہو سکے اپنی خواہشات پر قابو رکھیں اور آئندہ بھی اسی طرح رہیں

بیٹا۔ خانہ خدا کا حج ایک بہت بڑی عبادت ہے اور تربیت کرنے کا ایک بہت بڑا مدرسہ ہے! اس مدرسہ میں ہم سادگی اور مساوات اور عاجزی اور عزت نفس کی مشق کرتے ہیں ہم نے احرام کا سادہ لباس پہنا اور دوسرے حاجیوں کی طرح لبیک کہتے ہوئے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے، ہزاروں آدمی مختلف نسلوں کے سادہ اور پاک لباس پہنے ہوئے تھے تمام ایک سطح اور مساوات اور برابری کے لباس میں لبیک کہتے ہوئے مکہ کی طرف روانہ تھے ہم مکہ معظمہ پہنچے اور بہت اشتیاق اور شوق سے طواف کے لئے مسجد الحرام میں گئے کتنا باعظمت اور خوش نما تھا خانہ کعبہ ایک عظیم اجتماع جو ان کو قیامت کے دن کی یاد دلاتا تھا اور ذات الٰہی کی عظمت سامنے آتی تھی خانہ کعبہ کے ارد گرد چکر لگا کر طواف کر رہا تھا اس کے بعد ہم نے حج کے دوسرے اعمال اور مناسک اہل علم کی رہبری میں انجام دیئے حج کی پر عظمت عبادت ہمارے لئے دوسرے فوائد کی حامل بھی تھی میرے والد ان ایام میں مختلف ممالک کے لوگوں سے گفتگو کرتے رہے اور ان کے اخلاق اور آداب اور ان کے سیاسی اور اقتصادی اور فرہنگی حالات سے آگاہ ہونے کے بعد مجھ سے اور میری والدہ اور دوسرے دوستوں اور واقف کاروں سے بیان کرتے تھے اس لحاظ سے ہم دوسرے اسلامی ممالک کے مسلمانوں کے حالات سے مطلع ہوئے اور مفید اطلاعات سے آگاہ ہوئے۔

ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اگر استطاعت رکھتا ہو تو ایک

مرتبہ زندگی میں خانہ کعبہ کی زیارت کو جائے اور حج کے مراسم اور اعمال بجالائے اور حج میں شریک ہو اور پختہ ایمان اور نورانی قلب کے ساتھ واپس لوٹ آئے امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جو شخص واجب حج کو بغیر کسی عذر شرعی کے ترک کر دے وہ دنیا سے مسلمان نہیں اٹھے گا اور قیامت کے دن غیر مسلم کی صف میں محشور ہوگا!

غور کیجئے اور جواب دیجئے

(۱) ــــــ جو شخص احرام باندھ لیتا ہے تو اس کا کیا فریضہ ہو جاتا ہے اور اسے کن کاموں سے اجتناب کرنا چاہیئے؟

(۲) ــــــ حج کی عبادت بجالانے میں کون سے درسوں کی مشق کرنا چاہیئے؟

(۳) ــــــ ہم حج کے اعمال بجالاتے وقت کس کی یاد میں ہوتے ہیں؟

(۴) ــــــ حج کے کیا فائدے ہیں؟

(۵) ــــــ حج کن لوگوں پر واجب ہوتا ہے؟

(۶) ــــــ امام جعفر صادقؑ نے حج کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

چند اصطلاحات کی وضاحت

● ــــــ میقات : وہ جگہ ہے جہاں سے احرام باندھا جاتا ہے

- احرام باندھنا : اپنے سابقہ کپڑوں کی جگہ سفید سادہ لباس پہننا اور اللہ کی اطاعت کرنا۔
- مُحْرِم : اسے کہتے ہیں جو احرام باندھ چکا ہو
- لبیک کہنا : یعنی اللہ کی دعوت کو قبول کرنا اور خاص عبادت کا احرام باندھتے وقت پڑھنا
- طواف : خانہ کعبہ کے اردگرد سات چکر لگانا

چھٹا حصہ

اخلاق وآداب

پہلا سبق

معاہدہ توڑا نہیں جاتا

گرمی کے موسم میں ایک دن ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ دھوپ میں ایک پتھر پر بیٹھے ہوئے تھے دن بہت گرم تھا دھوپ پیغمبر اسلام ﷺ کے سر اور چہرہ مبارک پر پڑ رہی تھی پیغمبر اسلام ﷺ کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا گرمی کی شدّت سے کبھی اپنی جگہ سے اٹھتے اور پھر بیٹھ جاتے اور ایک جانب نگاہ کرتے کہ گویا کسی کے انتظار میں بیٹھے ہیں پیغمبر اسلام ﷺ کے اصحاب کا ایک گروہ اس نظارے کو دور سے بیٹھ کر دیکھ رہا تھا وہ جلدی سے آگے تاکہ دیکھیں کہ کیا وجہ ہے سامنے آئے سلام کیا اور کہا! یا رسول اللہ ﷺ اس گرمی کے عالم میں آپ ﷺ کیوں دھوپ میں بیٹھے ہوئے ہیں رسول خدا ﷺ نے فرمایا! صبح کے وقت جب ہوا ٹھنڈی تھی تو میں نے ایک شخص

کے ساتھ وعدہ کیا کہ میں اس کا انتظار کروں گا وہ یہاں آجائے۔ اب بہت دیر ہو گئی ہے اور میں یہاں اس کی انتظار میں بیٹھا ہوا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ یہاں دھوپ ہے اور آپ کو تکلیف ہو رہی ہے۔ وہاں سایہ کے نیچے چل کر بیٹھئے اور اس کا انتظار کیجئے پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا کہ میں نے اس آدمی سے یہاں کا وعدہ کیا ہے میں وعدہ خلافی نہیں کرتا اور اپنے پیمان کو نہیں توڑتا جب تک وہ نہ آئے میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا۔

ہمارے پیغمبر اسلامؐ عہد و پیمان کو بہت اہمیت دیتے تھے اور پیمان کو توڑنا بہت بڑا گناہ سمجھتے تھے اور ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص عہد و پیمان کی وفا نہ کرے دیندار نہیں ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مسلمان اور مومن انسان ہمیشہ اپنے عہد و پیمان کا وفادار ہوتا ہے اور کبھی اپنے پیمان کو نہیں توڑتا اور یہ بھی فرماتے تھے کہ جو انسان سچا امانتدار اور خوش اخلاق ہو اور اپنے عہد و پیمان کی وفا کرے تو آخرت میں مجھ سے زیادہ نزدیک ہو گا قرآن بھی تمام مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ اپنے عہد و پیمان کی وفا کریں کیوں کہ قیامت کے دن عہد اور وفا کے بارے میں سوال و جواب ہو گا۔

سوالات

۱ ــــ کون سے افراد قیامت کے دن پیغمبر اسلامؐ کے نزدیک

ہوں گے ؟

(۲) خداوند نے قرآن مجید میں عہد و پیمان کی وفا کے بارے میں کیا فرمایا ہے ؟

(۳) کیا دیندار انسان اپنے عہد کو توڑتا ہے ؟ پیغمبر اسلامؐ نے اس کے بارے میں کیا فرمایا ہے ؟

(۴) آپ کے دوستوں میں سے کون زیادہ بہتر اپنے پیمان پر وفادار رہتا ہے ؟

(۵) کیا آپ اپنے پیمان کی وفاداری کرتے ہیں ؟ آپ کے دوست آپ کے متعلق کیا کہتے ہیں ؟

(۶) وعدہ خلافی کا کیا مطلب ہے ؟

دوسرا سبق

مذاق کی ممانعت

اگر آپ سے کوئی مذاق کرے تو آپ کی کیا حالت ہو جاتی ہے کیا ناراض ہو جاتے ہیں ؟

اگر آپ درس پڑھتے وقت کوئی غلطی کریں اور دوسرے آپ کا مذاق اڑائیں اور آپ کی نقل اتاریں تو کیا آپ ناراض ہوتے ہیں کیا آپ کو یہ برا لگتا ہے کیا اسے ایک بے ادب انسان شمار کرتے ہیں دوسرے بھی آپ کی طرح مذاق اڑائے جانے پر ناراض ہوتے ہیں اور تمسخر و مذاق اڑانے والے کو دوست نہیں رکھتے اور خدا بھی مذاق اڑانے والے کو دوست نہیں رکھتا اور اسے سخت سزا دیتا ہے خداوند عالم قرآن مجید میں انسانوں کو مذاق اڑانے اور مسخرہ کرنے سے منع کرتا ہے اور فرماتا ہے ۔

اے انسانو ! جو خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہو خبردار تم میں سے کوئی کسی دوسرے کا مذاق نہ اڑائے کیوں کہ ممکن ہے کہ اپنے سے بہتر کا مذاق اڑا رہا ہو ایک دوسرے کو برا نہ کہو اور ایک دوسرے کو برے اور بھدے ناموں سے نہ بلاؤ ایک مسلمان کے لئے برا ہے کہ وہ کسی کی توھین کرے اور اسے معمولی شمار کرے پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا ہے ! جو شخص کسی مسلمان کا تمسخر یا مذاق اڑائے اور اس کی توھین کرے یا اسے معمولی سمجھ کر تکلیف دے تو اس کا یہ فعل ایسا ہی ہے جیسے اسنے مجھ سے جنگ کی ہو ۔

سوالات

(۱) خداوند عالم قرآن میں تمسخر کرنے والے کے متعلق کیا فرماتا ہے اور مسلمانوں کو کس سے اور کس طرح روکا ہے ؟

(۲) ہمارے پیغمبرؐ نے ایک مسلمان کے تمسخر کرنے کے بارے میں کیا فرمایا ہے ؟

(۳) تمہارے دوستوں میں کون ایسا ہے جو کسی کا مذاق نہیں اڑاتا ؟

(۴) کیا تم نے آج تک کسی کا مذاق اڑایا ہے ؟ کسی کی توھین کی ہے ؟ کیا تمہیں علم نہ تھا کہ مذاق اڑانا گناہ ہے ؟

تیسرا سبق

گھر کے کاموں میں مدد کرنا

میرا نام محمود ہے فرحت وزیبا میری دو بہنیں ہیں فرحت زیبا سے چھوٹی ہے دونوں مدرسہ میں پڑھتی ہیں ہمارے گھر میں کل چھ افراد ہیں ہم نے گھر کے کام کو آپس میں تقسیم کرلیا ہے خرید و فروخت اور گھر سے باہر کے کام میرے والد کرتے ہیں اور میں بھی ان کی ان کاموں میں مدد کرتا ہوں روٹی خریدتا ہوں دودھ خریدتا ہوں، سبزی اور پھل خریدتا ہوں۔ فرحت اور زیبا گھر کے اندرونی کاموں میں میری والدہ کی مدد کرتی ہیں اور گھر کو صاف وستھرا اور منظم رکھنے میں ان کی مدد کرتی ہیں ان میں سے بعض کام فرحت نے اور بعض دوسرے کام زیبا نے اپنے ذمہ رکھے ہیں ہمارے گھر میں ہر ایک کے ذمہ ایک کام ہے کہ جسے وہ اپنا فریضہ جانتا ہے اور اسے انجام دیتا

چاہیے کہ اس طرح کے سمجھدار ماں باپ رکھتے ہو کتنا اچھا ہے کہ تمام لوگ اور گھر کے افراد تمہاری طرح ہوں ایک دوسرے کے یار و مدد گار ہوں اور تمام لڑکے تمہاری طرح مہربان، فداکار اور محنتی ہوں۔

سوچئے اور جواب دیجئے

① ـــــ ہمارے پیغمبرؐ نے گھر میں کام کرنے کے بارے میں کیا فرمایا ہے

② ـــــ جو شخص اپنے بوجھ کو دوسروں پر ڈالتا ہے اس کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

③ ـــــ آپ دوسروں کی مدد زیادہ کرتے ہیں یا دوسروں سے اپنے لئے زیادہ مدد مانگتے ہیں؟

④ ـــــ کیا آپ اپنے بہن بھائی سے اختلاف کرتے ہیں اور اپنے اختلاف کو کس طرح حل کرتے ہیں

⑤ ـــــ کیا آپ اپنے اختلاف کو حل کرنے کے لئے کوئی بہتر حل پیدا کر سکتے ہیں اور وہ کون سا ہے؟

⑥ ـــــ کیا آپ کے گھر میں کاموں کو تقسیم کیا گیا ہے اور آپ کے ذمہ کون سا کام ہے؟

⑦ ـــــ کیا آپ کے گھر میں لائبریری ہے اور کون آپ کے لئے کتابیں انتخاب کر کے لاتا ہے؟

⑧ ـــــ استاد نے محمود کے مضمون کی کاپی پر کیا نوٹ لکھا

تھا اور کیوں لکھا کہ وہ خدا کا شکر ادا کرے؟

(۹)—— فداکاری کا مطلب کیا ہے اپنے دوستوں میں سے کسی ایک کی فداکاری کا تذکرہ کیجئے؟

(۱۰)—— آپ بھی محمود کی طرح اپنے روزمرّے کاموں کو لکھا کیجئے، اور اپنی مدد کو جو گھر میں انجام دیتے ہیں اسے بیان کیجئے۔

چوتھا سبق

اپنے ماحول کو صاف ستھرا رکھیں

میں حسن آباد گیا تھا میں نے اس گاؤں کے گلی کوچے دیکھ کر بہت تعجب کیا چچا زاد بھائی سے کہا تمہارے گاؤں میں تبدیلیاں ہوئی ہیں سچ کہہ رہے ہو کئی سال ہو گئے ہیں کہ تم ہمارے گاؤں میں نہیں آئے پہلے ہمارے گاؤں کی حالت اچھی نہ تھی تمام کوچے کثیف تھے اور گندگی سے بھرے ہوئے تھے لیکن چار سال ہوئے ہیں کہ ہمارے گاؤں کی حالت بالکل بدل گئی ہے چار سال پہلے ایک عالم دین ہمارے گاؤں میں تشریف لائے اور لوگوں کی ہدایت اور راہنمائی میں مشغول ہو گئے دو تین مہینے کے بعد جب لوگوں سے واقفیت پیدا کر لی تو ایک رات لوگوں سے اس گاؤں کی حالت کے متعلق بہت اچھی گفتگو کے دوران فرمایا اے لوگو! دین اسلام ایک پاکیزگی

اور صفائی والا دین ہے لباس، جسم، گھر، کوچے، حمام، مسجد اور دوسری تمام جگہوں کو صاف ہونا چاہیے میرے بھائیو اور جوانو کیا یہ صحیح ہے کہ تمہاری زندگی کا یہ ماحول اس طرح کثیف اور گندگی سے بھرا ہو کیا تمہیں خبر نہیں کہ ہمارے پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا کہ کوڑا کرکٹ اور گھر کی گندگی اپنے گھروں کے دروازے کے سامنے نہ ڈالا کرو کیونکہ گندگی ایک ایسی مخفی مخلوق کی جو انسان کو ضرر پہنچاتی ہے مرکز ہوتی ہے کیوں اپنی نالیوں اور کوچوں کو کثیف کرتے ہو گندا پانی اور گندی ہوا تمہیں بیمار کر دے گی یہ پانی اور ہوا تم سب سے تعلق رکھتی ہے تم سب کو حق ہے کہ پاک اور پاکیزہ پانی اور صاف ہوا سے استفادہ کرو اور تندرست اور اچھی زندگی بسر کرو کسی کو حق نہیں کہ پانی اور ہوا کو گندا کرے پانی اور ہوا کو گندا اور کثیف کرنا ایک بہت بڑا ظلم ہے اور خدا ظالموں کو دوست نہیں رکھتا اور انہیں اس کی سزا دیتا ہے اے گاؤں کے رہنے والو! میں نے تمہارے گاؤں کو صاف ستھرا رکھنے کا پروگرام بنایا ہے میری مدد کرو تاکہ حسن آباد کو صاف ستھرا پاک و پاکیزہ بنا دیں اس گاؤں والوں نے اس عالم کی پیش کش کو قبول کر لیا اور اعانت کا وعدہ کیا دوسرے دن صبح کو ہم سب اپنے گھروں سے نکل پڑے وہ عالم ہم سے بھی زیادہ کام کرنے کے لئے تیار تھے ہم تمام آپس میں مل کر کام کرنے لگے اور گلیوں کو خوب صاف ستھرا کیا عالم دین نے ہمارا شکریہ ادا کیا اور ہم نے ان کی راہنمائی کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد سب گاؤں والوں نے ایک

عہد و پیمان کیا کہ اپنے گھر کی گندگی اور دوسری خراب چیزوں کو کوچے یا نالی میں نہیں ڈالیں گے بلکہ اکٹھا کر کے ہر روز گاؤں سے باہر لے جائیں گے اور اس کو گڑھے میں ڈال کر اس پر مٹی ڈال دیں گے اور ایک مدت کے بعد اسی سے کھاد کا کام لیں گے ایک اور رات اس عالم دین نے درخت لگانے کے متعلق ہم سے گفتگو کی اور کہا کہ زراعت کرنا اور درخت لگانا بہت عمدہ اور قیمتی کام ہے اسلام نے اس کے بارے میں بہت زیادہ تاکید کی ہے۔ درخت ہوا کو صاف اور پاک رکھتے ہیں اور میوے اور سایہ دیتے ہیں اور دوسرے بھی اس کے فوائد ہیں۔
ہمارے پیغمبر اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ؐ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی پودا تمہارے ہاتھ میں ہو کہ اس پودے کو زمین میں کاشت کرنا چاہتے ہو اور ادھر موت تمہیں آپہنچے تو اپنے کام سے ہاتھ نہ اٹھانا یہاں تک کہ اس پودے کو زمین میں گاڑ دو کیوں کہ اللہ زمین کے آباد کرنے اور درخت اگانے والے کو دوست رکھتا ہے جو شخص کوئی درخت لگائے اور وہ میوہ دینے لگے تو خداوند عالم اس کے میوے کے برابر اسے انعام اور جزا دے گا لہذا کتنا اچھا ہے کہ ہم اس نہر کے اطراف میں درخت لگا دیں تاکہ تمہارا گاؤں بھی خوبصورت ہو جائے اگر تم مدد کرنے کا وعدہ کرو تو کل سے کام شروع کر دیں دیہات کے سبھی لوگوں نے اس پر اتفاق کیا اور بعض نیک لوگوں نے پودے مفت فراہم کر دیئے دوسرے دن صبح ہم نے یہ کام شروع کر دیا دیہات والوں نے بہت خوشی خوشی ان پودوں کو لگا دیا اس عالم نے سب کو اور

بالخصوص بچّوں اور نوجوانوں کو تاکید کی کہ ان درختوں کی حفاظت کریں اور دیکھتے رہیں اور فرمایا کہ یہ درخت تم سب کے ہیں کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ اس عمومی درخت کو کوئی گزند پہنچائے ہوشیار رہنا کہ کوئی اس کی شاخیں نہ کاٹے کہ یہ گناہ بھی ہے، ہوشیار رہنا کہ حیوانات ان درختوں کو ضرر نہ پہنچائیں جب سے ہم نے یہ سمجھا ہے کہ ہمارے پیغمبرؐ شجر کاری کو پسند فرماتے ہیں جہاں بھی ہماری بے آباد زمین تھی وہاں ہم نے درخت لگا دیئے ہیں جس کے نتیجے میں ہمارا گاؤں سرسبز اور میوے دار باغوں سے پر ہو چکا ہے اس عالم کی رہنمائی اور لوگوں کی مدد سے اب حمام بھی صاف و ستھرا ہو گیا ہے اور مسجد پاک و پاکیزہ ہے ایک اچھی لائبریری اور ایک ڈسپنسری تمام لوازمات کے ساتھ یہاں موجود ہے اور اس گاؤں کے چھوٹے بڑے لڑکے لڑکیاں پڑھے لکھے صاف و ستھرے ہیں جب میرے چچازاد بھائی کی بات یہاں تک پہنچی تو میں نے کہا کہ میں اس عالم دین اور تم کو اور تمام گاؤں میں رہنے والوں کو آفرین اور شاباش کہتا ہوں اے کاش تمام دیہات کے لوگ اور دوسرے شہروں کے لوگ بھی تم سے دینداری اور اچھی زندگی بسر کرنے کا درس لیتے

سوالات

①—— آپ اپنے گھر کی کثافت اور گندگی کو کیا کرتے ہیں؟

(۲) ـــــ جو شخص اپنے گھر کی گندگی نالی وغیرہ میں ڈالے تو اسے کیا کہتے ہیں اور اس کی کس طرح رہنمائی کریں گے ؟

(۳) ـــــ جو شخص اپنے گھر کی گندگی کوچے یا سڑک پر ڈالتا ہے تو اسے کیا کہتے ہیں پیغمبر اسلامؐ کی کونسی فرمائش اس کے سامنے بیان کریں گے ؟

(۴) ـــــ سڑک گلی کوچوں اور اپنے رہنے کی جگہ کو صاف رکھنے کیلئے کون سے کام انجام دینے چاہیں ؟

(۵) ـــــ ہمارے پیغمبر اسلامؐ نے شجر کاری کے متعلق کیا فرمایا ہے ؟

(۶) ـــــ آپ درخت لگانے کے لئے کیا کوشش کر سکتے ہیں ؟

(۷) ـــــ آپ عمومی درختوں کی حفاظت اور نگاہ داری کس طرح کرتے ہیں ؟

(۸) ـــــ اب تک آپ نے کتنے درخت لگائے ہیں ؟

پانچواں سبق

جھوٹ کی سزا

ہم نے ایک دن سیر کا پروگرام بنایا اور ہر ایک اپنے ساتھ کچھ خوراک لے آیا ادہر کلاس کی گھنٹی بجی سب خوش خوش ہنستے کھیلتے کلاس میں گئے اِ منتظر تھے کہ استاد کلاس میں آئیں اور سیر کو جانے کے پروگرام کو تبلائیں۔ سوچ رہے تھے کہ آج کتنا اچھا دن ہوگا ایک موٹر سیر کے لئے کرائے پر لے رکھی تھی وہ بھی آگئی اور مدرسہ کے دروازے کے سامنے کھڑی ہوگئی کلاس کے مانیٹر صاحب آج غیر حاضر تھے ہم جماعت لڑکوں میں سے ایک لڑکا کہ جس کا نام حسن مانیٹر تھا استاد کی میز کے سامنے گیا اور کہا لڑکو ... لڑکو ، میں اب مانیٹر کی جگہ ہوں جب استاد آئیں گے تو میں کہوں گا کھڑے ہو جاؤ تو تمام منظم طریقے سے کھڑے ہو جانا اور یاد رکھنا جو منظم طریقے سے

کھڑا نہ ہوگا اسے استاد سیر کو نہیں لے جائیں گے تمام لڑکے چپ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک حسن نے کہا کھڑے ہو جاؤ تمام لڑکے مؤدب اور منظم طریقے سے کھڑے ہو گئے کلاس کا دروازہ کھلا ایک لڑکا جو آج دیر سے آیا تھا وہ اندر داخل ہوا حسن بلند آواز سے ہنسا اور اس کے بعد کہا لڑکو! میں نے مذاق کیا ہے بیٹھ جاؤ تھوڑا سا وقت گزرا تمام لڑکے استاد کے آنے کا انتظار کر رہے تھے حسن نے کلاس کے دروازے پر نگاہ کی اور چپ کھڑا ہوگیا اور اس کے بعد بلند آواز سے کہا کھڑے ہو جاؤ تمام لڑکے کھڑے ہو گئے کلاس کا دروازہ آرام سے کھلا۔ تیسری کلاس کے ایک لڑکے نے جو اپنے بھائی کا بستہ لایا تھا کہ اسے یہاں دے جائے اس نے بھائی سے کہا کہ کیوں اپنا بستہ آج ساتھ نہیں لائے تھے؟ بھائی نے جواب دیا کہ آج سیر کو جانا تھا بستہ کی ضرورت نہیں تھی اس دفعہ ہم پھر بیٹھ گئے لیکن بہت ناراض ہوئے حسن پہلے تو تھوڑا سا ہنسا لیکن بعد میں کہا لڑکو! مجھے معاف کرنا میں نے غلطی کی تھی تم بیٹھ جاؤ میں باہر جاتا ہوں تاکہ دیکھوں کہ آج استاد کیوں نہیں آئے حسن چلا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد واپس لوٹ آیا اور کہنے لگا لڑکو! سنو! سنو! استاد نے کہا ہے کہ آج سیر کو نہیں جائیں گے! لڑکوں کا شور بلند ہوا آپ نہیں سمجھ سکتے کہ لڑکے کتنے ناراض ہوئے اسی اسی حالت میں کلاس کا دروازہ کھلا حسن نے کلاس کے دروازے کی طرف دیکھا اور اپنے آپ کو سنبھالا اور کہا کھڑے ہو جاؤ!

کھڑے ہو جاؤ کوئی بھی نہ اٹھا سب نے کہا حسن جھوٹ بول رہا ہے جھوٹ کہہ رہا ہے لیکن اس دفعہ استاد کلاس میں داخل ہو چکا تھا اور کلاس کے دروازے کے پیچھے حسن کی گفتگو سن چکا تھا اس سے کہا کہ کس نے آپ کو کہا ہے کہ آج سیر کو نہیں جائیں گے کیوں میری طرف جھوٹ کی نسبت دی ہے حسن اپنا سر نیچے کئے ہوئے تھا اس نے کوئی جواب نہیں دیا استاد نے کہا لڑکو سب مدرسہ کے صحن میں چلے جاؤ اور قطار بناؤ تا کہ موٹر پر سوار ہوں ہم بہت خوش ہوئے مدرسے کے صحن میں گئے اور قطار بنائی اور اپنی اپنی باری پر موٹر میں سوار ہو گئے۔ لیکن جب حسن موٹر پر سوار ہونا چاہتا تھا تو استاد نے اسے کہا ———— تم ہمارے ساتھ سیر کو نہیں جا سکتے ہم جھوٹے طالب علم کو ساتھ نہیں لے جا سکتے حسن نے رونا شروع کر دیا استاد کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ میں نے غلطی کی ہے مجھے معاف کر دیں اور بہت زیادہ اصرار کیا استاد نے کہا اے حسن میں تمہارے اس چلن سے بہت ناراض ہوں بہتر یہی ہے کہ ہمارے ساتھ سیر کو نہ جاؤ : لیکن اگر تمہاری کلاس کے لڑکے کہیں کہ تمہیں سیر کو لے جائیں تو اس وقت میں تمہیں اپنے ساتھ سیر کو لے جاؤں گا کیونکہ تمام لڑکے حسن کی دروغ گوئی سے ناراض ہو چکے تھے استاد سے انہوں نے کچھ نہ کہا اور کسی بچے نے بھی استاد سے اس چیز کی درخواست نہ کی بلکہ بعض آہستہ سے کہہ رہے تھے کہ ہم نہیں چاہتے کہ حسن ہمارے ساتھ سیر کو جائے

استاد بھی موٹر پر سوار ہو گئے موٹر بچوّں کی مسرت آمیز آواز میں مدرسے سے دور نکل گئی چوتھی کلاس کے لڑکوں میں سے صرف حسن مدرسہ میں رہ گیا چونکہ جھوٹ بولتا تھا اسی لئے اپنی عزّت اور احترام کو کھو بیٹھا اور سیر سے بھی محروم ہو گیا یہ تو تھا اس دنیا کا نتیجہ لیکن آخرت میں جھوٹوں کی سزا زیادہ سخت اور دائمی ہے۔

ہمارے پیغمبرؐ نے فرمایا! مسلمان اور ایمان دار شخص کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔

امام سجّادؑ نے فرمایا ہے جھوٹ سے بچو خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا خواہ مذاق میں ہو یا بالکل حقیقت ہو۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے جھوٹ ایمان کو برباد اور ویران کر دیتا ہے۔

سوالات

① ——— لڑکوں نے تمام واقعات میں حسن کی بات کو سچ سمجھا اور کیوں؟

② ——— کیا لوگ جھوٹے کی بات پر اعتماد کرتے ہیں اور کیوں ؟

③ ——— کیا بتلا سکتے ہیں کہ طالب علم جو سیر کو گئے تھے کتنے تھے اور حسن کے ساتھ کتنے دوست تھے ؟

(۴) ـــــــ آیا کوئی آدمی جھوٹے کے ساتھ دوستی کرتا ہے اور کیوں ؟
(۵) ـــــــ آپ کی نگاہ میں اگر حسن کو سیر پہ لے جاتے تو بہتر نہ ہوتا اور کیوں ؟
(۶) ـــــــ اگر کوئی مزاح میں بھی جھوٹ بولتے تو اس کی کس طرح رہنمائی کریں گے اور اس سے کیا کہیں گے ؟
(۷) ـــــــ کیا مزاح میں جھوٹ بولنا برا اور گناہ ہے اور کیوں
(۸) ـــــــ آپ کی نگاہ میں حسن کیوں جھوٹ بولتا تھا ؟
(۹) ـــــــ جھوٹ ایمان کو ویران کر دیتا ہے۔ کا کیا مطلب ہے ؟

چھٹا سبق

سڑک سے کیسے گزریں

مدرسے میں چھٹی ہوئی لڑکے گھر کی طرف روانہ ہوگئے پیدل چلنے کی جگہ پر بہت بھیڑ تھی جواد نے اپنے دوست رضا سے کہا! کتنی بھیڑ ہے یہاں تو چلنا بہت مشکل ہے آؤ سڑک کے کنارے چلیں رضا نے کہا! سڑک موٹروں کے آنے جانے کی جگہ ہے پیدل چلنے والوں کے لئے نہیں سڑک پر چلنا خطرناک ہوتا ہے اور ڈرائیوروں کے لئے بھی مشکل پیدا ہوجاتی ہے اللہ اس کو دوست نہیں رکھتا جو دوسروں کے لئے مشکلات پیدا کریں جواد نے کہا! یہ تم کیا کہہ رہے ہو یہاں اس بھیڑ میں تو نہیں چلا جاسکتا خدا حافظ میں چلا یعنی سڑک کے ساتھ چلنے کے لئے یہ کہا اور رضا سے علیحدہ ہوگیا اور جلدی سے سڑک کے کنارے تیزی سے دوڑنے لگا جواد

سچ کہہ رہا تھا کہ فٹ پاتھ پر پیدل چلنے والوں کی بھیڑ تھی وہ تو اتنی جلدی سے نہیں چل سکتا ہے وہ چاہتا تھا کہ گھر جلدی پہنچ جائے۔ رضا نے جب دیکھا کہ اس کا دوست بہت جلدی میں اس سے دور نکل گیا ہے تو اس نے سوچا کہ وہ بھی سڑک پر چلا جائے اور جواد سے پیچھے نہ رہ جائے لیکن اسے یاد آیا کہ اس نے تو خود جواد سے کہا تھا کہ خدا پسند نہیں کرتا کہ دوسروں کے لئے مشکلات پیدا کی جائیں اور سڑک پر چلنا خطرناک ہے اور ڈرائیوروں کے لئے مشکلات اور زحمت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی سوچ میں تھا کہ بریک کی ایک مہیب آواز سنائی دی لوگ موٹر کی طرف دوڑے لیکن تھوڑی سی دیر بعد اس موٹر نے حرکت کی اور چلی گئی لوگ کہہ رہے تھے کہ خطرناک ایکسیڈنٹ تھا شاید کوئی مر گیا ہوگا اللہ کرے کہ ہسپتال تک جائے زندہ رہے رضا نے لوگوں کی یہ باتیں سنیں اور چند منٹ کے بعد گھر پہنچ گیا تھوڑا سا وقت گزرا تھا گویا ایک گھنٹہ۔ جواد کی ماں رضا کے گھر آئی اور رضا سے پوچھا کہ جواد کو تو نہیں دیکھا تھا ابھی تک وہ نہیں آیا رضا نے کہا کہ جواد کہہ رہا تھا کہ مجھے کچھ کام ہے میں چاہتا ہوں کہ گھر جلدی جاؤں مجھ سے الگ ہو گیا اور جلدی میں سڑک پر دوڑنے لگا! اسے ایکسیڈنٹ یاد آیا! تو کہا اوہ: شاید جواد کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے! جواد کی ماں نے کہا! ایکسیڈنٹ؟ تو پھر میرا لڑکا اب کہاں ہے؟ جواد نے کہا کہ میں نے کچھ نہیں دیکھا صرف سنا تھا کہ لوگ کہہ رہے تھے کہ ہسپتال لے گئے ہیں۔ جواد کی ماں ہسپتال دوڑی گئی اور پوچھا کہ

میرے بیٹے جواد کو یہاں لائے ہو! کہا گیا کہ تمہارے لڑکے کو دو گھنٹے پہلے یہاں لائے تھے آؤ اس کو دیکھو جواد کی ماں نے اسے دیکھا جواد تھا لیکن خونی چہرے کے ساتھ بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ دو دن کے بعد رضا اپنی ماں کے ساتھ اس کی عیادت کے لئے گیا جواد بستر پر سویا ہوا تھا اس کے چہرے پر پٹی باندھی ہوئی تھی اس کا ایک پاؤں ٹوٹ گیا تھا اسے پلستر کیا گیا تھا اور اس کا تمام جسم درد کر رہا تھا ایک مہینے کے بعد بیساکھی کی مدد سے مدرسہ گیا اور کلاس میں شریک ہوا استاد اور تمام ہم کلاس لڑکے اسے دیکھ کر خوش ہوئے اور اس حادثہ کے متعلق سوال کیا۔

استاد نے کلاس کے لڑکوں کے سامنے اسکی وضاحت کی اور کہا کہ اس قسم کے حادثات سے بچنے کے لئے ٹریفک کے قواعد اور قوانین کی پابندی کی جائے کیونکہ ٹریفک کے قوانین تمام دنیا میں خطرات کو کم کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں جواد چاہتا تھا کہ گھر جلدی پہنچ جائے لیکن ٹریفک کے قوانین کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے ہر روز کی نسبت وہ دیر سے گھر پہنچا حالانکہ اگر پیدل چلنے والی جگہ سے جاتا تو اس سے بہت زیادہ جلدی گھر پہنچ جاتا آپ جب بھی سڑک کی دوسری طرف جانا چاہیں تو وہاں سے جائیں جہاں سفید خطوط بنائے گئے ہیں یا چوک کے نزدیک احتیاط سے دوسری طرف جائیں سڑک پر دوڑ کر نہ جائیں اور کبھی بھی سڑک کے وسط میں نہ چلیں۔

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا ہے کہ راستے کے وسط میں جانا

سوار لوگوں کے لئے ہے سوار انسان پیدل چلنے والوں پر تقدم کا حق رکھتا ہے ۔

سوالات

① حق تقدم کا کیا مطلب ہے کن لوگوں کو راستہ چلتے وقت تقدم کا حق ہے ہمارے پیغمبرؐ نے اس کے متعلق کیا فرمایا ہے پیدل چلنے والوں کا حق سڑک پر کس طرف ہے؟

② جواد کا ایکسیڈنٹ کیوں ہوا اور رضا نے اس سے کیا کہا تھا اگر رضا کی بات کو مان لیتا تو گھر کیسے پہنچ جاتا

③ جب کسی سڑک کو عبور کرنا چاہیں تو کس طرح اور کہاں سے عبور کریں گے ؟

④ اس قسم کے حادثہ سے بچنے کے لئے کس قسم کی احتیاط کی ضرورت ہے ؟

⑤ ٹریفک کے بعض قوانین جو آپ جانتے ہیں بیان کریں ؟

⑥ جب جواد اپنی کلاس میں گیا تو استاد نے کس موضوع کو وضاحت سے بیان کیا ؟

⑦ کیا تم پہلے سے ٹریفک کے قوانین کی پابندی کرتے

تھے؟ اور اب کیسے ؟ ان کی پابندی کی کوشش کریں

ہم آپ کو مبارک باد دیتے ہیں کہ آپ نے یہ کتاب پڑھی ہے اور سمجھی ہے انشاءاللہ آپ اپنی زندگی میں اس پر عمل کریں گے کتنا اچھا ہے کہ آپ اپنے مخلص دوستوں کو بھی کہیں اس کتاب کو حاصل کر کے پڑھیں اور اس کی مشقوں کو حل کریں اور انہیں اچھی طرح یاد کریں اور جن کو یاد کر لیا ہے اسے اپنی زندگی کے لئے آئین قرار دیں اور اس پر عمل کریں۔